حضرت مولانا سیّد زوار حسین شاہ
رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ط

مقاماتِ فضلیہ

سوانح حیات قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین شیخ المشائخ غریب نواز
حضرت خواجہ محمد فضل علی شاہ قریشی عباسی نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ مجددی سعیدی

رحمۃ اللہ علیہ

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز

نام کتاب	:	مقامات فضلیہ
مؤلف	:	حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
اشاعت اول	:	۱۳۹۳ھ مطابق مارچ ۱۹۷۳ء
اشاعت دوم	:	ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ مطابق اکتوبر ۱۹۸۱ء
جدید اشاعت	:	جمادی اول ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ جولائی ۲۰۰۴ء
تعداد	:	ایک ہزار
صفحات	:	۱۹۲

ناشر

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز

اے-۴/۱۷، ناظم آباد نمبر ۴، کراچی-۱۸، پوسٹ کوڈ: ۷۴۶۰۰-فون: ۶۶۸۴۷۹۰

E-mail:zawwaracademy@hotmail.com
www.zawwaracademy.org

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، امابعد!

آج کل اخباری اور اشتہاری پروپیگنڈے کا زمانہ ہے، دنیا شہرت اور اکثریت کے ساتھ چلتی ہے، ذاتی قابلیت و اہلیت پر لوگوں کی نظریں کم جایا کرتی ہیں۔ خصوصاً روحانی تربیت کا سلسلہ جو کہ سطحی نظر سے دُور تر اور حواسِ ظاہری کے ادراک سے وراء الورا ہے اور اہلِ دنیا کی عقلیں اس کے سمجھنے سے قاصر اور نگاہیں خیرہ ہیں، عوام کالانعام بلکہ بہت سے خواص بھی شعبدہ بازوں اور اخباری و اشتہاری پروپیگنڈہ سازوں کے ساتھ لگ جاتے ہیں، اُن کے تقویٰ وطہارت اور اتباعِ سنت کے حال سے چنداں غرض نہیں رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر بدعمل اور گمراہ لوگ خلافِ شریعت وضع وقطع اور اطوار و عادات کے باوجود مرجعِ خلائق و پیشوائے طریقت بنے ہوئے ہیں اور فَضَلُّوۡا وَاَضَلُّوۡا کے مصداق خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی دن رات گمراہ کرتے رہتے ہیں، مگر جن سعادت مندوں کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے بصیرت کی آنکھیں دی ہیں وہ ان ظاہری شعبدہ بازیوں کو قابل التفات نہیں سمجھتے بلکہ ان کی نظریں باطن کی طرف لگی رہتی ہیں اور ایسی ہستیوں کی تلاش میں رہتے ہیں جو اخلاقِ خداوندی سے متخلق اور اوصافِ محمدی ﷺ سے متحلّی ہوتے ہیں، وہ بزرگوں میں ایسی باتیں تلاش کرتے ہیں جن کا پایا جانا ایک باخدا انسان میں ضروری ولابدی ہے۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہمارے حضرت شیخ المشائخ عمدۃ السالکین قدوۃ العارفین غریب نواز حضرت مولانا محمد فضل علی شاہ صاحب قریشی عباسی نقشبندی مجددی قدس سرہٗ العزیز ان تمام اوصاف کے مالک اور ان منجملہ محامد ومحاسن کے جامع تھے جو مردانِ خدا و اولیائے باصفا میں ہونی چاہئیں، آپ عالم باعمل، متبع شریعت وسنت، قامع بدعت تھے اور قناعت وتوکل، ورع وتقویٰ، صدق وصفا، عفت وحیا، حلم وسخا، ایثار ووفا، ضبط وعفو، صبر وشکر،

تسلیم ورضا، غرض کہ تمام اوصاف حمیدہ کے جامع تھے۔ آپ کی مجلس میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ذکر الٰہی کے سوا کوئی بات نہ ہوتی تھی اور مجلس سے اُٹھ کر خانگی ضروریات جو حقوق العباد کا شعبہ ہے انجام دیتے تھے، آپ کی صحبت میں بیٹھنے سے خدا یاد آتا تھا اور دل میں دنیا کی طرف سے بے توجہی اور لاتعلقی پیدا ہوتی تھی ان ہی خصائل حمیدہ واتباعِ شریعت وپابندیٔ اطوارِ طریقت کی وجہ سے اہلِ بصیرت طالبان حق ان کی طرف متوجہ ہوئے، ورنہ وہاں نہ کوئی اخباری یا اشتہاری پروپیگنڈہ تھا اور نہ ہی پیراں نمی پرند مریداں می پرانند والا قصہ تھا، جو کچھ تھا وہ سب دادِ الٰہی اور خلوص نیت کا ثمرہ تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ کا فیض آپ سے براہ راست اور آپ کے خلفا کے واسطے سے تمام عالم اسلام میں اس قدر پھیلا کہ شاید وباید۔

جب حضرت قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ محمد فضل علی شاہ صاحب قریشی عباسی نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ، وجعل جنت الفردوس ماواہ ومسکنہ غرۂ رمضان المبارک ۱۳۵۴ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے تو آپ کی سوانح حیات مع ارشادات عالیہ ورموز ونکات وتعلیماتِ سلوک وپند ونصائح ''حیاتِ فضلیہ وملفوظات قریشیہ'' کے نام سے آپ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد مسلم صاحب دیوبندی ثم لائلپوری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے وصال کے تھوڑے عرصے بعد یعنی آج سے تقریباً چالیس سال پہلے تالیف کر کے کورونیشن الیکٹرک پریس لائل پور میں چھپوا کر افادۂ عام کے لئے شائع کی تھی۔ غالباً عجلت کی وجہ سے وہ اس تالیف کے لئے زیادہ مواد جمع نہیں کر سکے، شاید خیال ہوگا کہ اس وقت اسی قدر پر اکتفا کیا جائے تاکہ یہ یادگار قائم ہو کر محرومینِ صحبتِ شیخ المشائخ موصوف وتشنگانِ سلسلہ عالیہ کی تسکین کا باعث ہو، بعد میں مفصل حالات کا اضافہ کر کے دوبارہ طبع کیا جائے، لیکن ان کی زندگی نے بھی وفا نہ کی اور جلدی ہی اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے، اس وقت سے اب تک سلسلۂ عالیہ کے کسی اور صاحب کو بھی ہمت نہ ہوئی کہ ایسے عظیم المرتبت، فیاض عالم شیخ المشائخ کی شایانِ شان حالات جمع کر کے حسن ترتیب وتالیف کے ساتھ اس کو دوبارہ شائع کرتا۔

اب حضرت موصوف کے نواسے حضرت مولانا کلیم اللہ شاہ صاحب مجددی فضلی غفوری مسکین پوری مدظلہ العالی نے حضرت موصوف کے خلیفۂ خاص شیخ المشائخ حضرت مولانا

عبدالغفور صاحب عباسی نقشبندی مجددی فضلی مدنی قدس سرہ العزیز کی اجازت سے اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور اس کی ترمیم و اصلاح و اضافات اور جدید ترتیب کی خدمت حسب الارشاد حضرت مدنی قدس سرہٗ اس عاجز کے سپرد فرمائی، چونکہ اس زمانے میں مزید مفصل حالات جمع کرنے کے ذرائع تقریباً ختم ہو چکے ہیں اور اس زمانے کے جو حضرات ابھی حیات ہیں ان سے بھی مزید حالات کا حاصل کرنا کوششوں کے باوجود ممکن نہ ہو سکا، ناچار اسی سابقہ ایڈیشن کو ہی جدید ترتیب و ترمیم و اصلاح کے ساتھ شائع کرنے کی کوشش شروع کردی، خوش قسمتی سے انہی دنوں میں حضرت موصوف کے خلیفہ اجل شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالمالک صاحب مجددی فضلی احمد پوری مدظلہ العالی کی تالیف ''تجلیات'' شائع ہو کر اس عاجز کو موصول ہوئی جو حضرت غریب نواز شیخ المشائخ موصوف قدس سرہ العزیز کے کچھ حالات اور خود حضرت مولانا عبدالمالک صاحب موصوف مدظلہ العالی کے حالات پر مشتمل ہے، اس میں سے بھی بعض مقامات کا اضافہ مع حوالہ جات اس کتاب میں کردیا گیا ہے اور بعض دیگر اضافات بھی جو حضرت مولانا کلیم اللہ شاہ صاحب وغیرہ سے حاصل ہو سکے کئے گئے، اصلاح و ترمیم بھی مولانا کلیم اللہ شاہ صاحب کی مہیا کردہ معلومات کے مطابق کی گئی ہے، نیز مولانا موصوف کی خواہش کے مطابق اردو زبان میں سلسلۂ اسباق کی تشریح اور ختمات شریف بھی درج کردیئے گئے تاکہ کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو سکے اور اب اس کو ''مقامات فضلیہ'' کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔ کچھ مضامین ایک بیاض سے لئے گئے ہیں جو کہ حضرت مولانا عزیز محمد صاحب قریشی مدظلہ العالی سے موصول ہوئی تھی اور اس کے حوالے کے لئے (ایک بیاض) لکھا گیا ہے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس بیاض کے مرتب کون ہیں؟

اگرچہ یہ مختصر رسالہ حضرت صاحب موصوف قدس سرہ کے جملہ کمالات و فیوض و برکات و تعلیمات و ارشادات وغیرہ کا حامل نہیں ہے اور نہ ہی ان کے علوم و اسرار، حالات و واردات، کشف و کرامات وغیرہ کا مکمل خزانہ ہے تاہم آپ کی صحیح تعلیمات کی طرف رہنمائی کرنے والا اور آپ کی روحانی تربیت کا خلاصہ ضرور ہے اور اذ الم یدرک کلہ لم یترک کلہ کے مصداق اب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ اس کو نئی ترتیب کے ساتھ دوبارہ طبع کرا کر

ہدیۂ ناظرین کیا جائے تا کہ تشنگان بارگاہ فضلیہ آپ کے فضائل وکمالات کی کچھ چاشنی حاصل کر کے اپنے پیاسے دلوں کو تسکین دے سکیں اور آپ کے منتسبین کے دلوں میں آپ کی یاد تازہ ہو کر آپ کے فیوضات کے چشموں سے سیرابی کرنے کی تمنا پیدا ہو جائے۔

چونکہ شُد خورشید و مارا کرد داغ
چارہ نبود نور جوئیم از چراغ

آخر میں حضرت صاحب موصوف قدس سرہ کے منتسبین و باخبر حضرات کی خدمت میں باادب التماس ہے کہ جہاں کوئی غلطی نظر آئے اس کی نشاندہی اور اصلاح فرما کر اس عاجز کو مطلع فرمائیں اور جو حالات اس میں درج نہیں ہو سکے انھیں تحریر فرما کر اس عاجز کو روانہ فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح واضافہ ہو کر زیادہ صحت و تکمیل کے ساتھ شائع ہو سکے یا کوئی صاحب خود ہی اس کا اہتمام کر کے شائع کرادیں۔ کیونکہ مقصد اشاعت سلسلہ و تبلیغ دین اور افادہ عامۃ المسلمین ہے۔ نیز قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس عاجز، حضرت کلیم اللہ شاہ صاحب مدظلہ العالی وحاجی محمد اعلی صاحب کاتب اور اس کتاب کی طباعت واشاعت میں سعی کرنے اور حصہ لینے والے جملہ حضرات کے حق میں دعائے خیر فرماتے رہیں۔

چہ عجب گر بدہی اشک مرا حسن قبول
اے کہ دُر ساختہ قطرۂ بارانی را

الٰہی مقصود ما توئی و رضائے تو مارا محبت و معرفت خود بدہ الٰہی مارا آں بدہ کہ بدوستان خود دادۂ الٰہی از تو تُرا میخواہم

احب الصالحین ولست منهم
لعل الله یرزقنی الصلاح

سید زوّار حسین عفی عنہ

۷ صفر المظفر ۱۳۹۳ھ

خاندانی حالات

حضرت غریب نواز خواجہ فضل علی شاہ قریشی قدس سرہ کے آباواجداد عباسی یلغار کے ساتھ عرب سے سندھ میں اور وہاں سے میانوالی کے ضلع میں آ کر آباد ہو گئے تھے، داؤد پوترے ہونے کی وجہ سے اس بستی کا نام داؤد خیل مشہور ہو گیا۔ آپ کے کچھ اعزہ واقارب کالا باغ میں بھی سکونت پذیر تھے۔ ہاشمی عباسی ہونے کی وجہ سے آپ کا خاندان عوام میں قریشی کے نام سے مشہور تھا۔(۱) آپ کا خط (تحریر) مبارک نہایت خوشخط تھا اور عملِ کتابت کی وجہ سے منشی صاحب کہلاتے تھے۔(۲)

ولادت:

آپ کی ولادت باسعادت داؤد خیل میں ۱۲۷۰ھ میں ہوئی۔(۳)

سلسلۂ نسب:

آپ کا اسم شریف فضل علی شاہ اور والد ماجد کا اسم گرامی مراد علی شاہ تھا۔ ہاشمی قریشی ہونے کی وجہ سے لوگ آپ کو قریشی صاحب یا پیر قریشی کہا کرتے تھے۔(۴) آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح پر ہے۔ حضرت محمد فضل علی شاہ بن مراد علی شاہ بن موج علی شاہ بن برخودار شاہ بن سعید الدین شاہ بن محمد شاہ بن داؤد شاہ بن جمال شاہ بن قطب الدین شاہ بن عطاء اللہ شاہ بن شیخ شہاب الدین شاہ بن ابراہیم شاہ بن سلطان شاہ بن احمد شاہ بن ایوب شاہ بن پیر عبد الرحمٰن شاہ مکی بن علی نور شاہ بن عبد الغفور شاہ بن عبد الرحیم شاہ بن عبد العزیز شاہ بن یوسف شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن ابوحسین شاہ بن نور حسین شاہ بن سفیان شاہ بن طاہر شاہ بن عبد الشکور شاہ بن عبد الفتح شاہ بن خواجہ علی بن حضرت عبد اللہؓ بن حضرت عباسؓ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف الیٰ آخرہ۔(۵)

۱۔حیاتِ فضلیہ ص۶، ۲۔تجلیات ص۱۵، ۳۔تجلیات ص۱۳، ۴۔حیاتِ فضلیہ ص۶، ۵۔از شاہ کلیم اللہ صاحب مدظلہ،

تعلیم وتربیت:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ابتدائی زمانہ کالا باغ میں گزرا اور اسی علاقے میں اردو فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی، فارسی زبان پر اچھی دسترس تھی، کبھی کبھی فارسی زبان میں دو ایک شعر بھی فرمالیا کرتے تھے، مگر عربی کی تعلیم بظاہر شرح وقایہ اور شرح جامی تک تھی۔ (۱)

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب احمد پوری مدظلہ العالی ''تجلیات'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے حصول علم کے سلسلے میں مجھ سے ایک مجمع عام کے اندر بار ہا اس کا اظہار فرمایا کہ میں نے حضرت مولانا قمر الدین صاحب وغیرہ سے درسی کتب پڑھے اور دورۂ حدیث مبارک مولانا احمد علی صاحب سہانپوری سے حاصل کیا۔ (۲)

تحصیل سلوک:

ابتداء میں حضرت علیہ الرحمہ کے دل میں خیال آیا کہ ایک طوطا پالوں اور اس کو اچھی اچھی باتیں پڑھاؤں لیکن غیب سے القا ہوا کہ طوطے کو پڑھانے سے اتنا فائدہ نہیں ہوگا جتنا کہ مخلوق خدا کو پڑھانے سے اور قلب جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طوطا ہے اس کو کیوں نہ ذکر خدا کی طرف لگایا جائے۔ (۳) چنانچہ آپ کے دل میں شیخ کامل کی جستجو پیدا ہوئی او عالم شباب ہی میں آپ کی آمد ورفت حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی خدمت میں شروع ہوگئی تھی مگر چونکہ حضرت خواجہ صاحب آخر زمانہ میں بہت کم بیعت فرمایا کرتے تھے اور جو اس نیت سے آتا اس کو حضرت سید لعل شاہ صاحب قدس سرہ (۴) خلیفہ اول یا صاحبزادہ صاحب حضرت خواجہ سراج

۱۔ حیات فضلیہ ص ۹ ۲۔ تجلیات ص ۱۶، ۳۔ ایضاً ص ۱۳، (۴)۔ آپ دندہ شاہ بلاول صاحب کے رہنے والے اور صحیح النسب ہمدانی سادات کبار میں سے تھے، آپ کے اجداد میں سے حضرت سید شاہ بلاول قدس سرہ العزیز نے دندہ شریف آکر سکونت اختیار فرمائی اور وہیں آپ کا مزار مبارک ہے اسی لئے اس جگہ کو دندہ شاہ بلاول کہتے ہیں۔ سید لعل شاہ صاحب قدس سرہ نے مولوی احمد دین صاحب کی شاگردی اختیار کی جو کہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدسرہ کے خلفاء میں سے تھے، دس سال کے عرصے میں علوم دینیہ ومعقول ومنقول سے فارغ ہو کر پندرہ سال تک اسی مدرسے میں تعلیم دیتے رہے۔ مولانا احمد دین صاحب موصوف کی وفات کے بعد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کی بیعت وصحبت اختیار کی اور تقریباً ایک ماہ کی مدت میں ولایتِ صغریٰ تک مقامات حاصل کر کے صاحبِ اجازت ہوئے، اس کے بعد دو سال کی مدت تک شیخ موصوف کی خدمت میں آمد و رفت رہی، ☜

الدین صاحب قدس سرہ کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے اس لئے آپ کی اول بیعت حضرت سید لعل شاہ دندانی سکیسری قدس سرہ سے ہوئی۔ ابھی آپ کا سلوک ناتمام تھا دائرۂ لاتعین تک نہیں پہنچے تھے کہ حضرت سید لعل شاہ علیہ الرحمہ کا سایۂ عاطفت سر سے اُٹھ گیا۔ حضرت سید صاحب رحمہ اللہ نے وفات سے قبل آپ کو یاد بھی فرمایا غالباً خلافت عطا فرمانا چاہتے تھے مگر آپ تشریف نہ رکھتے تھے جب آپ سید صاحب کے وصال کے بعد دندہ پہنچے تو آپ پر شیخ کی جدائی اور اپنی ناکامی کا شدید رنج تھا۔ اُنہی ایام میں جب حضرت خواجہ سراج الدین علیہ الرحمہ حضرت سید لعل شاہ کی تعزیت کے لئے دندہ تشریف لائے تو آپ کی بیتابی اور گریہ وزاری کو دیکھ کر آپ کو رحم آیا، نہایت شفقت ومہربانی کا اظہار فرمایا اور موسیٰ زئی شریف حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب آپ موسیٰ زئی شریف پہنچ کر حضرت خواجہ سراج الدین علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے آپ کو از سرنو ذکر کی تلقین کی اور غلامی میں داخل کر کے تمام سلوک دائرۂ لاتعین تک طے کرایا۔ (١)

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب صدیقی مدظلہ العالی سے روایت ہے کہ جب آپ کو حضرت سید لعل شاہ علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر ملی تو آپ کو انتہائی صدمہ ہوا اور آپ دندہ میں پہنچے تو وہاں محمد شاہ صاحب (٢) نے جو حضرت شیخ کے مرشد (سید لعل شاہ قدس سرہ) کے خاندان سے تھے آپ کو مشورہ دیا کہ موسیٰ زئی شریف میں حضرت خواجہ سراج الدین علیہ الرحمہ (٣) سے بیعت

☜ اور فیوضات وترقیات ظاہری وباطنی حاصل ہوتی رہیں، حاجی صاحب قدس سرہ کی وفات کے وقت بھی حاضر تھے اور آپ کے تصرفات سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ عثمان دامانی قدس سرہ سے تجدید بیعت کی، اور بالتفصیل سیر سلوک وجمیع مقامات حاصل کر کے اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے اور تیس سال تک مسندِ ارشاد پر متمکن رہے، بہت مخلوق آپ سے فیض یاب ہوئی، بالآخر ٢٧ رشعبان المعظم ١٣١٣ھ کو بوقتِ ظہر انتقال فرمایا۔ خانقاہ دندہ شریف میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ (فوائد عثمانیہ ص ١٥٤، ١٥٥، ملخصاً)

١۔ حیات فضلیہ ص ١٠، ٢۔ سید محمد شاہ ہمدانی بلاولی قدس سرہٗ آپ حضرت سید لعل شاہ صاحب ہمدانی بلاولی قدس سرہٗ کے برادرزادہ ہیں اور آپ ہی سے مرید ہوئے بعد وفات سید صاحب موصوف حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہٗ کی خدمت میں مع خویش ورفیقان حاضر ہو کر تجدید بیعت کی اور خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ (فوائد عثمانیہ ١٧٠)، ٣۔ حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہٗ دوشنبہ ١٥ محرم ١٢٩٧ھ کو موسیٰ زئی شریف میں پیدا ہوئے۔ نظم ونثر، صرف ونحو عقائد علم تجوید وقرأت، مطول، شرح وقایہ، جلالین، مشکوٰۃ وابن ماجہ وغیرہ مولوی محمود صاحب شیرازی سے پڑھیں اور بقیہ کتابیں حسامی سے آخر تک ☜

ثانی کر لیں چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔(۱)

اجازت خلافت:

جب حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ دہلی شریف بغرض علاج تشریف لے گئے تو آپ کو خط بھیج کر دہلی بلایا۔(۲) دہلی میں محلہ چتلی قبر کے قریب جہاں حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ وحضرت شاہ غلام علی اور حضرت شاہ ابوسعید قدس سرہ اللہ اسرارہم کے مزارات پُر انوار ہیں اور اُن دنوں حضرت شاہ ابوالخیرؒ وہاں کے سجادہ نشین تھے وہیں حضرت خواجہ سراج الدین علیہ الرحمہ کا قیام تھا۔ حضرت خواجہ سراج الدین علیہ الرحمہ نے اس متبرک مقام پر آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ (۳) ابتداء میں خلافت پچاس آدمیوں تک محدود تھی، جب یہ تعداد پوری ہوگئی تو اجازت مطلقہ عنایت فرمائی۔ (۴) دہلی کے مبارک سفر سے واپس آ کر آپ اپنے مقام فقیر پور تشریف لے آئے اور سلسلۂ بیعت شروع کر دیا، مخلوق خدا بکثرت سلسلے میں داخل ہونے لگی، آپ کے مریدوں کو بے حد جوش وجذبہ ہونے لگا جس کی وجہ سے عوام میں بدظنی کے طور پر تذکرے ہونے لگے کہ حضرت تسبیح جو کھٹکاتے ہیں وہ جادو ہے لیکن آپ کے سلسلے کی روز بروز ترقی کا یہ اثر ہوا کہ جو لوگ بدظنی کرتے تھے وہ بھی رفتہ رفتہ آپ کی بیعت میں آ گئے اور تمام ماحول ذکر حق سے منور ہو گیا۔(۵)

ہجرت کا ارادہ:

حضرت سید لعل شاہ دندانی رحمتہ اللہ سے بیعت کے بعد معمولات مشائخ پر پابندی کرنے سے محبت الٰہی نے جوش مارا اور رفتہ رفتہ دل میں ہجرت حرمین شریفین کا داعیہ پیدا ہوا (۶) چنانچہ جب سن ۵۵ فصلی تقریباً ۱۸۹۶ء میں میانوالی اور اس کے گرد ونواح میں سخت قسم کا قحط پڑا اور

☜ مولوی حسین علی صاحب سے پڑھیں۔ پھر کتب تصوف اپنے والد ماجد حضرت عثمان دامانی سے پڑھیں ۷ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ کو حلقہ شریف کے لئے مامور ہوئے، والد ماجد کی ضعیفی کی وجہ سے خود ان کی حیات میں حلقہ کراتے تھے۔ خراسان، ہرات، بخارا عرب وہند کے بکثرت لوگ مستفیض ہوئے۔ جمعہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ وصال ہوا۔ فوائد عثمانیہ ۱۹۴ تا ۱۹۸ ملخصاً، نیز آپ کے حالات اور مکتوبات کے لئے دیکھئے تحفہ زاہدیہ، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی۔ ۱۔ تجلیات ص ۱۵، ۲۔ حیاتِ فضلیہ، ص ۱۰، ۳۔ تجلیات، ص ۱۵، ۴۔ حیاتِ فضلیہ ص ۱۰، ۵۔ تجلیات ص ۱۶، ۶۔ تجلیات ص ۱۴،

اکثر بارش نہ ہونے کی وجہ سے ایسا ہو ہی جایا کرتا تھا تو اس مرتبہ حضرتؒ نے مع اہل وعیال ہجرت کا ارادہ فرمالیا اور اسی خیال سے چند بھائیوں کے ساتھ مل کر مکان اور زمین کا حصہ فروخت کر کے اور ایک روایت کے مطابق مستاجری پر دیکر سفر حجاز کی تیاری فرمالی۔ چونکہ اس علاقے میں اس وقت تک ریل نہیں آئی تھی اس لئے کراچی تک سفر طے کرنے کے لئے ایک بڑی کشتی خریدی گئی جس میں سامان سفر اور اہل وعیال و اہل خاندان کو لیکر دریائے سندھ کے راستے سے روانہ ہو گئے۔ (۱) ارادہ تھا کہ سکھر تک اس کشتی میں سفر کریں گے اور کشتی فروخت کر کے وہاں سے کراچی پہنچیں گے پھر جس طریقے سے ممکن ہوگا حجاز مقدس روانہ ہو جائیں گے۔ (۲)

آپ کے اہل وعیال کے علاوہ آپ کے خاندان کے سات افراد مع متعلقین آپ کے ہمسفر تھے اُن کے اسماء گرامی یہ ہیں: ۱۔ فتح علی شاہ، ۲۔ غوث علی شاہ، ۳۔ نور علی شاہ، ۴۔ فیض علی شاہ، ۵۔ موسٰی علی شاہ، ۶۔ علی محمد شاہ، ۷۔ فقیر شاہ۔

اس زمانے میں دریائے سندھ شہر جتوئی ضلع مظفر گڑھ کے قریب سے بہتا تھا، جب کشتی جتوئی کے قریب پہنچی تو گرمی کا موسم ہونے کی وجہ سے سب نے حسب معمول رات گزارنے کے لئے دریا کے کنارے قیام فرمایا، اسی شب کو کشتی چور لے گئے دوسرے روز جمعہ تھا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہاں سے شہر جتوئی قریب ہے آپ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جتوئی تشریف لے گئے۔ وہاں مولوی غوث بخش صاحب خطیب جامع مسجد سے ملاقات ہوئی جو کہ حضرتؒ کے پُرانے دوست اور ہم سبق تھے۔ حضرتؒ کے سفر کے مفصل حالات معلوم کرنے کے بعد مولوی غوث بخش صاحب نے مشورہ دیا کہ موسم سخت گرمی کا ہے اور دریا میں پورا جوش ہے آپ کے ہمراہ خواتین اور بچے بھی ہیں اس لئے مناسب ہے کہ کچھ روز یہاں قیام فرمائیں، آپ کو یہ مشورہ پسند آیا، مولوی صاحب موصوف نے ان حضرات کے رہنے کے لئے اپنے مکانات دیئے جو کہ دریا کے قریب بیٹ میں جھلار مولوی غوث بخش کے نام سے موسوم تھے، چنانچہ سب حضرات وہاں قیام پذیر ہوگئے، کچھ آدمی کشتی کی تلاش میں روانہ ہو گئے تھے۔ وہ تلاش کرتے ہوئے سکھر پہنچے، سکھر پہنچ کر کشتی ملی اس کو وہیں فروخت کر دیا۔

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب صدیقی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ:

۱۔ فضلیہ ص ۶، ۲۔ تجلیات ص ۱۳،

سکھر میں کشتی تو نہ ملی کشتی کے چور ملے، بڑی مشکل سے ان سے کچھ رقم ملی، چنانچہ عربستان جانے کا جو ذریعہ تھا وہ ختم ہوگیا اور اب یہیں کے قیام کا ارادہ مستقل ہوگیا۔(۱)

اِدھر علاقے میں شہرت ہوگئی کہ کچھ مسافر گھرانے جو جنگل میں جھلار پر مقیم ہیں بڑے دین دار نیک لوگ ہیں، قرب و جوار کے لوگ ان کو دیکھنے کے لئے آتے تھے۔ دیندار لوگوں نے درخواست کی کہ ہماری بستیوں میں چلیں وہاں ہمیں دین سکھائیں۔ حضرت صاحبؒ نے اپنے سب ہمراہیوں سے مشورہ کیا کہ اب سفر نہ آگے ہوسکتا ہے اور نہ پیچھے جاسکتے ہیں، مناسب ہے کہ ان لوگوں کی تمنا کے مطابق ایک ایک گھرانہ ایک ایک بستی میں جاکر دین کی خدمت کرے سب نے اس کو منظور کرلیا۔ حضرت صاحبؒ کو جلال خاں جو کہ بستی مدوانی کا بڑا آدمی تھا اپنے ہمراہ لے گیا، آپ کا حقیقی بھائی فقیر شاہ بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ تیسرا کنبہ نور علی شاہ کا بستی غزلانی میں، چوتھا کنبہ فیض علی شاہ کا بستی جھبیل میں، پانچواں کنبہ فتح علی شاہ کا بستی منشی والہ میں مقیم ہوگیا اور تین کنبے یعنی غوث علی شاہ وموسیٰ علی شاہ وعلی محمد شاہ واپس داؤد خیل چلے گئے۔ ان مقامات میں آباد گھرانوں نے کاشتکاری کا طریقہ اختیار کیا۔

مستقل قیام گاہ:

اس عرصے میں معلوم ہوا کہ سرکار یعنی حکومت اس شرط پر جنگل دے رہی ہے کہ جب آباد ہوجائے گا آدھا تمہارا ہوگا اور آدھا سرکار کا۔ بھائیوں نے مل کر مشورہ کیا کہ کیوں نہ یہ اراضی حاصل کرلی جائے مزدوری کرنے پر ہمیشہ پریشانی رہے گی، بہتر یہ ہے کہ جنگل ہم بھی لے لیں اور اس کو آباد کریں، چنانچہ مشورہ کرکے جنگل لیا اور اس کو آباد کرنا شروع کردیا، جب آباد ہوا تو حکومت سے مالکانہ طور پر وہ ان کو مل گیا۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے وہاں ایک مسجد تیار کی اور کچھ جھونپڑیاں چھپر ڈال کر تیار کیں اس مقام کا نام فقیر پور شریف تجویز کیا گیا۔ یہ مقام قصبہ جتوئی ضلع مظفر گڑھ سے تین میل دور کوٹلہ رحم علی شاہ کے متصل واقع ہے، اور وہاں سے اپنے مرشد سید لعل شاہ صاحب قدس سرہ اور سید صاحب کے وصال کے بعد اپنے مرشد ثانی حضرت

۱۔ تجلیات ص ۱۴

خواجہ سراج الدین قدس سرہ کی خدمت میں برابر حاضری دیتے رہے (۱) لیکن اس جگہ بھی راستے کی دقتیں ختم نہ ہوئیں، نوارد مہمانوں کو جھاڑ وجھنڈ میں سے گزر کر قیام گاہ تک جانا پڑتا تھا اس لئے عوام کی سہولت کے پیش نظر آپ نے وہ جگہ بھی چھوڑ دی اور دریائے چناب کے قریب دریائے سندھ کی پرانی گزرگاہ کی زمین پر پیڑ اور ڈھندوں (دریا کی چھوڑی ہوئی نشیبی زمین) کے درمیان سکونت پذیر ہوگئے، قرض لیکر بیڑ (جنگل) کی زمین خریدی اور اس کو صاف کر کے اس میں کاشتکاری شروع کردی، اس مقام کا نام مسکین پور تجویز فرمایا، یہ مقام مبارک شہر سلطان تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ سے تقریباً چار میل کے فاصلے پر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ علاقہ جتوئی میں سب سے پہلے آپ کا قیام جھلار مولوی غوث بخش پر ہوا، اس کے بعد بستی مدوانی میں، پھر فقیر پور میں جو کہ موضع کوٹلہ رحم علی شاہ کے متصل ہے، پھر مسکین پور شریف میں آخر عمر تک قیام رہا، وہیں مدفون ہیں اور آپ کا خاندان وہیں آباد ہے۔ (۲)

خانقاہ یعنی مدرسہ سلوک:

بظاہر تو یہ کاشتکاری یا زمینداری کی صورت تھی لیکن حقیقت میں تزکیہ نفس کا واحد ذریعہ اور تعلیم سلوک کا مدرسہ تھا جس میں سالکین کو مسکنت اور علو ہمتی سکھائی جاتی اور ریاضت و نفس کشی کی تعلیم دی جاتی تھی۔ حضرت خود بنفس نفیس سب سے پہلے اس میں شریک ہوتے، لنگر کے لئے لکڑیوں کا گٹھا اپنے سر پر اُٹھا کر لاتے اور کاشتکاری کے لئے اپنے ہاتھ سے ہل چلاتے، زمین کی آمدنی سے بحصہ رسدی اہل وعیال کا خرچ نکالتے اور فرمایا کرتے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمیں درویشوں کا خادم بنایا ہے، ان کی خدمت کرتے ہیں اور کھاتے ہیں، یہی وجہ تھی کہ کبھی مال جمع نہ ہوا اور حج کیلئے سفر خرچ مہیا نہ ہوسکا، حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت کا شوق دل میں لے کر اس جہان سے رخصت ہوئے۔ اگرچہ حج بدل کے بہت مواقع تھے اور غیر کے خرچ پر جانا بھی آسان تھا لیکن ہمیشہ اپنے ہی خرچ پر جانے کا خیال رہا، مگر مہمانوں کی آمدورفت کی وجہ سے ہمیشہ مقروض رہتے، اتنا پس انداز ہی نہ ہوسکا کہ فریضہ حج ادا فرما سکتے۔ جب وفات ہوئی تو سر پر لنگر کے اخراجات کا قرض موجود تھا۔ (۳)

۱۔حیات فضلیہ وتجلیات،　۲۔مضمون از مولانا کلیم اللہ شاہ صاحب ملتقطاً،　۳۔حیات فضلیہ،

آپ کی خانقاہ یا مدرسۂ سلوک کو دیکھ کر اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کی یاد تازہ ہوتی تھی۔
صوفیائے کرام میں خانقاہ قائم کرنے کا رواج اصحابِ صفہؓ کی اتباع میں سلف سے جاری ہے، زمانۂ سلف صالحین کی تاریخ وسیر میں اکابر اولیائے اُمت کی خانقاہوں کے تفصیلی حالات ملتے ہیں۔ حضرت غریب نواز قدس سرہ نے بھی مشائخ کا اتباع کرتے ہوئے پہلے فقیر پور میں اور پھر باہر سے آنے والے حضرات کی سہولت کے پیش نظر مسکین پور میں خانقاہ قائم فرمائی اور آخر دم تک اس خانقاہ میں اپنے مریدین و منتسبین کی اصلاح وتربیت فرماتے رہے۔ امیر وغریب، عالم وبے علم، ہر طبقے اور ہر علاقے کے لوگ اس خانقاہ میں حاضر ہوکر اپنے نفوس کی اصلاح اور اپنے قلوب کی جلا کراتے تھے، اصحاب صفہ کی خانقاہ کا صحیح نقشہ یہاں نظر آتا تھا، حضرت صاحب موصوف خود بہ نفسِ نفیس خانقاہ کی تعمیر اور لنگر کے کاموں میں مریدوں کے ساتھ شامل رہتے تھے خود کچی اینٹیں تیار کر کے وہی صدر اول کی طرز کے کچے اور چھوٹے چھوٹے حجرے ومکانات تعمیر کیے گئے اور ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی، عام لنگر جاری فرمایا، کسی سے اس کے لئے کوئی رقم نہیں لی جاتی تھی بلکہ توکل پر کام چلتا تھا اور خود کاشتکاری کر کے لنگر کا خرچ چلاتے تھے ہر وقت سادگی واتباع شریعت واکرام مسلم واتحاد بین المسلمین اور حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی کا عملی نمونہ پیش کیا جاتا تھا، یہی وجہ ہے کہ حضرت موصوف کے اخلاص ومحنت اور جذبۂ تبلیغ کے اثرات بہت جلد تمام ہندوستان بلکہ بیرون ہند تمام ممالک اسلامیہ میں اس کثرت اور تیزی سے پھیلے کہ کوئی گوشہ آپ کے فیض سے خالی نہ رہا، اور آپ کے بعد بھی آپ کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء سے یہ سلسلہ بحمد اللہ تا امروز بدستور جاری ہے، اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت آپ کے فیوضات کو اسی طرح بکثرت تمام عالم میں جاری وساری رکھے آمین۔

بحمد اللہ اب بھی اس خانقاہ کا نظام بدستور جاری ہے اور حضرت مولانا عبد الغفور صاحب عباسی مدنی قدس سرہ کی مساعیٔ جمیلہ سے یہاں پر مسجد کی اصلاح ومرمت اور حجروں اور کمروں کی جدید پختہ تعمیرات اور دیگر اصلاحات سے خانقاہ کا نظام بہتر ہوتا جارہا ہے اور اس کے ماتحت ایک دینی مدرسہ بھی اچھے نظم ونسق کے ساتھ چل رہا ہے جس میں قرآن مجید کی حفظ وناظرہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ابتدائی کتب درسیہ کی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری ہے اللہ تعالیٰ مزید توفیق وترقی واستقامت نصیب فرمائے آمین۔

شادی خانہ آبادی

حضرت خواجہ فضل علی عباسی علیہ الرحمہ نے تین نکاح کیئے:

حرمِ اول:

پہلا نکاح کالا باغ میں مسماۃ سلطان بی بی سے ہوا جو رشتے میں آپ کی چچازاد بہن تھیں ان سے تین لڑکے اور آٹھ لڑکیاں پیدا ہوئیں، تفصیل اولاد کے بیان میں درج ہے۔ یہ خاتون بڑی صابرہ اور مہمان نواز تھیں، ابتدا میں حضرتؒ پر سخت افلاس تھا لیکن اہلیہ محترمہ نے کبھی ناداری کی شکایت نہیں کی، غربت کی تمام صعوبتیں اور مہمانوں کی خدمت گزاری کی تکلیفیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔ حضرت علیہ الرحمہ اکثر اوقات ان کی خدمت گزاری اور صابرہ ہونے کی تعریف فرمایا کرتے تھے، لنگر کے لئے آٹا پیستیں، روٹی پکاتیں اور اس قسم کی دیگر خدمات میں دن رات لگی رہتی تھیں۔ بعض اوقات حضرت خود بھی ان کے ساتھ چکی پیسنے میں شریک ہوجایا کرتے تھے۔ حضرت علیہ الرحمہ ان محترمہ کے انتہائی صبر و تحمل کے متعلق فرماتے تھے کہ میں تبلیغی سفر پر گیا ہوا تھا، میرے اس سفر کے دوران دونوں لڑکوں کا انتقال ہوگیا واپسی پر میرا خیال تھا کہ لڑکوں کی والدہ نہایت مضطرب اور بے چین ہوگی اور مجھے دیکھ کر نالہ وگریہ کرے گی، لیکن جب میں گھر داخل ہوا تو بجائے رونے اور فریاد کرنے کے مجھے دیکھ کر مسکرائی اور کہنے لگی کہ خدا کی امانت تھی اس نے اپنی امانت واپس لے لی اب ہمیں نوحہ وفریاد کرنے سے کیا فائدہ، میں نے اس کا یہ صبر وشکر دیکھ کر اپنے دل کو تسلی دی اور جناب الٰہی میں شکریہ ادا کیا، مگر افسوس کہ اس رفیقہ حیات نے کچھ عرصہ بعد جدائی اختیار کرلی اور داغ مفارقت دیکر جوارِ رحمت میں جاملی، حضرتؒ کو اُن کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا مگر صبر وشکر کے سوا چارہ ہی کیا تھا۔ (۱)

حرم دوم:

حرم اول کے انتقال کے چند دن بعد لڑکیوں کی تربیت اور مہمانوں کی خدمت گزاری

۱۔ حیات فضلیہ،

کے لئے حضرتؒ نے شہر جتوئی کے قریب بستی مدوانی میں آباد اپنے ہم سفر کنبے کے قریشیوں ہی میں دوسرا عقد کرلیا ان مائی صاحبہ کا اسم گرامی ملک بانو بی بی ہے جو رشتے میں آپ کے چچازاد بھائی کی لڑکی ہیں، ان کے بطن سے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان سب کی تفصیل اولاد کے بیان میں درج ہے۔

حضرت علیہ الرحمہ کی یہ اہلیہ محترمہ بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں اور مسکین پور میں قیام پذیر ہیں، حق سبحانہ وتعالیٰ آں محترمہ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے اور صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرما کر ان کے فیوضات ودعاؤں سے ہم سب کو بہرور وفیضیاب فرمائے۔ آمین۔

حرم سوم:

حضرت علیہ الرحمہ کی عام عادت یہ تھی کہ دنیا کی کسی چیز کو خود طلب نہ فرماتے تھے البتہ جو شئے بلا طلب مل جاتی اس کو انعام الٰہی سمجھ کر قبول فرمالیا کرتے تھے، چنانچہ آپ کے ایک خلیفۂ خاص حضرت مولانا عبدالغفار صاحب علیہ الرحمہ (لاڑکانہ والے) نے حضرتؒ کے مہمانوں کی خدمت کے لئے جب اپنی نیک بخت صاحبزادی کو حضرت علیہ الرحمہ کے عقد میں دینے کے لئے اصرار کیا تو حضرت موصوف نے چند مخلصین کے اصرار پر اس کو اپنے عقد میں قبول فرمالیا، ان مائی صاحبہ کا نام آسیہ بی بی تھا شادی کے وقت بالغہ تھیں ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت علیہ الرحمہ کے وصال کے وقت وہ بھی بقید حیات تھیں اور حضرتؒ کی وفات کے بعد اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبدالغفار صاحب مرحوم کے پاس رہتی رہیں اور اپنے والد کی حیات ہی میں لاڑکانہ میں وفات پاکر وہیں مدفون ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اولاد

حرم اول:

محترمہ سلطان بی بی رحمہا اللہ تعالیٰ، ان کے بطن سے تین لڑکے اور آٹھ لڑکیاں پیدا ہوئیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

صاحبزادے: ا۔ مقصود علی شاہ، ۲۔ محمد عبد اللہ شاہ، ۳۔ نور محمد شاہ ۴۔ یہ تینوں صاحبزادے حضرت کی حیات میں ہی قبل از بلوغ وفات پا گئے۔

صاحبزادیاں: (اول) خدیجہ بی بی یہ وفات پا چکی ہیں ان کے بطن سے چار لڑکے پیدا ہوئے، ا۔ محمد شریف شاہ (فوت ہو گئے)، ۲۔ محمد لطیف شاہ (زندہ ہیں اور روح اللہ والی ضلع مظفر گڑھ میں مقیم ہیں)، ۳۔ محمد حنیف شاہ (فوت ہو گئے)، ۴۔ محمد امین شاہ (زندہ ہیں اور روح اللہ والی ضلع مظفر گڑھ میں مقیم ہیں)۔

دوم: حلیمہ بی بی یہ بھی وفات پا چکی ہیں، ان کے خاوند کا نام خواجہ علی شاہ ولد عاشق علی شاہ ہے۔ جو حضرت کے عزیزوں میں سے ہیں اپنے آبائی وطن میں رہتے تھے، ہجرت کے وقت ساتھ نہیں آئے تھے، ان کے بطن سے دو لڑکے ہوئے، ا۔ حبیب اللہ شاہ (فوت ہو چکے ہیں)، ۲۔ کلیم اللہ شاہ (آج کل مسکین پور میں مقیم ہیں اور صاحب اجازت ہو کر سلسلۂ عالیہ کی تبلیغ میں مشغول اور مدرسہ وخانقاہ کے انتظام میں مصروف رہتے ہیں، ان کے تین صاحبزادے ہیں محمد شاہ، احمد شاہ۔

سوم: اور حبیب اللہ مکی، مریم بی بی: ان کے بطن سے تین صاحبزادے پیدا ہوئے، ا۔ محمد عمر شاہ (فوت ہو چکے ہیں)، ۲۔ محمد عثمان شاہ (حیات ہیں)، ۳۔ محمد صادق شاہ (زندہ ہیں ان کے صاحبزادے عبد اللہ شاہ ہیں)

چہارم مہر بانو بی بی
پنجم خیر بانو بی بی
ششم حیات بی بی
ہفتم سردار بی بی (یہ چاروں صاحبزادیاں قبل از بلوغ وفات پا گئیں)

ہشتم رحمیہ بی بی (یہ زندہ ہیں ان کے خاوند کا نام عبدالعلیم ہے اور ان کے ایک صاجزادے ہیں جن کا نام غلام مصطفیٰ شاہ ہے) خلاصہ یہ ہے کہ حرم اول کی چار لڑکیوں سے اولاد ہے اور ایک صاجزادی رحمیہ بی بی تا حال حیات ہیں۔

حرم دوم:

محترمہ مُلک بانو بی بی ان کے بطن سے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں، تفصیل یہ ہے۔
صاجزادے: ۱۔ محمد فضل حق شاہ، ۲۔ محمد عطاء اللہ شاہ، ۳۔ محمد مطیع اللہ شاہ، ۴۔ محمد رفیع اللہ شاہ، ۵۔ محمد عتیق اللہ شاہ، تین صاجزادے غالباً محمد مطیع اللہ و محمد رفیع اللہ اور محمد عتیق اللہ حضرتؒ کے وصال کے وقت زندہ تھے۔ حضرت کو ان بچوں کو عالم دین بنانے کا بہت شوق تھا، اکثر ان کے حق میں نیک ہونے کی دعا کرایا کرتے تھے اور جماعت کو ان کے لئے دینی تعلیم اور نیکی کی وصیت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت کے وصال کے بعد جماعت کی نظریں ان بچوں کی طرف لگی ہوئی تھیں اس لئے سب سے پہلے ان کی تعلیم و تربیت کا خیال ہوا اور اس غرض سے ایک قاری صاحب کے قیام کا انتظام کیا گیا لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا بڑے صاجزادے محمد مطیع اللہ شاہ چندروز بیمار رہ کر پانچ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے، اس سانحہ فاجعہ کے تقریباً ایک سال بعد باقی دونوں بچے بھی بعارضہ چیچک یکے بعد دیگرے خدا کو پیارے ہوئے۔ جماعت کو اس دردناک واقعہ سے سخت صدمہ ہوا، مگر قضائے الٰہی میں کسی کو کیا چارا ہے۔

ما درچہ خیالیم وفلک درچہ خیال
درکار خداوند کسے را چہ مجال

صاجزادیاں: ۱۔ رحمت بی بی، حیات ہیں، ان سے دو لڑکے ہیں محمد عبداللہ شاہ، محمد عطاءاللہ شاہ، ۲۔ جنت بی بی قبل از بلوغ وفات پاگئیں، ۳۔ برکت بی بی حیات ہیں، ان کے خاوند کا نام رؤف احمد شاہ ہے جو آپ کے حقیقی بھائی فقیر شاہ کے صاجزادے محمد سعید شاہ کے فرزند ہیں، ان سے پانچ لڑکے ہیں جن کے نام یہ ہیں منظور احمد شاہ، بشیر احمد شاہ، نذیر احمد شاہ، رفیق احمد شاہ، سعید احمد شاہ۔

حرم سوم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ (۱)

۱۔ از مولانا کلیم اللہ شاہ صاحب،

انتقال پرُ ملال

حضرت غریب نواز خواجہ فضل علی قدس سرہ کی تمام عمر ارشاد و تلقین اور دین اسلام وسلسلۂ عالیہ کی تبلیغ میں گزری، اخیر عمر میں بھی اگر چہ بڑھاپے کا اثر اس درجہ غالب ہو چکا تھا کہ سہارا دے کر اٹھایا جاتا اور چند قدم چلنے سے سانس پھول جاتا تھا، لیکن بااین ہمہ کبھی ہمت نہ ہاری اور تبلیغی دورے اخیر عمر تک جاری رکھے۔

کثرتِ ذکر کے باعث گرمی زیادہ محسوس فرماتے تھے۔ گرمیوں میں مغزیات گھوٹ کر اور ٹھنڈی چیزیں پیتے، جس کی وجہ سے ایک ہاتھ میں درد رہنے کے بعد بے حسی پیدا ہوگئی تھی۔ دہلی کے تبلیغی سفر میں درد نے فالج کی صورت اختیار کرلی، بیماری کی حالت میں حضرتؒ کو مسکین پور شریف پہنچایا گیا تقریباً نصف ماہ بیمار رہ کر چوراسی سال کی عمر میں جمعرات کے دن رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ کی چاندرات مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو نقشبندی کا سالانہ اجتماع کے موقع پر اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال فرمایا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ مولانا حافظ کریم بخش صاحب نے پڑھائی۔

خادموں پر حضرت کی جدائی کا بہت بڑا اثر ہوا، ہر ایک پریشان وبدحواس نظر آتا تھا، چونکہ فالج کی وجہ سے زبان بند ہوگئی تھی اس لئے آخری وقت میں کسی قسم کی وصیت بھی نہیں فرما سکے۔ حضرتؒ کا مزار پرُ انوار مسکین پور شریف ضلع مظفر گڑھ پنجاب میں حضرت علیہ الرحمہ کی مسجد کے صحن کے متصل ایک کونے میں زیارت گاہ عام وخاص ہے۔ (۱)

۱۔ حیات فضلیہ

عادات واخلاق

شکل وشمائل:

آپ کا رنگ گندمی، قد مبارک درمیانہ، سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو مہندی لگاتے تھے، پیشانی مبارک سے انوارِ تجلیات ہر وقت عیاں تھے، بدن گداز تھا، کاشتکاری اور مشقت کے کام کرنے کی وجہ سے بدن نہایت مضبوط، ٹھوس اور گٹھا ہوا تھا، پیرانہ سالی کے باوجود آپ کے بدن میں ذرا بھی ڈھیلا پن نہیں تھا۔

لباس:

لباس سادہ اور موٹا پہنتے تھے عام طور پر سفید لٹھے وغیرہ کا کرتہ اور سفید یا نیلا تہبند پہنتے اور سر پر سفید لٹھے وغیرہ کی ٹوپی کے اوپر سفید ململ کا عمامہ باندھتے تھے، ایک بڑے سائز کا رومال رکھتے جو عام طور پر نیلے رنگ کا ہوتا۔ تہبند اور رومال دونوں یا دونوں میں سے ایک اکثر نیلے رنگ کا ہوتا تھا، چنانچہ آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ ایک کپڑا نیلا رکھا کرو خواہ پٹکا ہو یا تہبند مگر تہبند رکھنا افضل ہے۔ سخت سردیوں میں ایک سفید کرتہ اور معمولی چادر زیب تن ہوتی تھی، کمبل وغیرہ بہت کم استعمال فرمایا کرتے تھے۔ عمامہ خود بھی باندھتے اور نماز کے وقت امام کو بالخصوص عمامہ باندھنے کی ہدایت فرماتے۔

طعام:

کھانے میں اَزْکٰی طَعَاماً کے بموجب پاک اور حلال ہونے کا زیادہ خیال رہتا۔ یہی وجہ تھی کہ بازار کی کوئی تر چیز کبھی نہ کھاتے اور نہ بازاری گھی کی پکی ہوئی کوئی شے چھوتے، فضول مباحات سے پرہیز کرتے اور انہی چیزوں کی دوسروں کو بھی تاکید فرمایا کرتے، شاید بقائے حیات کیلئے ایک چپاتی کھالیتے ہوں۔ جب کسی دعوت میں مختلف کھانے اور ترکاریاں دسترخوان پر ہوتیں تو جو چیز آپ کے آگے ہوتی اسی میں سے کھاتے، مزیدار یا بدمزہ ہونے کا

خیال نہ کیا جاتا تھا۔ غالباً حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر مختلف الوان کے کھانے اور قسم قسم کی پیالیوں کے نہ ہونے کا یہی منشاء ہو۔(۱)

عام عادات:

الحمد للہ ہمارے حضرت خواجہ فضل علی شاہ صاحب قریشی رحمتہ اللہ علیہ ایسے اوصاف کے مالک اوران محامد اور خوبیوں کے جامع تھے جو مردانِ خدا میں ہونی چاہئیں۔

وَمَنْ یُوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُوْلٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O (۲)

جو شخص اپنے نفس کی خواہشات سے بچ رہا وہی فلاح کار اور کامیاب ہے۔

کا صحیح نقشہ حضرت کے لباس طعام رفتار گفتار سے تو ظاہر ہی تھا لیکن حیرت تو یہ ہے کہ روزمرہ کی ضروریات کا بھی کسی سے سوال نہ کرتے تھے گھر والوں میں اگر کسی کو خیال آ گیا اور اس نے کھانا لا کر سامنے رکھ دیا تو کھالیا ورنہ کئی کئی وقت بھوکے رہتے اور کسی سے حاجت ظاہر نہ فرماتے۔ ایسے واقعات سالانہ اجتماع کے موقع پر جو ۲۲ بیساکھ کو ہوتا تھا اکثر پیش آیا کرتے تھے۔ سردی کے زمانے میں اگر گھر میں مہمانوں کی کثرت ہوتی اور بیوی صاحبہ مشغولیت کی وجہ سے بسترہ کرنا بھول جاتیں تو آپ ان کو نہ فرماتے اور ایسے ہی لیٹ جاتے، نہ کبھی نفس کی خواہش کی وجہ سے سوتے اور نہ ہی کھانا کھاتے، نیند مجبور کرتی تو سوتے، بھوک ستاتی اور کھانا آ جاتا تو کھا لیتے، مہمانوں کو کھلائے بغیر نہ کھاتے۔ اکثر صبح کو چھ بجے اور رات کو گیارہ بجے مہمانوں کا کھانا تیار ہوتا۔ اس پیرانہ سالی میں اس قدر تحمل و جفاکشی ایسے ہی لوگوں کا کام ہے، سبحان اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بچپن میں اپنے چچا ابوطالب کی سرپرستی کے زمانے میں ایسا ہی کیا کرتے تھے کہ کھانے کے وقت جا کر چپ چاپ بیٹھ جاتے اور کھانا آنے پر تناول فرماتے خود نہ مانگتے۔

حقیقت میں حضرت مخدوم العالم قدس سرہ کا اس حدیث شریف پر پورا پورا عمل تھا جس میں یہ ارشاد ہے خدا سے حیا کرنے والے کو چاہئے کہ وہ سر اور اس کے اعضاء و خیالات اور پیٹ اور جن چیزوں پر وہ حاوی ہے ان سب کو برائی سے بچائے، موت اور اس کے بعد گل سڑ جانے کو یاد رکھے، آخرت کا طالب دنیا کی زینت کو پسند نہیں کرتا، بس جس نے ایسا کیا اس

۱۔ حیات فضلیہ ص ۳۰،۳، ۲۔ سورۃ الحشر آیت ۹

نے خدا سے سچی حیا کی۔

آپ کی مجلس میں خدمت کرنے والا اور نہ کرنے والا ہر شخص ایک نظر سے دیکھا جاتا، کبھی اشارتاً یا کنایتاً کسی سے کوئی چیز نہ مانگتے نہ ایسی تمنا رکھتے، ایسا کرنے سے اپنے مجازین کو بھی منع فرماتے، کوئی عالم ذکر میں شامل ہوتا تو خوش ہوتے، کیونکہ اس سے تبلیغ کی زیادہ توقع ہے، دولت مند کی پرواہ بھی نہ کرتے، اور نہ اس کی ارادت مندی پر خوشی کا اظہار فرماتے بلکہ اس سے ملتے ہوئے کتراتے، عہد کی پابندی فرماتے جس سے جو وعدہ کر لیتے وہ پورا کرتے، حدیث اور قرآن کریم کے متعلق وہ نکات اور رموز بیان فرماتے کہ اہل ظواہر کو اس کی ہوا بھی نہ لگتی، ہر ایک بات حکمت سے پُر اور حقائق واسرار سے لبریز ہوتی۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص زہد اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل اور زبان کو علم وحکمت سے بھر دے گا، دنیا کے عیوب وامراض اور اس کے علاج پر مطلع فرمائے گا اور دنیا سے بے عیب کر کے صحیح سالم اٹھائے گا۔(۱)

۱۔ حیات فضلیہ، ص۳ تا۵

معمولات

اس بات کا افسوس ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ کے معمولات کے متعلق ''حیات فضلیہ'' میں بہت مختصر طور پر درج ہے اس لئے ہم بھی دیگر کوئی ماخذ میسر نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ لکھنے سے معذور ہیں، حالانکہ اتنے عظیم شیخ المشائخ کے معمولاتِ روزمرہ کی تفصیل اس قدر معلومات کی حامل ہونی چاہئے تھی کہ سالکین ومشائخ طریقت کے لئے مشعل راہ ثابت ہوتی اور مریدین ومتوسلین بلکہ جملہ مسلمانان عالم کے لئے لائحہ عمل بنتی۔ بہرحال مختصرا اتنا عرض ہے کہ روز مرہ کی نماز، نوافل واذکار وادعیہ مسنونہ اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے اسباق ومعمولات کی پابندی کے ساتھ ساتھ مریدین کی تربیت اور اہل وعیال، اعزہ واقارب وتمام اہل حقوق کے حقوق کی ادائیگی شریعت غرا کی متابعت کے ساتھ ادا کرنے اور تبلیغ دین میں ہی آپ کے روز وشب بسر ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فیوضات کو تاقیام قیامت جاری رکھے اور آپ کی قبر کو منور و باعث سکون وراحت بنائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ درجے پر فائز فرمائے، نیز آپ کی جملہ اولاد و متعلقین ومتوسلین کو ہدایت کاملہ کے ساتھ شریعت مقدسہ کا پورا پورا اتباع نصیب فرما کر سب کے مدارج میں ترقی واستقامت نصیب فرمائے۔ آمین! (مرتب)

حضرت شیخ قدس سرہ جب کوئی چیز کھانا چاہتے تو پہلے یہ دعا پڑھتے!

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیٌّ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

جب گھوڑی یا گاڑی پر سوار ہوتے تو پڑھتے!

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ط (۱) بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ - (۲)

نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھتے!

۱۔ سورۂ الزخرف، آیت ۱۳، ۱۴، ۲۔ سورۂ ہود آیت ۴۱،

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّاھُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ط اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ بِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ بِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہ بِحَمْدِہٖ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

اب اگر سنتیں پڑھنی ہوتیں تو یہ دعا پڑھتے!

اَللّٰھُمَ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ فَاَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

اور اگر صبح یا عصر کی نماز ہوتی تو سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ ۳۳ بار، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار پڑھ کر دعا کرتے اور دعا کی ابتدا

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن وَالصَّلوٰۃُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن سے فرماتے۔

پانی تین سانس میں پیتے، پہلے پر اَلْحَمْدُلِلّٰہ دوسرے پر رَبُّ الْعَالَمِیْن اور تیسرے پر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط پڑھتے، پھر یہ دعا پڑھتے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَآءَ طَھُوْرًا وَالاِسْلَامَ نُوْرًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَہٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا۔ (۱)

مختلف مواقع وحالات واوقات کے متعلق احادیث میں آئی ہوئی دعائیں آپ کو بہت یاد تھیں، حسب موقع ان کو پڑھتے تھے اور جماعت کو خصوصاً خلفاء حضرات کو بھی اس پر عمل کرنے کی تاکید فرماتے تھے، چنانچہ آپ کی خواہش تھی کہ اس قسم کی دعائیں جماعت کے اہل علم حضرات میں سے کوئی صاحب جمع ومرتب کر کے چھپوادے، چنانچہ مولانا محمد مسلم دیوبندی ثم لائکپوری رحمہ اللہ نے سب سے پہلے اس ارشاد کی تعمیل کی اور جب ادعیۂ موقتہ کا نسخہ طبع کرا کر

۱۔ حیات فضلیہ ص ا

آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ کو بہت مسرت وفرحت ہوئی اور جماعت کو اس پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائی، جماعت کے بہت لوگوں نے اس کے نسخے خریدے اور دعائیں یاد کیں، اس کے بعد حضرت مولانا محمد عبد الغفور عباسی مدنی قدس سرہ نے بھی ''دعوات فضلیہ'' کے نام سے ایک کتاب جمع ومرتب فرما کر شائع کرائی، اس میں داعیۂ موقتہ کے علاوہ روزانہ وظیفے کے طور پر پڑھنے کے لئے سات احزاب پر منقسم دعائیں مرتب فرمائیں، اور ضروری مسائل وہدایات وختمات واحادیث وغیرہ جمع فرما کر اس کو مفید عام بنا دیا۔ یہ کتاب سب سے پہلے دہلی میں مولانا موصوف نے ہی طبع کرائی تھی، لیکن افسوس حضرت غریب النوازؒ کی زندگی میں طبع نہیں ہوسکی تھی تاہم مولانا محمد مسلمؒ کی کتاب تو دوبارہ نہ چھپ سکی لیکن دعوات فضلیہ متعدد بار طبع ہو کر طالبین کے معمولات میں داخل ہے، اور مولانا مدنی قدس سرہ کی زندگی میں اور آپ کے وصال کے بعد بھی اس کی مانگ بکثرت رہی ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کو قبولیت عامہ حاصل ہے۔

اوراد:

حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ شیطانی وساوس کو دُور کرنے کے لئے سترہ بار الم نشرح سینے پر دم کر کے سو جائے انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔

نیز فرمایا کہ خطرات کو کم کرنے کے لئے ذکر کے شروع میں

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

پڑھنا مفید ہے۔(۱)

۱۔ حیات فضلیہ

مجاہدہ وریاضت

قَالَ اللّٰہ تعالیٰ!وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ط (۱)

اور جنھوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سمجھائیں گے اُن کو اپنی راہیں۔ نیز

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی O فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰیO (۲)

اور جو کوئی ڈرا ہوا اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے اور روکا ہو اُس نے اپنے جی کو خواہش سے سو بہشت ہی ہے اس کا ٹھکانا۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم المجاھد من جاھد نفسہ فی طاعۃ اللّٰہ۔

مجاہد وہ ہے جس نے اپنے نفس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مجاہدہ کیا۔

کثرت ذکر:

حضرت خواجہ غریب النواز قدس سرہ کھیت میں ہل چلاتے ہوئے اسم ذات کا ذکر بھی کرتے رہتے تھے اور تسبیح پر اس کو شمار کرتے جاتے تھے، ایک مرتبہ کام کے ختم ہونے پر ذکر کا شمار اسی ہزار مرتبہ ہوا۔

مجاہدہ:

ایک روز موجودہ زمانے کی بے ذوقی اور کم ہمتی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عاجز پیر کی خدمت میں حاضری کے لئے دو اڑھائی سو میل کا سفر پیدل طے کرتا تھا، اور ایک ایک مہینہ دو چار سیر دانوں پر قناعت کرتا تھا، ایک دفعہ صرف دو آنے ہی پاس تھے تو گاجروں اور چنوں پر گزارہ کیا اور دن کو روزے رکھے، پھر بھی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

۱۔سورۃ العنکبوت، آیت ۶۹، ۲۔سورۃ النزعت، آیات ۴۰، ۴۱،

خلافت کے بعد ابتدا میں سخت افلاس اور تنگدستی تھی، ایک طالب علم بستی سے ٹکڑے مانگ کر لاتا۔ تمام گھر والے بہ مجبوری اس پر گزارہ کرتے، مگر حضرت اس کو ہاتھ نہ لگاتے مزدوری کر کے پیٹ بھرتے، بارہ تیرہ سال اسی طرح گزر گئے۔

آپ کی مجلس میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ذکر الٰہی کے سوا کوئی بات نہ ہوتی تھی۔

اور ذکر اللہ کا صحیح نقشہ نظر آتا تھا البتہ مجلس سے اُٹھ کر خانگی ضرورتوں کی انجام دہی کا بھی معمول تھا۔(۱) حدیث مبارکہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُ كَلاَمِ ابْنِ ادَمَ عَلَيْهِ لاَ لَهُ، اِلَّا اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْىٌ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

ہر بات جو انسان کرتا ہے وہ اس پر وبال ہے، سوائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے۔

۱۔ حیات فضلیہ

مراقبات وجذبات

قرآن پاک کی بکثرت آیات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ انسان خاص کر مؤمن کو اللہ تعالیٰ کی قدرت و دیگر صفات کے مظاہر اور انعاماتِ الٰہیہ میں غور و فکر کرنا اور تجلیات الٰہیہ کے فیوضات کا اکتساب کرنا چاہئے اور یہی مراقبے کی حقیقت ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ O (۱)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور چاہئے ہر ایک کو کہ دیکھ بھال کرے کہ وہ کل قیامت کے لئے کیا بھیج رہا ہے، اور ڈرتے رہو اللہ سے، بیشک اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ O (۲)

بیشک آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا آنا جانا اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو کے لئے۔

فَانْظُرْ اِلٰی اٰثَارِ رَحْمَتِ اللّٰهِ کَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (۳)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیوں کی طرف دیکھئے کہ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد کس طرح زندہ کرتا ہے۔

اسی طرح حدیث شریف میں وارد ہے کہ

حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا

حساب کروا اپنے نفس کا اس سے قبل کہ تم سے حساب لیا جائے

نیز جذبے کے متعلق بھی آیات واحادیث وارد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۱۔ سورۃ الحشر، آیت ۱۸، ۲۔ ال عمران آیت ۱۹۰ ۳۔ سورۂ روم، آیت ۵۰

اَللّٰـهُ نَـزَّلَ اَحْسَـنَ الْـحَدِیْثِ کِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُ هُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ ط ۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے، بار بار دہرائی گئی ہے جس سے ان لوگوں کے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں بدن کانپ اٹھتے ہیں اور نرم دل (اور تابع) ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْ تُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۔ (۲)

بیشک جن لوگوں کو قرآن سے پہلے علم دیا گیا تھا یہ قرآن جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔

یہ سب وجد کی حالتیں ہیں۔ (۳)

تسبیح کھٹکھٹانا:

حضرت شیخ قدس سرہ خدا واسطے اللہ اللہ کرنا بتاتے اور تسبیح کھٹکھٹایا کرتے تھے، لوگ تعجب اور مذاق سے پوچھتے کہ یہ کیا کرتے ہو، تو حضرت فرماتے کہ کھیل کرتا ہوں، مداری ہوں، آؤ تم بھی میرے ساتھ اس کھیل میں شریک ہو جاؤ۔

ذکر وتوجہ کے اثرات:

ایک روز اپنی بستی میں آپ ذکر بتا رہے تھے کہ نمبردار پر جو اس کا منکر تھا جذبہ ہو گیا، اور کچھ دن کے بعد اس کے بھائی کو بھی جذبہ ہو گیا، پھر تو ہر طرف چرچا ہونے لگا اور اتنا بڑھا کہ دُور دُور کے علاقوں تک پہنچ گیا۔ حق غالب ہے، خدا کے لئے جو کام کیا جاتا ہے وہ ایک نہ ایک

۱۔ سورۃ الزمر آیت ۲۳، ۲۔ سورۃ الاسراء، آیت ۱۰۷، ۳۔ تفصیل کے لئے عمدۃ السلوک ۱۱۰/۱۰۸ ملاحظہ فرمائیں (مرتب)

دن ضرور پورا ہوتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ طَلَبَ مَرْضَاتِکَ وَاِخْلاَصًا فِی الْعَمَلِ۔

فرمایا: اَلْجَذْبَۃُ جَذْبَۃٌ مِنْ جَذْبَاتِ الْحَقِ مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ۔

عشق پیالہ پیر پلایا ہونیاں مست دیوانیاں میں
عشق رسالہ پیر پڑھایا پڑھن پڑھاون اس نے کھوایا
عشق رسالہ جیں من پڑھیا پڑھن پڑھاون سب کچھ کھڑیا
چھاتی بھن کے اندر وڑیا واہ واہ شور مچایا میں
کامل پیر عشق رسالہ مینوں خوب پڑھایا ویں

فرمایا: جذبہ ایک ایسی چیز ہے کہ ایک شخص اونچی کھجور پر چڑھا، کسی آواز سے اس کو جذبہ ہوا نیچے گر پڑا، مگر صحیح سلامت رہا دوسرا بغیر جذبہ کا شخص گرا وہ مر گیا۔ جذبے والے کوٹھوں پر سے گر کر سلامت رہے مگر ناواقف کیا جانے۔

ابتدائی زمانے میں آپ کے حلقہ میں سخت جذبہ ہوا کرتا تھا، لوگ اسی وجہ سے آپ کو جذبے والا پیر کہا کرتے تھے۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ جس پر ان کی نظر پڑ جائے اُس پر جن چڑھا دیتے ہیں۔ بعض اہل جذبہ غلبۂ حال کی وجہ سے کوٹھے کے اوپر سے زمین پر گر جاتے تھے مگر کوئی ضرب نہ آتی تھی۔

آپ کی مجلس ذکر و مراقبہ:

ایک شخص کو مراقبہ کراتے ہوئے توجہ دی اور یہ شعر پڑھا!

وہ تجھ کو دیکھا ہے جس نے اس کو خدا کا ملنا محال کیا ہے
دکھا دے مجھ کو جمال اپنا میں جاں بلب ہوں یہ ٹال کیا ہے

فرمایا: جس کو یہ انگلی ایک مرتبہ لگ گئی وہ انشاء اللہ جذبہ یا ذکر الٰہی میں مرے گا۔

ایک روز ایک گنوار کے بچے پر حضرتؒ کی توجہ پڑ گئی، وہ آٹھ روز تک انا الحق پکارتا رہا اور کچھ کھاتا پیتا نہ تھا۔ جب اس کو کچھ پڑھ کر دیا تو وہ ہوش میں آیا۔

ایک روز حلقہ فرمایا اور مراقبہ کرتے ہوئے تسبیح گھمائی اور یہ شعر پڑھا!

اے طالب راہ خدا مشغول شو در ذکرِ ہو

وے سالک راہ ہدیٰ مشغول شو درذکرِ ہُو
اے خفتہ دل بیدار شوغفلت مکن ہشیار شو
در یاد او ہشدار شو مشغول شو درذکر ہُو
ہر دم خدا را یادکن دل راز غم آزاد کن
بلبل صفت فریاد کن مشغول شو درذکر ہُو

مومنا ذکرِ خدا بسیار گو
تاب یابی در دو عالم آبرو
ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکی دل ز ذکر رحمٰن است
عام را نہ بود بجز ذکر زباں
ذکرِ خاصاں باشد از دلِ بے گماں

ایک مرتبہ حلقے کے وقت یہ بات زبان فیضِ ترجمان سے ارشاد فرمائے:

رَبِّ اَرِنِیۡ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَلٰكِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوۡسٰی صَعِقًا۔ (۱)

موسیٰ زہوش رفت بیک پر تو صفات
تو عین ذات مے نگری در تبسمی
عاشقاں را روز محشر باقیامت کار نیست
عاشقاں را جز تماشائے جمالِ یار نیست
ہرکہ عاشق شد جمالِ ذاتِ او
ہست سید جملہ موجودات او
کسانیکہ ایزد پرستی کنند
برآواز دولاب مستی کنند

۱۔سورۃ الاعراف، آیت ۱۴۳

جہاں پُر سماع است و مستی وشور
ولیکن چہ بیند در آئینہ کور
نہ بم داند آشفتہ ساماں نہ زیر
بر آواز مرغے بنا لد فقیر

ایک دفعہ مراقبے کے وقت یہ فرمایا!

بزرگی بعقل است نہ بسال
تونگری بدل است نہ بمال
کرتا ہے بندہ میری میری اور یہ نہ میری ہے نہ تیری
یہ جگ دنیا چار دہاڑے اوڑک دے وچ خاک دی ڈھیری

ایک دفعہ حلقے میں یہ اشعار پڑھے:

رستن از پردہ کہ شد برجان تست
بے مدد پیر نہ از امکان تست
پیر کہ باشد شہ کون ومکاں
خواجہ او دوستدار کن فکاں

ایک دن مراقبے کے بعد دعا کرتے ہوئے یہ الفاظ ارشاد فرمائے ''الٰہی مقصود ما توئی ورضائے تو محبت ومعرفت خود مارا نصیب فرما، الٰہی مارا آں بدہ کہ بدوستانِ خود دادہ، الٰہی از تو ترا مے خواہم اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قُلُوْ بَنَا بنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ۔

مال دنیا خاکساراں راد ہند
عاقبت پرہیز گاراں راد ہند
وَلَنِعمَ دَارُ الْمُتَقِیْن۔ (۱)

۱۔ حیات فضلیہ،

کشف وکرامات، الہامات اور تصرفات

کرامات، کرامت کی جمع ہے اور اصطلاحِ شرعی میں کرامت ایسے خارقِ عادت فعل کو کہتے ہیں جو نبی کے متبعین اولیاء اللہ سے صادر ہو، كَرَامَاتُ الْاَوْلِيَا حَقٌّ اہل حق کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اولیاء اللہ سے کرامات کا وقوع حق وجائز ہے اور اس کا ثبوت کتاب وسنت وتواتر اخبار صحابہؓ وغیر ہم سے ثابت ہے، اور اس میں کسی شک وشبہ وانکار کی گنجائش نہیں ہے، اگرچہ کرامات کا صادر ہونا ولی کی ولایت کے دلائل میں سے نہیں ہے، بخلاف معجزے کے کہ اس کا صدور نبی کی نبوت کے لئے دلیل ہوتا ہے، البتہ ولی متبع سنت سے کرامات کا صدور اس کی مقبولیت اور بزرگی کا مؤید ہے، ہمارے حضرت غریب نواز قدس سرہ سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بکثرت کشف وکرامات کا صدور ہوتا تھا۔ ان سب کا احاطہ کرنا ہمارے لئے دشوار ہے یہاں آپ کے کشف وکرامات سے متعلق چند واقعات تبرکاً درج کئے جاتے ہیں۔(۱)

کھانے میں برکت:

ایک مرتبہ مسکین پور شریف میں مہمانوں کی کثرت تھی سالن کے لئے کوئی شے میسر نہ تھی ایک مرغی ذبح کی گئی اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ وہ تمام مہمانوں کے لئے کافی ہوگئی۔ ایسا ہی واقعہ سالانہ اجتماع کے موقع پر پیش آیا اس میں ایک دعوت کا سامان چار دعوتوں پر خرچ ہوا اور آدمیوں کی بھی کثرت تھی۔

آگ کی اطلاع بذریعہ خواب دینا:

فقیر جلال الدین بستی میلان والے کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوا، سردی کا زمانہ تھا، آگ روشن تھی مجھے نیند آ گئی، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قبلۂ عالم تشریف فرما ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میاں جلال الدین جلدی اُٹھ تیرے لحاف کو آگ لگی ہوئی ہے۔ میں گھبرا کر اُٹھا تو واقعی لحاف جل رہا تھا، اس طرح واقعہ تین مرتبہ پیش آیا۔

---

(۱) مرتب

ارادے پر مطلع ہونا:

ایک دفعہ حضرت کے دل میں خیال آیا کہ حاجی گل محمد صاحب سکنہ مڈرانجھا کو لکھا جائے کہ وہ کچھ کھجوریں لے کر مسکین پور آ جائے، مگر کسی وجہ سے خط نہ لکھا جا سکا۔ حاجی صاحب کی عورت ذاکرہ تھی اس کو جذب ہو گیا اور جذبی کیفیت میں وہ خط پڑھنے لگی جس کا مضمون یہ تھا:

''حاجی صاحب! السلام علیکم کھجوریں لے کر فوراً مسکین پور شریف میں پہنچ جاؤ''۔

چنانچہ وہ کھجوریں لے کر مسکین پور شریف حاضر ہو گیا اور یہ واقعہ سنایا۔

خواب میں علاج کا ہو جانا:

میاں محمد عمر صاحب کا بیان ہے کہ ان کے بھائی کو نمونیا ہو گیا زندگی کی کوئی امید نہ رہی بیمار نے خواب میں دیکھا کہ اس کے نانا صاحب جو فوت ہو چکے ہیں اسے لینے آئے ہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں موجود ہیں، آپ نے فرمایا کہ ابھی اسے بہت کچھ کرنا ہے ہمارے ساتھ اُس کا تعلق ابھی نیا ہے یہ ابھی نہیں جاتا آپ جائیں۔ خدا کی شان اس خواب کے بعد وہ اچھا ہو گیا اور ابھی تک زندہ ہے۔ (۱)

پلاؤ کا ذائقہ:

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب صدیقی احمد پوری مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کے اندر علاوہ فیضان الٰہیہ کے اس حد تک ایثار واقع تھا کہ ایک دن تسبیح خانے میں تشریف لائے اور لیٹ گئے۔ میں نے حسب دستور مٹھیاں بھرنا (چاپی کرنا) شروع کیا۔ فرمانے لگے رات کو پلاؤ تیار ہوگا۔ میں سمجھ گیا کہ خاص ''فی'' کا تعلق ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت یہ پلاؤ کیسا ہوگا؟ حضرت شیخ نے فرمایا ابھی میں آ رہا تھا کہ تیری والدہ نے کہا کہ رات کو کیا تیار ہوگا کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے کہا کبھی ایسا نہیں ہو سکتا باہر اللہ کے مہمان ہیں اندر ہم ہیں۔ میں نے تیری والدہ سے کہا کہ جاؤ برتنوں کو دیکھو اللہ نے رزق رکھا ہوگا چنانچہ دیکھا اور سرسوں کے دو تین گھڑے اٹھا کر لائیں کہ یہ ہے۔ میں نے کہا رزق ہے اس کو تیار کرو۔

۱۔ حیات فضلیہ،

میں (مولانا عبدالمالک صاحب) جب باہر آیا۔ تو جماعت کو اطلاع دی کہ آج پلاؤ تیار ہوگا جماعت خوش ہوئی، اسی خوشی اور انتظار میں ظہر سے عصر ہوگئی اور عصر سے مغرب آئی، سب بے چین کہ ابھی تک پلاؤ نہیں آیا، بعد فراغت نماز مغرب اور نوافل اوابین حضرت اندر جا کر مٹی کے برتنوں میں کھانا لانے لگے، حضرت جاتے اور لاتے جتنا کھانا تھا وہ آ گیا تو حکم دیا لانگری صاحب تقسیم کرو، حجرے میں جا کر چراغ جلایا۔ جس کے آگے کھانا جاتا وہ دیکھتا کہ وہ کالا کھانا سرسوں کا تھا، جماعت میں صاحب جذب بھی بہت تھے اس کے علاوہ باہر اطراف واکناف کے بہت سے لوگ تھے۔ بعض نو وارد اور مہمان بھی تھے جو بیعت نہ تھے، سب ہی نے کھانا شروع کر دیا۔ کیونکہ حضرت شیخؒ کی زبان مبارک سے پلاؤ کا لفظ ادا ہوا تھا قدرتِ الٰہی سے وہ ذائقے کے اعتبار سے پلاؤ اور نظر کے اعتبار سے سرسوں تھا۔ سب کو ذائقے کے اعتبار سے مساوات حاصل تھی۔ مستان خدا نے خوب پیٹ بھر کر کھایا، بفضلہٖ تعالیٰ کسی کو کچھ تکلیف نہ ہوئی اور صبح کو حسبِ معمول لنگر سے دو دو روٹیاں تقسیم ہونی شروع ہوگئیں۔

گندم میں برکت ہونا:

نیز حضرت مولانا عبدالمالک صاحب مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حاضر ہوا، فقیر پور شریف میں حضرت نے صاف کر کے گندم کا ڈھیر لگایا ہوا تھا۔ میں نے اس ڈھیر کا اندازہ کیا کہ کیا وزن ہوگا۔ میرے اندازے میں تیرہ من یا پندرہ من ہوتا تھا۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا یہ گندم اندر جانا ہے اس وقت جماعت میں تقریباً پچاس ساٹھ آدمی تھے جن میں کسان بھی تھے چنانچہ حضرت شیخ اور سب لوگوں نے اشراق کے وقت سے وہ گندم اٹھانا شروع کیا، حتی کہ دوپہر ہوگئی، پھر بعد نمازِ ظہر حضرت شیخ اور سب لوگ گندم اٹھانے میں مصروف ہوگئے۔ پھر گندم اٹھاتے اٹھاتے عصر اور عصر سے مغرب ہوگئی۔ مغرب کی نماز پڑھ کر حضرت شیخ نے نماز نوافل اوابین شروع فرمائے۔ جماعت کے بڑے بڑے کسانوں نے گردن اور پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر مجھ سے کہا کہ یہ سب اعضاء درد کرنے لگے ہیں۔ حضرتؒ سے کچھ عرض کرو۔ میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مخلوق خدا کو تکلیف دینے والی جو برکت باہر ظاہر ہو رہی ہے کیا وہ اندر نہیں ہو سکتی، فرمایا ہاں ہو سکتی ہے۔ پھر سب چل پڑے اور ایک ہی پھیرے

میں گندم ختم ہوگئی۔ سال بھر تک مخلوقِ خدا کھاتی رہی، حالانکہ تقریباً تین چار سو مہمان ہر روز کھانا کھاتے تھے۔

چادر کی برکت:

اللہ کریم نے حضرت شیخ کی چادر مبارک میں یہ فوائد رکھے تھے کہ ہر شادی بیاہ یا بڑی دعوت کرنے والا (آپ کے تعلق والا) چادر مبارک لے جا کر اُن برتنوں پر ڈال دیتا تھا، جن میں کھانا ہوتا تھا۔ ایک کونے سے کھانا نکالا جاتا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایسی برکت ہو جاتی کہ پورے احباب سیر ہو کر کھانا کھا لیتے۔

بارش کے لئے دعا کرنا:

نیز حضرت مولانا عبدالمالک صاحب صدیقی احمد پوری مدظلۂ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت چنی گوٹ کی آبادی میں حضرت شیخ مع جماعت قیام فرما ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے اجازت ہو کہ میں احمد پور واپس ہو جاؤں۔ حضرتؒ نے سکوت فرمایا اور حاجی کریم بخش صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہمارے ساتھ فقیر پور شریف جانے کے لئے کون کون ہوگا۔ میں سمجھ گیا کہ اس سے حضرت کا اجازت دینے کا ارادہ نہیں ہے۔ میں نے حاجی کریم بخش کو اشارہ کیا کہ میں چلوں گا میرا نام کہہ دو۔ حاجی صاحب نے میرا نام پیش کیا، جواب میں فرمایا ٹھیک ہے سفر میں بہت سامان اٹھانا ہے، پھر مولانا عبدالغفار صاحب نے اپنا نام پیش کیا اور حاجی کریم بخش صاحب نے بھی اپنا نام پیش کیا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ کیا ہم صرف تین آدمی باقی رہ جائیں گے اور یہ تمام جماعت رخصت ہو جائے گی اور اس پر بھی مجھے حیرانی ہوئی کہ وہ سامان کیا ہوگا مگر اس بات سے دلی فرحت حاصل ہوئی کہ حضرت ساتھ رکھنا چاہتے ہیں۔ الغرض دریا پر پہنچے اس وقت دریا انتہائی طغیانی پر تھا کہ کشتی تمام دن ایک مرتبہ بمشکل ہی پہنچتی تھی کہ وہی نقشہ پیش آیا، ہم تین خدام باقی رہے تمام جماعت رخصت ہوگئی۔ کشتی میں سوار ہوئے، گرمی نے انتہائی شدت اختیار کی، دورانِ سفر کشتی میں تمام مسافروں پر پسینہ جاری تھا اس علاقے کا ایک بڑا زمیندار کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ اے شیخِ وقت آپ کی موجودگی میں ہم تباہی کا شکار ہیں آپ

دُعا فرمائیں۔ حضرت شیخ دست بدعا ہوئے، جب حضرتؒ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو آپ کا رُخ مبارک جانب شمال تھا معاً اس طرف سے ابر کا وجود ظاہر ہوا اور فوراً بارش شروع ہوگئی اور اتنی بارش ہوئی کہ کشتی پانی سے بھر گئی اور اس کے غرق ہونے کا خطرہ محسوس ہونے لگا، ملاّح پانی نکال رہے تھے انھوں نے اپنی کوشش سے کشتی کو دھکیل کر کنارے سے باندھ دیا، حالانکہ خشکی اور کنارہ مثل دریا کے نظر آتا تھا۔ اب کشتی سے اترنا شروع ہوئے تو حضرت شیخ بھی کشتی سے اُتر گئے، میں حضرت شیخ کی نعلین شریف کی تلاش میں لگا، آخر نعلین مبارک مل گئیں، مگر مجھے اپنی جوتی نہ ملی حیران ہوکر حضرت شیخ کی طرف دیکھا، حضرت کشتی سے کافی دُور جا چکے تھے اور ان کے دست مبارک میں میرا جوتا تھا میں نے بہت پریشان اور شرمندہ ہوکر دوڑنا شروع کیا مگر پانی کی وجہ سے دوڑنا مشکل تھا۔ شرمندگی سے جاکر اپنی جوتی حضرت شیخ کے دست مبارک سے لے لی۔ حضرتؒ نے فرمایا کیا ہوا میں تو لئے جارہا تھا۔ اوپر سے بارش اور نیچے سے پانی دونوں جاری تھے بڑی مشکل سے قریب کے ایک گاؤں کی مسجد میں پہنچے وہاں بھی پانی چین لینے نہیں دے رہا تھا چھت بوسیدہ تھی اور پانی ٹپک رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت جن ہاتھوں نے اس بارش کو دعوت دی ہے جب تک وہی ہاتھ نہ اٹھیں گے بارش بند نہ ہوگی، حضرت نے ہاتھ اٹھائے معاً بارش بند ہوگئی، گاؤں کے لوگ باہر نکلے دیکھا کہ شیخ وقت تشریف فرما ہیں، انھوں نے فوراً چارپائیاں باہر ڈالیں اور رات وہاں گزاری۔ (۱)

نور ایمان میں کامل کرانا:

نیز حضرت مولانا عبدالمالک صاحب مدظلہ العالی رقمطراز ہیں کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران حضرت شیخ نے ایک مولوی صاحب کے متعلق فرمایا اس کو دیکھو کہ نور ایمان اس میں نہیں اور دوسرے شخص کے متعلق فرمایا کہ وہ عالم نہیں مگر نورِ ایمان اس کے چہرے سے عیاں ہے۔ میں چونکہ گھوڑی کی گردن کے پاس چل رہا تھا جبکہ حضرت شیخ گھوڑی پر سوار تھے میں نے گھوڑی کی لگام پکڑ کر عرض کیا حضرت وہ تو آپ سے بیعت ہوئے ہیں۔ جواب میں فرمایا ''بہت اچھا اللہ کریم رحم فرمائے گا'' کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ نے اسی مولوی صاحب کو ماذون فرما کر بیعت کرنے کی اجازت بخشی۔ (۲)

۱۔ تجلیات ۴۸، ۴۹، ۲۔ تجلیات ۵۱

دلی کیفیت کی اطلاع:

خاکسار مرتب عفا اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا جو کہ حضرت غریب النواز قدس سرہ کے خلیفہ و عالم باعمل و جامع مسجد لائل پور کے خطیب و مفتی تھے وہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ یہ عاجز بلا اطلاع مسکین پور شریف حاضر ہوا، وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ حضرت شیخ (قدس سرہ) دور دراز کے سفر پر تشریف لے گئے ہیں اور ابھی تقریباً ایک ماہ تک واپسی نہیں ہوگی، اس عاجز کو بہت قلق ہوا، اس روز وہیں قیام کیا، رات کو عشاء کی نماز کے لئے حاضرین نے مجھے امامت کے واسطے مجبور کیا، میں مصلے پر پہنچ کر نماز پڑھانے لگا۔ دوران قیام و قرأت ایسا محسوس ہوا کہ کوئی شخص جماعت کی صف میں شامل ہوا ہے معاً خیال ہوا کہ حضرت شیخ تشریف لاکر شامل جماعت ہوئے ہیں۔ جب نماز کے سلام سے فارغ ہو کر دیکھا تو واقعی حضرت قدس سرہ تشریف فرما ہیں، لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے اور کسی نے دریافت کیا کہ حضرت آپ کا ارادہ تو ابھی ایک ماہ تک واپس تشریف نہ لانے کا تھا یہ یکا یک آپ کی تشریف کی کیا وجہ ہوئی؟ آپ نے فرمایا کہ ہمارا ایک مخلص دوست یہاں ہمارے ملنے کے لئے آیا اور ہمیں یہاں نہ پا کر اس کو قلق ہوا۔ ہماری طبیعت نے گوارا نہیں کیا کہ وہ اس رنج و افسوس کے ساتھ واپس جائے اس لئے ہم نے ارادہ فسخ کر کے جلدی واپسی کر لی، اس عاجز کو اور حاضرین مجلس کو حضرتؒ کی تشریف آوری کی بیحد مسرت ہوئی۔ (۱)

اسم ذات کی برکت:

ایک دفعہ حضرت مخدوم العالمؒ نے فرمایا کہ ایک شخص شرابی، بھنگی، چرسی، جواری، زانی، بے نمازی اور تمام رذیلہ کاموں کا مجموعہ تھا اس نے ایک دفعہ ریل گاڑی کے سفر میں سکھر کے اسٹیشن پر بندے سے ذکر پوچھا تھا، اب سننے میں آیا کہ وہی شخص اسم ذات کی برکت سے جمیع حرکات خرافات سے منحرف اور تائب ہو گیا ہے اور بڑے مخلص ارادت مندوں میں سے بن گیا ہے۔ دیکھو حق سبحانہ وتعالیٰ نے ذکر کا رتبہ کتنا بلند کیا ہے کہ فرماتے ہیں:

۱۔ مرتب

وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔

اور اللہ کا ذکر سب سے بلند ہے۔

لطیفہ جاری ہو جانا:

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا ایک صوفی راستے میں جذب کی حالت میں زمین پر گر گیا اور میری گھوڑی کی لات اس کے سینے پر آ گئی، میں نے اس سے دریافت کیا کہ تجھ کو لات کی چوٹ سے ضرر تو نہیں پہنچا وہ بولا ضرر تو کہاں بلکہ میرا ایک لطیفہ بند تھا وہ لات لگنے سے کُھل گیا۔(۱)

الہامات ومنامات ِصادقہ

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک روز الہام ہوا:

من لم یعرف للولی فکیف یعرف النبی۔

جس نے خدا کے ولی کو نہ پہچانا وہ نبی کو کیا پہچانے گا۔

فرمایا: ایک دن یہ مصرع دل میں القا ہوا: **طعام اغنیاء ظلمت فزائد**

مالداروں کا کھانا ظلمت کو بڑھاتا ہے۔

گٹھلی کا بولنا:

فرمایا: ایک روز ختم کے لئے کھجور کی گٹھلیاں اچھی اچھی جمع کر رہا تھا۔ایک گٹھلی جو کسی قدر پیچدار تھی اور صاف نہ تھی اس کو علیحدہ کرنے کا ارادہ کیا تو وہ گٹھلی مجھ سے اس طرح گویا ہوئی کہ اے خوبصورت اگر میں بدصورت ہوں تو میرے خالق نے مجھے ایسا بنایا ہے تو اس میں عیب کیوں نکالتا ہے اگر کرسکتا ہے تو مجھے خوبصورت بنادے۔ گٹھلی کا یہ کلام سُن کر مجھ پر گریہ طاری ہوگیا، اپنے قصور اور عیب دار ہونے کا اقرار کیا اور اسے بوسہ دیکر ختم کی گٹھلیوں میں شامل کرلیا۔ جب کسی ختم کے وقت گٹھلی سامنے آجاتی تو اس کو چومتا اور بوسہ دیکر رکھ دیتا۔

۱۔ایک بیاض

لکڑی کا ہم کلام ہونا:

فرمایا: میری عادت تھی کہ جب میں قضائے حاجت کے لئے باہر جاتا تو فراغت کے بعد لنگر کے لئے لکڑیاں اکٹھی کر کے سر پر لاتا۔ ایک دن ایسی چھوٹی سی لکڑی پر نظر پڑی جس کو چھوٹی ہونے کی وجہ سے اٹھانا نہ چاہا۔ وہ لکڑی کہنے لگی کہ تو نے مجھے چھوڑنے میں اللہ کے کلام کی بھی پرواہ نہ کی اللہ تعالیٰ نے تو: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ۝ (۱) فرما کر ذرے کا اعتبار کیا اور تو نے مجھے ذرے کے برابر بھی نہ رکھا، باوجود یہ کہ مجھ میں بہت ذرات موجود ہیں۔ لکڑی کا یہ کلام سن کر مجھے بہت شرم آئی اور اُسے اٹھالیا۔ (۲)

فرمایا: ایک روز پیشاب کے استنجے کے لئے ڈھیلا دائیں ہاتھ میں لے لیا اسی وقت ہوا کا ایک دھکا زور سے لگا اور آواز آئی، اب تک یہ ادب بھی نہیں سیکھا کہ استنجے کے لئے ڈھیلا بائیں ہاتھ میں لینا چاہئے اس کے بعد پھر کبھی ایسی غلطی نہیں کی۔ (۳)

ایک مرتبہ حضرت قبلۂ عالم ریل گاڑی پر سوار تھے کہ اچانک حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیا۔ حضرت خواجہ صاحب السیر" حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ حضرت خواجہ بابا فرید شکر گنجؒ کی ارواحِ طیبہ کا ورود ہوا۔ عجیب کیفیت طاری ہوئی، بعض رفیقوں پر بھی اس کا اثر ہوا۔

فرمایا: ایک روز رات کو سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اس عاجز نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اب اگر نماز تہجد کا اہتمام کرتا ہوں تو دن کے وقت خلق اللہ میں تبلیغ دین کا کام نہیں ہوسکتا اور اگر سارا وقت تبلیغ واشاعت پر خرچ کرتا ہوں تو رات کو تہجد کے لئے نہیں اُٹھا جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ تبلیغ دین مقدم ہے اس کو کسی حالت میں ترک نہ کرو۔

فرمایا: ایک روز بہت لوگوں کو ذکر بتایا اور توبہ کرائی تو رات کو شیطان خواب میں کہنے لگا کہ تجھے مجھ سے ایسی کیا دشمنی ہے کہ جو تو نے میرے برسوں کے مرید چھین لئے۔ میں نے جواب دیا کہ میں انشاء اللہ تیرے پھندے سے اور بہت سے آدمی نکالوں گا۔

فرمایا: ایک روز غلطی سے سفر کے اندر کھانے میں بے احتیاطی ہوگئی، رات کو

۱۔ سورۃ الزلزال، آیت ۷، ۲۔ حیات فضلیہ، ۳۔ مرتب

خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ خنزیر کے بچے میرے ہاتھ کو چاٹ رہے ہیں، گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر نہ سویا۔ صبح کو صاحب دعوت سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس نے بازار کا گھی استعمال کیا تھا جو ہندو گھر کا تھا۔

فرمایا: ایک روز میں قرآن کریم تلاوت کر رہا تھا اور ہاتھ پاؤں پر رکھے ہوئے تھے ارشاد باری ہوا کہ تلاوت کے وقت ایسی جگہ ہاتھ نہ رکھو، اس روز سے جب تلاوت کرتا ہوں تو پاؤں پر کپڑا ڈال لیتا ہوں۔

فرمایا: ایک دن ملکہ کا روپیہ پگڑی کے پلے میں باندھ کر سر پر رکھ لیا۔ ارشاد ہوا کہ اس کی جگہ کمر بند میں باندھ کر نیچے لٹکانے کی ہے سر پر رکھنے کی نہیں۔

فرمایا: ایک روز دوپہر کے وقت خواب میں یہ کلام ہو رہا تھا۔

مَنْ یُّطِعِ الشَّیْخَ فَقَدْ اَطَاعَ الرَّسُوْلَ وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔

جس نے پیر کی اطاعت کی اس نے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کی اور جس نے رسول ﷺ کا کہنا مانا اس نے اللہ کی تابعداری کی۔ (۱)

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب صدیقی احمد پوری مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے شیخ عرس کے فوراً بعد حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے مزار مبارک تشریف لے گئے میں بھی ہمراہ تھا۔ مزار مبارک پر مراقب ہوئے اور خلاف معمول بہت تاخیر ہوئی۔ گرمی کا موسم تھا میں پسینہ پسینہ ہو چکا تھا۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر مجھ سے فرمایا کہ آج عجیب معاملہ تھا جب میں مراقب ہوا تو صاحب مزار کو وہاں نہیں پایا۔ قبر مبارک روشن تھی مگر خالی تھی، قبر کے چاروں طرف مزار کے ظلمت تھی کافی دیر کے بعد جہانیاں جہاں گشتؒ تشریف لائے ملاقات ہوئی فرمایا کہ میں یہاں نہیں تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تین دن سے دربار میں گیا ہوا تھا کیونکہ یہاں عرس کے موقع پر طوائفوں کا رقص و سرور اور میری قبر کے سجدے وغیرہ ہو رہے تھے اور یہاں معصیت کا بازار گرم تھا میں ہر سال عرس کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

۱۔ حیات فضلیہ،

خدمت میں قیام کرتا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت سے محفوظ رہوں، میں ابھی واپس نہ آتا مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میری امت کا ایک ولی منتظر ہے اس لئے واپس آیا۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے قبر مبارک میں واپس آتے ہی ظلمت دور ہوگئی۔ (۱)

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دہلی گیا تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوا اور مراقبہ بھی کیا۔ حضرت خواجہ میری حاضری اور نقشبندی طریق پر بہت خوش ہوئے اور ایک کرتہ مجھے پہنایا جو پاؤں تک لمبا تھا۔ انہی دنوں چند رفیقوں کے ساتھ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا۔ امیر خسروؒ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی، ایک رفیق نے خسروؒ کی غزل پڑھی جس سے صاحب قبر کو بھی جذبہ ہوگیا۔ پھر ان کی درخواست پر وہاں سے اُٹھ کر سلطان جی کے مزار پر پہنچے اور فاتحہ خوانی کے بعد مراقب ہوئے سلطان جی نے فرمایا کہ میں دیر سے تیری انتظار میں تھا۔ تیری ایک امانت میرے پاس موجود ہے پھر وہ امانت میرے سپرد کی اور رخصت فرمایا۔ (۲)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے مزار پر کیفیت مراقبہ:

ایک دفعہ قبلۂ عالم (۳) دیوبند تشریف لائے یہ خاکسار کاتب الحروف (مولانا محمد مسلمؒ) بھی وہاں پہنچ گیا۔ اسی عرصے میں ایک دن چند رفیقوں کو لے کر جن میں کاتب الحروف اور مولانا عبدالمالک صاحب احمد پوری مدظلہ العالی بھی تھے حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے فاتحہ خوانی کے بعد مراقبہ کیا اور دیر تک مراقبہ کرتے رہے، وہاں سے اٹھ کر حضرت مولانا انور شاہؒ کے مزار پر گئے اور مراقب ہوئے۔ مراقبے سے فارغ ہوکر اس خاکسار سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص آپ کے خلفاء میں سے ہوگا اس کو ہدایت کرو کہ یہ ہمارے پاس آیا کرے حالانکہ یہ خاکسار اس وقت مبتدی تھا اور بیعت کو ایک سال ہوا تھا اور فرمایا کہ شاہ صاحب نے اپنے لڑکوں کے نیک اور

۱۔ تجلیات ۳۲، ۲۔ حیات فصلیہ ۴۳، ۳۔ سفر دیوبند کی تفصیل الگ اسی عنوان سے تجلیات کے حوالے سے درج کی گئی ہے۔ مرتب،

صالح ہونے کی دعا کرنے کو کہا ہے اور فرمایا ہے کہ مجھے علم میں شاہ ولی اللہؒ جیسا سمجھیں مگر میں تقویٰ میں ان کے برابر نہیں۔ افسوس کہ میں نے موٹا موٹا تقویٰ کیا اور زیادہ خیال نہیں کیا۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ تقویٰ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ پھر پہلے مراقبے کی نسبت فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پُر فتوح ظاہر ہوئی اور شاہ ولی اللہؒ کی روح بھی وہیں موجود تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مولانا محمد قاسم صاحبؒ اور شاہ ولی اللہؒ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان دونوں نے ہندوستان میں میرے دین کی اشاعت وتبلیغ کی ہے، پھر مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ شریف بیان کیا کہ قد کسی قدر لمبا اور بدن گداز، چہرہ مائل بہ طول اور خوبصورت، ریش مبارک سفید تھی۔ کیا وہ ایسے ہی تھے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت مولاناؒ کے وصال کو ترپین برس ہو چکے ہیں شہر کے بڑے بوڑھے لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ تحقیق کرنے پر بیان کردہ حلیہ صحیح نکلا۔ (۱)

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات پر مراقب ہوئے، ہر دو بزرگوں نے خاص نصیحتیں فرمائیں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سلسلہ کے متعلق چند ہدایتیں کیں اسی طرح اکثر بزرگوں کے مزارات پر مراقب ہوتے اور فیوض باطنی سے حصہ وافر حاصل کیا کرتے تھے۔ (۲)

کھانے کی خواہش کا ختم ہو جانا:

حضرت مولانا عبد المالک صاحب احمد پوری مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رنگپور تعلقہ سمہ سٹہ ریگستان میں حضرت شیخ کے ہمراہ سفر جاری تھا۔ حضرت شیخ قدس سرہ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی جس کے اثرات جماعت پر یہ تھے کہ تین دن تک کھانے اور پینے کی حاجت نہ ہوئی، صرف ذکر اللہ کا شغل جاری رہا۔ نماز پنجگانہ با جماعت اور مراقبہ جاری تھا تین دن کے بعد آبادی میں تشریف لائے۔ کھانے پینے کی خواہش حضرت شیخ اور تمام جماعت کو ہوئی، کھانا پکایا گیا اور سب نے کھایا۔ (۳)

۱۔ حیات فضلیہ ص ۴۳، ۴۴، ۲۔ حیات فضلیہ ۴۴، ۳۔ تجلیات

تصرفات

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی صحبت میں بیٹھنے سے خدا یاد آتا، دل میں دنیا کی طرف سے بے توجہی اور سرد مہری پیدا ہوتی۔ یہی وہ خصائص حمیدہ تھے جس نے اہل بصیرت کو ان کی طرف متوجہ کیا ورنہ وہاں نہ کوئی اخباری پروپیگنڈا تھا اور فارسی میں نہ مریداں مے پرانند والا قصہ تھا اور نہ آبائی ترکے میں ولایت کی شہرت ملی تھی، جو کچھ تھا داد الٰہی اور خلوص نیت کا ثمرہ تھا اور بس۔ ورنہ مریدوں کی کثرت، مخلوق کا رجوع اور شہرت عامہ اہل نظر کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتے۔

مانا کہ شیخ وقت ہو پیر ھدیٰ بھی ہو
پر یہ مجھے بتا دو کہ تم باخدا بھی ہو(۱)

زمین کا نرم ہو جانا:

حضرت غریب نواز قدس سرہ کی جماعت میں جذبے کا یہ اثر تھا کہ آپؒ کے مقام کی زمین جو کہ ایک بالشت چھوڑ کر نیچے ریتلی تھی اس قسم کی زمین کا اوپر کا حصہ سیاہ نما اور سخت ہوتا ہے جس میں ہل چلانے پر بڑے بڑے ڈھیلے نکلتے ہیں اُن ڈھیلوں کے اوپر اللہ کی اس مخلوق کو جذب پیدا ہوتا تو وہ باریک مٹی بن جاتے۔ حضرت شیخ ہنس کر فرماتے مجھ بوڑھے کو ریڑھنے اور ہل سے ہموار کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اشرف المخلوقات سے اس کو باریک کرا دیا اس کے تاثرات پنجاب، سندھ اور ہندوستان تک پہنچے، بے انداز علماء اور صلحاء حضرت شیخ کی بیعت میں آئے۔ حضرت شیخ کا عمل کاشتکاری تھا ہل چلاتے تھے، ہل چلاتے وقت مخلوق خدا زیارت اور بیعت کے لئے آتی، اسی حالت میں حضرت شیخ نگاہ اُٹھاتے اور آنے والے تڑپ جاتے۔ جذب کی کیفیت زبردست تھی جذب کے قبل جو بیعت نہ ہوتے وہ فوراً بیعت ہو جاتے (۲) آپ تمام علاقے میں ''جذبے والا سائیں'' کے نام سے متعارف تھے۔(۳)

۱۔حیات فضلیہ، ۲۔تجلیات، ۳۔مرتب

خواب میں بیعت فرمایا:

حضرت مولانا عبدالغفور العباسی المدنی قدس سرہ نے اپنی مجلس میں وعظ و نصائح کے دوران یہ واقعہ متعدد بار بیان فرمایا کہ ایک شیخ حضرت غریب نواز قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عشاء کے وقت عرض کیا کہ حضرت مجھے بیعت فرمالیجئے۔ حضرتؒ نے فرمایا فقیر اب تو تم سفر سے تھکے ہوئے آئے ہو آرام کرو کل انشاء اللہ العزیز تمہیں بیعت کروں گا، وہ شخص رات کو سویا اور صبح کو اس نے حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت رات میں نے عجیب خواب دیکھا ہے وہ یہ کہ میں نے خواب میں آپ سے بیعت کی ہے اور بیعت کے لئے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے آپ نے میرے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے پھر اپنے شیخ خواجہ سراج الدینؒ کے ہاتھ میں دیدیئے، انھوں نے بھی میرے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اپنے شیخ خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے ہاتھوں میں دیدیئے علی ہذا القیاس ہر بزرگ اپنے شیخ کے ہاتھ میں میرے ہاتھ دیتا رہا یہاں تک کہ جب میرے ہاتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں پہنچے تو آپ نے میرے دونوں ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں دیدیئے اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواب میں تو مجھے بیعت کا شرف حاصل ہو چکا ہے اب آپ جلدی فرمائیں ظاہری طور پر بھی مجھے بیعت فرما کر داخل سلسلہ فرمائیں۔ چنانچہ حضرت موصوف نے اس فقیر کو بیعت فرمایا اور اس کے اس خواب کی تصدیق فرمائی۔ قال اللّٰہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ الآیۃ (۱) صدق اللہ العلی العظیم۔ (۲)

دوسالہ بچی پر توجہ کا اثر:

میاں محمد عمر صاحب جھنگی دوسالہ لڑکی کو گود میں لئے ہوئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مراقبے میں بیٹھ گئے اس لڑکی پر حضرتؒ کی توجہ پڑگئی اور دل جاری ہوگیا، رات کو والد کے ساتھ تہجد کے وقت اٹھتی اور اللہ اللہ کرتی، قضائے الٰہی سے کچھ عرصے بعد فوت ہوگئی۔ تمام بدن

۱۔ سورۃ الفتح، آیت ۱۰، ۲۔ مرتب،

ٹھنڈا ہو گیا تھا لیکن دل گرم اور متحرک تھا، کفن کا کپڑا دل کی جگہ سے اٹھتا ہوا نظر آتا تھا بہت سے بد عقیدہ دنیادار اس واقعے کو دیکھ حضرتؒ کے ہاتھ پر تائب ہوئے۔(۱)

شیعہ کا ماتم کا بند ہو جانا:

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کا ایک روز سفر میں ایسے راستے سے گزر ہوا کہ اس کے قریب شیعہ ماتم کر رہے تھے اس پر کسی رفیق نے حضرت کو توجہ دلائی، آپ یہ سن کر تھوڑی دیر اس طرف رخ کئے ہوئے کھڑے رہے اور پھر چلے گئے، اس کے بعد فوراً آواز بند ہو گئی، صبح کو معلوم ہوا کہ مجلس ماتم میں کوئی سانپ نکل آیا تھا یا کوئی اور بلا تھی جس کے خوف سے سب بھاگ گئے۔(۲)

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے قلب کا جاری ہونا:

حضرت مولانا عبد المالک صاحب احمد پوری مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحبؒ کا گزر حضرت شیخ کے قریئے سے ہوا۔ حضرتؒ کی تلاش میں وہ کھیت پر پہنچے حضرت شیخ اس وقت ہل چلا رہے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے حضرت شیخ سے دعا کی درخواست کی، حضرتؒ نے ان کے قلب پر انگلی رکھ کر قلبی ذکر کی تعلیم دی، انگلی رکھنے کے ساتھ ہی قلب جاری ہو گیا اور وہ اسی وقت سے عقیدت مند ہو گئے۔

جب عطاء اللہ شاہ صاحبؒ نے قادیان جا کر وہاں تقریر کرنے کی تیاری کی تو بوجہ عقیدت حضرت شیخ کے پاس شہر ملتان (جہاں حضرت شیخ موجود تھے) خاص طور پر حاضر ہو کر اپنے ہمراہ بذریعہ اسپیشل ٹرین قادیان چلنے کی درخواست کی تاکہ حضرت فیض سے اس مہم میں کامیاب ہوں، حضرت شیخ قادیان تشریف لے گئے، حضرت شاہ صاحبؒ نے حضرت شیخ قبلہؒ کی صدارت میں جلسے سے خطاب کیا۔ دوران تقریر میں حضرت شیخ اُٹھنے لگے معاً حضرت شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ تقریر صرف جناب والا کا تصرف ہے اگر آپ تشریف لے گئے تو پھر میں تقریر نہ کر سکوں گا اس لئے آپ تشریف رکھیں، اور عرض کیا کہ میری مثال پستول کی سی ہے آپ اس میں روحانیت کا بارود ڈالتے رہیں گے میں چلاتا رہوں گا۔ حضرت قبلہ شیخ آخیر وقت تک تشریف

ا۔حیات فضلیہ، ۲۔حیات فضلیہ،

فرما رہے اور شاہ صاحبؒ نے نہایت پر اثر بصیرت افروز اور مدلل تقریر فرمائی۔(۱)

تبلیغی سفر کے دوران ایک مقام پر خلیفہ محمد بخش صاحب ساکن چک جمعہ ارائیں والا حاضر ہوئے اور قدم بوسی کے بعد عرض کیا کہ حضرت بہت عرصے سے تپ و اسہال میں مبتلا رہا، حتیٰ کہ مایوسی کے آثار ظاہر ہو گئے تھے کہ ناگاہ آپ کی تشریف آوری کی خوشخبری اس عاجز کو پہنچی، فوراً اس خبر مسیحا اثر نے گویا مجھ کو از سر نو حیات عطا فرمائی۔ اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو گویا میں کبھی بیماری نہیں ہوا تھا۔ حضرت خلیفہ حاجی کریم بخش جنڑ نے فرمایا، اگر تم بیماری کے شروع ہوتے ہی حضرت قبلۂ عالم کی قدم بوسی کا عزم بالجزم کر لیتے تو دیکھتے کہ بیماری فی الفور یک دم ھباءً منثورا ہو جاتی۔(۲)

حالات وواردات

کیفیت جذبہ میں ہنسی کا آنا:

حضرت غریب نواز خواجہ فضل علی قدس سرہ فرماتے تھے کہ کہ زمانہ سلوک میں ایک مرتبہ حضرت قبلہ خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھنے کا اس عاجز کو امر فرمایا۔ جب میں نے لکھ کر خدمت میں پیش کی تو حضور نے اس کو دیکھ کر جزاک اللہ فرمایا اس لفظ سے مجھ پر بے اختیار ہنسی طاری ہو گئی، تقریباً ایک دن رات یہی حالت رہی، نماز پڑھنی مشکل ہو گئی۔ جنگل کی طرف چلا گیا دیر تک وہاں ہنستا رہا، پھر حضرت کی توجہ کے اثر سے یہ کیفیت اعتدال پر آئی۔

نیز ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ شب قدر میں نماز پڑھتے پڑھتے بدن فرحت سے بھر گیا، میرے رفقا کا بھی یہی حال تھا، بہت روکا ضبط نہ ہو سکا بے اختیار جماعت پر ہنسی طاری ہو گئی۔ نماز جاتی رہی، وضو کر کے پھر نماز شروع کی تو پھر یہی کیفیت تھی۔ تمام رات اسی طرح ہنسی کی کیفیت میں گزر گئی۔

۱۔تجلیات، ۲۔ایک بیاض

جذبے کی عجیب کیفیات:

نیز فرمایا کہ ڈیرہ غازی خاں میں دو مجذوب تھے، ایک اکثر روتا رہتا تھا اور دوسرا ہنسا کرتا، کسی نے اس سے کہا کہ تو ہر وقت ہنسا ہی کرتا ہے روتا کبھی نہیں کیا وجہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جب میرا کام ہنسی میں بن جاتا ہے تو پھر مجھے رونے کی کیا ضرورت ہے۔ یار واللہ والوں کا حال بھی عجیب ہے، حضرتؒ آخر عمر میں گریہ فرماتے اور بات بات پر رو دیا کرتے تھے۔ (۱)

ایک دفعہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ تبلیغی دورے پر پانی پت تشریف لے گئے اور حکیم صداقت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر قیام فرمایا، آپ کے خلیفہ حضرت محمد سعید قریشی ہاشمی احمد پوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہمراہ تھے۔ حکیم صاحب موصوف کے مکان کے قریب محلہ انصار کی طرف جاتے ہوئے ایک مسجد ہے اس میں عصر کی نماز کے بعد مجلس وعظ ونصائح منعقد ہوئی، دوران بیان آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مرشدی حضرت خواجہ سراج الدین صاحب قدس سرہ نے کسی امر پر خوشی کا اظہار فرمایا تو اس عاجز کو ہنسی کا جذبہ طاری ہو گیا اور ایسا غلبہ ہوا کہ برداشت سے باہر تھا، یہ عاجز مجلس مبارک سے اُٹھ کر ایک ویران جگہ میں گیا اور وہاں بہت دیر تک ہنستا رہا اور یہ کیفیت کم نہیں ہوتی تھی، کافی دیر کے بعد حضرت پیر مرشد نے فرمایا قریشی کہاں چلا گیا اس کو تلاش کر کے لاؤ، حاضرین نے اس عاجز کو ادھر ادھر تلاش کیا۔ جب نہ ملا تو واپس آ کر عرض کر دیا۔ حضرت موصوف نے فرمایا فلاں ویران جگہ میں دیکھو اور جلدی یہاں لے آؤ ایسا نہ ہو شیطان کوئی حملہ کر دے، چنانچہ اس عاجز کو حضرتؒ کی خدمت میں لے جایا گیا اور حضرتؒ کے تصرف سے سکون حاصل ہوا، اس وقت سے اس عاجز کی جماعت میں بھی ہنسی کا جذبہ ہوتا ہے۔ (اوکما قال) یہ واقعہ حضرت کے فرماتے ہی جناب مولانا محمد سعید صاحب گوہانوی مدظلہ العالی وجناب مولانا صوفی علی نواز صاحب اسمٰعیل آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو بیحد ہنسی کا جذبہ طاری ہو گیا اور باوجود کوشش کے وہ ضبط نہ کر سکے۔ بہت دیر تک ان کو یہ کیفیت طاری رہی، حتیٰ کہ ان کے سینے کی پسلیاں و پیٹ وغیرہ درد کرنے لگے۔

ایک دن فقیر پور شریف میں بندے نے آپ کی عجیب حالت دیکھی تھی، اس وقت

۱۔ حیات فضلیہ ۲۶،　　۲۔ یہ دونوں حضرات حضرت محمد سعید قریشی احمد پوری کے خلفاء ہیں اور اس وقت ہم سفر تھے۔ مرتب۔

آپ کچھ کلام بطور وعظ فرمارہے تھے تو آپ کا چہرہ مبارک متلون ہوا اور نورانی و چمکدار ہونے لگا اور آنکھیں بالکل سرخ ہوگئیں، اس وقت تقریر نہایت پر تاثیر اور سامعین کے دلوں میں اثر پذیر تھی، سبحان اللہ عمدہ تر از شہد و شیر اور دل پذیر تھی یکا یک آپ کی زبان عذب البیان سے یہ الفاظ نکلے کہ من رأنی فقد رأی الحق ۔ جب آپ کی طبع مبارک کچھ اعتدال پر ہوئی تو مجھ کو مخاطب کر کے آپ نے فرمایا مولوی صاحب مجھے معذور رکھنا کہ یہ الفاظ مجھ سے بے ساختہ نکل گئے ہیں ۔ بندہ نے عرض کیا حضرت کیا ہوا، یہ تو آپ نے حدیث پڑھی ہے اور باعتبار ظاہر اس کی تاویل کی ضرورت ہی نہیں ہے، حق سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ ان دعووں کے مدعی نہیں ہیں اور آپ اتباع سنت کی وجہ سے بڑی احتیاط فرماتے ہیں، کثرت حالات وواردات کے باوجود لغزش سے بچنا یہ بڑی استقامت اور رستگاری ہے ۔ (۱)

حضرت مخدوم العالم قدس سرہ پر تقریباً ہر وقت ہی حالات وواردات کا ورود ہوتا رہتا تھا اس لئے اس کا احاطہ ممکن نہیں ہے اس بیان میں مختصراً چند واقعات ذکر کر دیئے گئے ہیں ۔ (۲)

۱۔ایک بیاض، ۲۔مرتب
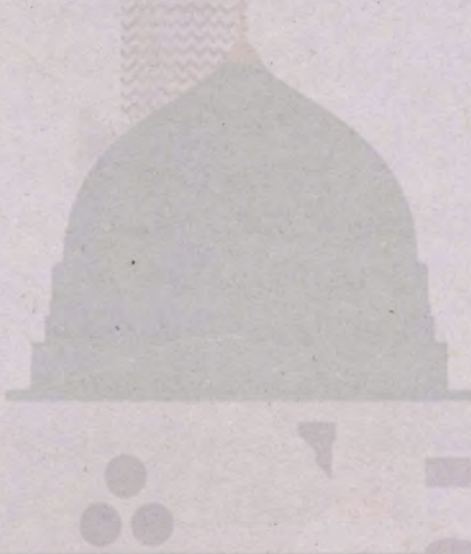
اخلاق وعادات

قال اللّٰہ تعالی وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ط (۱)

بیشک آپ کو عظیم الشان اخلاق پر پیدا کیا ہے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

بُعِثْتُ لِاُ تَمِّمُ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ ط

اللہ تعالیٰ نے مجھے اعلیٰ واحسن اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن آپ ﷺ کا اخلاق قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق تھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ مشرکین پر بددعا فرمائیے تو آپ نے فرمایا:

مَا اُبْعَثُ لَعَّاناً وَّاِنَّمَابُعِثْتُ رَحْمَةً (۲)

میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

اَدَّ بَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِی۔

میرے رب نے مجھ کو ادب سکھایا پس بہترین ادب سکھایا۔

ہمارے حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ حسنِ اخلاق کا بہترین نمونہ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کی حتی الامکان پوری پوری اتباع کرتے، اور خلفاء ومریدین کو ہر وقت اس کی تاکید فرماتے، اور اپنے عملی نمونے سے اس کی ترغیب دیتے رہتے تھے چنانچہ اس بیان میں آپ کے اخلاق وعادات مختصر طور پر درج کئے جاتے ہیں۔ (۳)

۱۔سورۃ القلم، آیت ۴، ۲۔رواہ مسلم، ۳۔مرتب

درویشوں ومہمانوں کی خدمت

ابتدائی زمانے میں حضرت خود اپنے ہاتھ سے چکی میں آٹا پیس کر مہمانوں کے لئے لاتے، بیوی صاحبہ روٹیاں پکاتیں اور حضرت سر پر رکھ کر لاتے، اپنی زمین کی پیداوار سے لنگر چلاتے اور فرماتے کہ ہم درویشوں کے نوکر ہیں مزدوری کرتے ہیں اور کھاتے ہیں ورنہ سب کچھ انہی کا ہے اور کبھی یہ شعر پڑھتے!

تصوف بجز خدمت خلق نیست

بہ تسبیح وسجادہ ودلق نیست

آپ کا مہمان خانہ:

آپ کے مہمان خانے میں ہر امیر وغریب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جاتا، لنگر خانے میں جو کچھ تیار ہوتا مہمانوں کے آگے رکھ دیا جاتا، البتہ کبھی کبھی علماء کا احترام ملحوظ رکھا جاتا تو لنگر کے علاوہ اندر گھر میں سے کوئی چیز ان معزز مہمانوں کو پیش کی جاتی یا لیٹنے کے لئے ان کو چار پائی عنایت فرمائی جاتی، زمانہ قیام میں روزانہ صبح وشام بیس پچیس مہمانوں سے کم نہ ہوتے اور بعض مہمان تو ہفتوں ٹھہرتے تھے مگر کبھی مہمانوں کی کثرت اور ان کی آمد سے نہ گھبراتے تھے اور نہ ٹھہرنے والوں سے اشارتیاً کنایتاً اُکتاتے، لوگ اپنی خوشی سے آتے اور اپنی خوشی سے چلے جاتے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ حافظ شیرازی کے اس شعر کا صحیح نقشہ نظر آیا کرتا تھا۔

ہر کہ خواہد گو بیاو ہر کہ خواہد گو، برو

دار و گیر حاجب ودربان دریں درگاہ نیست

تواضع:

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے اور اسی کی تلقین فرماتے، ہل چلانا، کھیت کاٹنا، لنگر کے لئے جنگل سے لکڑیاں سر پر اٹھالانا عام عادت تھی۔ ہر شخص کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور نہایت توجہ سے مزاج پرسی فرماتے جس سے ہر آدمی کو یہ خیال ہوتا کہ حضور کی زیادہ توجہ میری ہی طرف ہے، خلفاء کو رخصت کرنے کے لئے دور تک مشایعت

فرماتے مصافحے اور معانقے کے بعد اجازت فرماتے۔ (۱) ایک روز جماعت کے بعض آدمی کسی شخص کی دل آزاری کی باتیں کر رہے تھے حضورؒ نے سن لیا اُن کو منع کیا اور یہ شعر پڑھا!

مباش درپے آزار وہرچہ خواہی کن
کہ درشریعت ماغیر ازیں گناہے نیست

جو شخص جس جگہ پکڑ کر بیٹھ جاتا وہیں بیٹھ جاتے، بسا اوقات لوگ جا و بے جا سوال کرتے آپ ہر ایک کو اس کی سمجھ کے مطابق جواب دیتے کبھی خفا نہ ہوتے، لوگ دیر تک آپ کو بٹھائے رکھتے لیکن پیرانہ سالی کے باوجود تنگ نہ ہوتے اور اس قسم کا برتاؤ فرماتے کہ ہر آدمی خوش ہو جاتا کوئی شخص کیسا ہی کام بگاڑ دیتا کبھی کسی پر ناراضگی کا اظہار نہ فرماتے۔

مزاح وخوش طبعی:

حضرت شیخ قدس سرہ کبھی کبھی فارسی اور ملتانی زبان میں اشعار موزوں فرماتے۔ ایک کافر کو گھوڑی پر سوار دیکھ کر یہ قطعہ موزوں فرمایا!

گر براسپے سوار شد کافر
در پیادہ رود مسلمانے
آں چو گرد است میرود برباد
ویں چو لعل است زیر در کانے

۲۳۔عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُل لَمْ يَنْزَعْ يَدَه مِنْ يَدِى حَتّٰى يَكُوْ نَ هُوَالَّذِىْ يَنْزَعُ يَدَه وَلَايَصْرِفُ وَجْهَه عَنْ وَجْهِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الَّذِىْ يَصْرِفُ وَجْهَه عَن وَجْهِهٖ الحديث رواه الترمذی (المشکوۃ فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص سے مصافحہ کرتے تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے اس وقت تک نہ کھینچتے جب تک کہ وہ شخص خود اپنا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے نہ کھینچتا (اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال صبر اور تواضع پر دلالت کرتی ہے) اور آپ اپنا روئے مبارک اس شخص سے اس وقت تک نہ پھیرتے جب تک کہ وہ شخص اپنا منہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نہ پھیر لیتا) اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے ساتھ کمال الفت کا اظہار ہے اور آپ نے امت کو ایک دوسرے کی خاطر داری وتعظیم وتکریم کی تعلیم دی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مرتب)

کبھی مزاحیہ جملہ ارشاد فرماتے اور کوئی نتیجہ اخذ کرنے کے لئے ایک دو واقعے سنا دیتے چنانچہ ایک دن فرمایا کہ ایک شہزادی کرسی پر بیٹھ گئی اور شاعروں کو جمع کر کے اس مصرعہ

لالہ درسینہ داغ چوں دارد

پر گرہ لگانے کا مطالبہ کیا، ایک شاعر نے کہا!

عمر کوتاہ است غم فزوں دارد

شہزادی نے اس کو پسند نہ کیا۔ دوسرے شاعر نے کہا!

رنگ سرخ است وبو زبوں دارد

یہ بھی ناپسند رہا۔ تیسرا شاعر مسخرا تھا بولا

چوں تو چوبے ست زیرِ گوں دارد

شہزادی شرمندہ ہو کر لاجواب ہوگئی۔ اس پر بادشاہ نے شہزادی کو شعر گوئی سے منع فرمادیا۔ ایک روز شہزادی باغ میں محو تماشا تھی اور کچھ شعر کہہ رہی تھی کہ پیچھے سے بادشاہ آ گیا۔ اس نے پوچھا کیا کہہ رہی ہو؟ شہزادی نے یہ شعر پڑھا!

اے عندلیب ناداں دم در گلو گرہ گیر
نازک مزاجِ شاہاں تاب سخن ندارد

پھر فرمایا کہ پہلے لوگوں کے دماغ علم پر خرچ ہوتے تھے اب تو دماغی قوت زنا اور فحش کاموں پر خرچ ہوتی ہے۔

چھوٹوں کے ساتھ شفقت:

اکثر دیکھا گیا ہے کہ آپ کے چھوٹے بچے گلوگیر ہوتے اور ریش مبارک تک ہاتھ لے جاتے تو منع نہ فرماتے لیکن از خود کبھی نہ لیتے اور نہ پیار کرتے اور نہ کبھی اپنی شفقت اور محبت کا والہانہ اظہار فرماتے۔ غالباً اولاد کے ساتھ تعلق رکھنے کے اس طریقہ کو سکھانے کے لئے ہی بڑے صاجزادہ مطیع اللہ قدس سرہ العزیز کو اپنے ساتھ سفر میں رکھا کرتے۔(۱)

۱۔ حیات فضلیہ،

خدمت:

حضرتؒ کی شفقت کا یہ عالم تھا کہ جالندھر میں حضرت شیخ اس وقت میں کھڑے ہوئے جب کھانا آیا اور تقسیم شروع ہوگئی، لوٹا لیکر تمام جماعت کے ہاتھ دھلائے اور خود کھانا لاتے اور جماعت کے سامنے رکھتے رہے۔(۱)

ایک واقعہ فقیر پور شریف میں عجیب پیش آیا۔ دوپہر کا وقت تھا حضرت شیخ آرام فرمارہے تھے میں (مولانا عبدالمالک صاحب صدیقی احمد پوری) بھی لیٹ گیا۔ حضرت شیخ باہر نکل کر جماعت کے جوتے جھاڑ جھاڑ کر رکھنے لگے، میرے (حضرت مولانا عبدالمالک صاحب احمد پوری کے) کان میں اس وقت آواز آئی جبکہ دو تین جوڑے باقی رہ گئے میں دوڑ کر بھاگا اس وقت میری زبان سے ایسے الفاظ نکلے کہ سب جماعت ہوشیار ہوگئی۔ جذب کی کیفیت سب پر طاری ہوگئی ہر کوئی روتا تھا آپ نے فرمایا تم اللہ اللہ کہنے والی جماعت ہو میں نے اس لئے تمہارے جوتے صاف کئے کہ میری عاقبت اچھی ہو، تم بخل کرتے ہو اور روتے ہو۔(۲)

عفو و درگزر:

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی طبیعت میں اس درجہ درگزر اور عفو پسندی تھی کہ لوگوں کی طرف سے بے جا تکلیفات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے، کبھی کسی پر خفگی کا اظہار نہ فرماتے اور نہ اس کی تکلیف دہی سے گھبراتے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن نکیل پکڑے اونٹ کی طرح نرم طبیعت ہوتا ہے جس طرف اس کو لے جانا چاہا چلا گیا اور جہاں ٹھہرانا چاہا ٹھہر گیا۔ یہ فضیلت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت میں علی وجہ الکمال تھی۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو مسلمان لوگوں کے ملنے سے ان کی ایذا رسانی پر صبر کرے وہ اس مسلمان سے بدرجہا افضل ہے جو کسی سے نہیں ملتا اور نہ لوگوں کی تکلیف دہی کو برداشت کرتا ہے۔(۳)

اکثر خادموں سے لغزش ہو جاتی، حد ادب سے نکل جاتے نقصان کر دیتے مگر آپ ہر گز خفا نہ ہوتے۔ سرور کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا کہ بہادر پچھاڑ دینے والے کا نام نہیں ہے دراصل بہادر وہ ہے جو غصے کو ضبط کرے۔ آپ دنیائے دنی کی طرف نظر

۱۔ تجلیات ۲۶۔ تجلیات ۲۸، ۲۷۔ حیات فضلیہ

اٹھا کر نہ دیکھتے جو شئے بلا طلب آ جاتی اس کو انعام الٰہی سمجھ کر قبول فرما لیتے اور شکر خداوندی بجا لاتے اور جو چیز تلف ہو جاتی یا ضائع ہو جاتی اس پر مطلق ملال نہ کرتے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز بلا طلب اور بغیر سوال کے مل جائے اس کو لے لینا چاہیئے وہ رزق ہے جو خدا نے اس کو پہنچایا ہے۔(۱)

سادگی:

آپ کو سادگی بہت پسند تھی خود بھی سادہ ہی رہتے تھے اور کسی شئے میں زینت پسند نہ فرماتے تھے۔ ایک دن فرمایا کہ ایک رفیق نے چائے کا سیٹ پیش کیا میں نے اسی طرح بندھا بندھایا طاق میں رکھ دیا کچھ روز کے بعد وہ گرا اور ٹوٹ گیا تو میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ

خوب شد سامان خود بینی شکست

آپ پاک زمین دیکھ کر بیٹھ جاتے اور کپڑا وغیرہ نہ بچھاتے اور نہ اس تکلف کو گوارہ فرماتے۔

سفر کا سامان:

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ سفر میں مندرجہ ذیل اشیاء اپنے ہمراہ رکھا کرتے تھے۔ چاقو، استرا، مقراض، کٹورہ، لوٹا، عصا، سرمہ دانی، کنگھا، مسواک،، سوئی دھاگا، رومال، عطر، موچنہ، دیا سلائی، تو اچمٹا، پنسل، کاغذ، ضروری کپڑے۔ جب لیٹتے تو دائیں کروٹ پر بشکل محمد لیٹا کرتے۔ سفر اور حضر دونوں حالتوں میں سالک کی تربیت کا خیال رکھتے۔ سفر میں آداب سفر اور اقامت میں عام طور پر نفس کشی کی تعلیم دیتے۔ زمین پر سونے اور سادہ زندگی گزارنے کی عملاً تربیت فرمایا کرتے تھے۔(۲)

ادب مجلسِ شیخ:

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو فرطِ ادب سے جوتوں کے قریب مجلس کے کنارے پر بیٹھا کرتا اور اپنے آپ کو کتے کی

۱۔ حیات فضلیہ ۴، ۵، ۲۔ حیات فضلیہ

طرح سمجھ کر دور رہنے کی کوشش کیا کرتا اور فرمایا کرتے کہ حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ کی مجلس میں نہ کبھی اونچی آواز سے بولا اور نہ ہنسا بلکہ سر جھکائے ادب سے بیٹھا رہا کرتا تھا۔(۱)

اس عاجز نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ حضرت غریب نواز قدس سرہ کے مریدوں میں جذبات و واردات و کیفیات و ترقیات کی کثرت اور آپ کے سلسلہ عالیہ کی توسیع کو دیکھ کر آپ کے پیر بھائی رشک کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ قریشی صاحب کی جماعت میں بہت ترقی ہے اور ان کا سلسلہ فیض بہت جاری ہوا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت ؒ کی مجلس میں جوتیوں کے قریب بیٹھنے کی برکت ہے، اوکما قال (۲)

ایک مرتبہ مولوی عمر وڈا صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کل بندہ پاؤں میں درد کے سبب چلنے سے معذور ہو گیا تھا اس لئے آپ کی اونٹنی پر سوار ہو گیا۔ میری اس بے ادبی نے میرا کام تمام بگاڑ دیا۔ پاؤں سوج کر اونٹنی کی گردن کی طرح ہو گیا اور درد اتنا کہ مجھ کو بیٹھنے اور سونے نہیں دیتا، اور باطن کی قساوت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ذکر فکر سے خالی ہو گیا ہوں اب برائے خدا میری گستاخی معاف فرمائیں۔ آپ نے اس پر حضرت محبوب سبحانیؒ کے دربار کی ایک حکایت بیان فرمائی اور فرمایا مولوی صاحب! میں نے آپ کو معافی دیدی ہے لیکن بنظر انصاف دیکھو تو سہی کہ یہ طریقہ کیسا نازک ہے اور اس میں کتنی لطافت رکھی گئی ہے الطریق کله ادب۔ اس میں تو ایک ذرہ بھر بے ادبی کرنے سے گرفت ہو جاتی ہے۔(۳)

اخلاص:۔

حضرت مولانا عبد المالک صاحب احمد پوری مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ایک مرتبہ سفر ڈیرہ غازی خان وغیرہ سے اپنے مقام مسکین پور شریف واپس تشریف لائے میں حاضر تھا۔ حضرت ؒ نے علماء حضرات کو جو رفیق سفر تھے مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ سفر میں نے تمہارے ساتھ اس لئے اختیار کیا تھا کہ آپ حضرات میرے نقائص سے آگاہ کریں گے مگر افسوس آپ حضرات نے مجھے آگاہ نہیں کیا۔ علماء نے عرض کیا حضرت دوران سفر کوئی نقص ہم نے دیکھا نہیں، فرمایا کیا میں معصوم ہوں یہ نہیں ہو سکتا مگر تم نے دیانتداری کا ثبوت نہیں دیا۔ علماء

ا۔ تجلیات فضلیہ، ۲۔ مرتب، ۳۔ ایک بیاض

خاموش رہے اور معذرت پیش کرتے رہے کہ حضرت، ہم نے سفر میں کوئی نقص شرعی آپ کے کسی عمل میں نہیں دیکھا، دوسرے دن حضرت نے وضو فرمایا اور علماء دیکھتے تھے کہ حضرت نے گردن کے مسح کے لئے نیا پانی لیکر مسح فرمایا (یعنی علماء کے امتحان کے لئے ایسا کیا) ایک عالم نے عرض کیا حضرت ہمارے مذہب میں گردن کے مسح کے لئے نیا پانی لینا نہیں ہے، فوراً حضرت شیخ نے ان مولوی صاحب کو دعادی اور فرمایا شاباش تم نے میری غلطی پکڑی، بعد میں دوسری مجلسوں میں حضرت شیخ اس واقعے کو بار بار دہراتے اور فرماتے کہ فلاں مولوی صاحب نے مجھے اس غلطی پر آگاہ، کیا اللہ اس کو جزائے خیر دے اور مزید توفیق بخشے، اس میں حضرت شیخ کی تعلیم کا تعلق تھا کہ اپنی غلطی کو فرحت سے سنو اور اس کی تصحیح کرو۔ الحمد اللہ شیخ کی تعلیم ایک عجیب طرز کی ناصح ہوتی تھی۔ (۱)

زہد وتقویٰ:

حضرت شیخ قدس سرہ پاکی کا زیادہ خیال رکھتے تھے۔ بازار کے انگور و کھجور وغیرہ دھو کر کھاتے، اپنے کھانے پینے کے برتن علیحدہ رکھتے، بے نمازی اور غیر محتاط آدمی کو اس میں کھانے پینے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ جن کنوؤں پر ہندو پانی بھرتے اُن کا پانی استعمال نہ فرماتے، تمباکو، پان اور چائے کا استعمال نہ خود کرتے اور نہ اپنے رفیقوں کو ان چیزوں کے استعمال کرنے کی اجازت دیتے آپ کو تمباکو سے سخت نفرت تھی، پان وغیرہ میں تمباکو کھانے یا حقہ سگریٹ وغیرہ پینے والے شخص کے منہ سے جو بدبو آتی اس سے آپ کو بہت کوفت ہوتی تھی اور اس کا پاس بیٹھنا یا نماز میں پاس کھڑا ہونا بہت تکلیف دہ ہوتا تھا، بے نمازی یا حقہ پینے والے یا پان کھانے والے کے گھر کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ (۲)

منقول ہے کہ ایک دفعہ ایک دیہاتی شخص حضرت غریب نواز قدس سرہ کی خدمت میں کسی تعویذ وغیرہ کے لئے حاضر ہوا آپ نے فرمایا فقیرو! اس کے پاس سے تمباکو کی بو آتی ہے اس لئے اس کو یہاں سے الگ لے جاؤ اور اس سے تمباکو کو دور کر کے پھر میرے پاس لاؤ، چنانچہ جب اس کو الگ لے جا کر پوچھا تو واقعی اس کی چادر وغیرہ کے پلّے میں ذرا سا تمباکو بندھا ہوا تھا اس کو دور کیا اس پلے کو دھویا پھر اس شخص کو حضرتؒ کے پاس لے گئے اور آپ نے اس کو تعویذ وغیرہ دیکر

۱۔ تجلیات ص ۲۵، ۲۶، ۲۔ حیات فضلیہ

اس کا مقصد پورا کیا۔ بلاضرورت مباحات کے استعمال سے بچتے تھے۔

آپ کی جماعت کے لوگوں کو بھی حقہ سگریٹ وغیرہ سے اسی طرح کی نفرت ہو جاتی تھی، آپ فرماتے تھے کہ اس سے ذکر کی کیفیات بند ہو جاتی ہیں، آپ بیعت کرتے وقت جن چیزوں سے بچنے کی تاکید فرماتے تھے ان میں حقہ سگریٹ یعنی تمباکو کے استعمال کو خاص طور پر سختی سے منع فرماتے تھے اور سنت کے مطابق ڈاڑھی رکھنے اور لبیں کترانے کی بھی سخت تاکید فرماتے تھے بلکہ جن کی لبیں بڑھی ہوئی ہوتی تھیں ان کی لبیں اسی مجلس میں کتروا دیتے تھے سفر و حضر میں آپ کے بعض مریدین یہ خدمت انجام دیتے تھے۔ تمباکو استعمال کرنے والا جو شخص آپ سے بیعت ہوتا وہ خواہ اس کے استعمال کا کتنا ہی عادی ہوتا آپ کا تصرف کہئے یا ذکر کی برکت کہ اسی وقت یا پھر جلدی ہی اس کا استعمال ترک کر دیتا تھا اور ایسا ہو جاتا جیسا کہ وہ کبھی استعمال ہی نہیں کرتا تھا حتیٰ کہ اب اس کو دوسرے استعمال کرنے والوں کے پاس بیٹھنے سے کوفت اور تکلیف ہوتی تھی، اب بھی آپ کے خلفاء حضرات کی جماعتوں میں ان امور سے بچنے کی تاکید برابر جاری ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ آج تک وہی اثرات ہیں کہ لوگ ان چیزوں کو چھوڑ دیتے ڈاڑھی رکھ لیتے اور لبیں کترانے لگتے ہیں اور دیگر امور شرعیہ کی پابندی میں بھی روز بروز ترقی کرتے رہتے ہیں۔

حضرت شیخ قدس سرہ بے نمازی اور غیر مسلموں کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیزیں کھانے پینے سے پرہیز فرماتے اور جماعت کو بھی اس کی تاکید فرماتے تھے کیونکہ یہ لوگ پاکی ناپاکی کا کچھ خیال نہیں رکھتے اور ان کی پاکی کا معیار شرع شریف کے مطابق نہیں ہوتا۔ آپ کے مریدوں میں سے اگر کوئی شخص کسی غیر مسلم یا بے نمازی کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز بے خبری میں کھا لیتا تھا تو اس کا باطن اس کو قبول نہیں کرتا تھا اور قے ہو جاتی تھی، بارہا اس بات کا مشاہدہ ہوا ہے۔ نیز اگر کسی صاحب جذب و واردات کی حالت قابو سے باہر ہو جاتی تو اس کو بازار کی چیز کھلاتے تھے جس سے اس کی حالت واردہ میں کمی ہو کر اس کو اپنی طبیعت پر قابو حاصل ہو جاتا تھا۔ شریعت مقدسہ نے بھی ایسے حالات میں عزیمت کو ترک کر کے مباحات کو اختیار کرنے کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم (۱)

ایک دن ارشاد فرمایا کہ میں قبلۂ عالم کی خدمت میں جا رہا تھا راستے میں ایک رات

۱۔ مرتب

ایسی بستی میں ٹھہرا کہ وہاں صبح کے وقت کسی رئیس کے گھر ولیمے کی عام دعوت تھی۔ صبح ہوتے ہی دعوت کا عام چرچا ہو گیا اور لوگ اطراف واکناف سے دعوت کھانے کے لئے آنے لگے، لیکن میرے پاس بھنے ہوئے چنے تھے میں نے اُن کو کھا کر پانی پیا اور شکرانہ الٰہی بجالا کر شیخ کی طرف چل پڑا، راستے میں لوگ دعوت کے لئے روکتے اور اس کے چھوڑنے پر مجھے دیوانہ سمجھتے تھے مگر میں محتاط غذا نہ ہونے کی وجہ سے اس کا کھانا تقویٰ کے خلاف سمجھتا تھا، آپ پھلوں کے سوا بازار کی کوئی شے تناول نہ فرماتے اور نہ کوئی ایسی چیز کھاتے جس میں بازار کا گھی ہوتا، جب تک پوری تسلی نہ ہو جاتی اس کھانے کو ہاتھ نہ لگاتے۔

ایک دن جب حضور دیوبند گئے ہوئے تھے کاتب الحروف (مولانا محمد مسلم رحمۃ اللہ) نے حضور کی مع رفیقوں کے دعوت کی، آپ نے اس سالن کو ہاتھ نہ لگایا اور نہ کوئی اور چیز گھی کی پکی ہوئی کھائی، سوکھی روٹی آم کے ساتھ تناول فرمائی۔ اس عاجز نے اپنی بے وقوفی کی وجہ سے عرض کیا کہ حضرت گھی استعمال کرنے سے طاقت بحال رہتی ہے اور عبادت اچھی طرح کی جاتی ہے تو فرمایا کہ گھی لذیذ شے ہے اور ہر لذیذ شے کھانے سے نفس خوش ہوتا ہے اور احتیاط اور پاکی کا لحاظ رکھنے سے خداوند تعالیٰ خوش ہوتا ہے، بتا کس کو خوش کرنا چاہیئے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ اکثر تبلیغی سفروں میں کھانا پکانے کا سامان اپنے ساتھ رکھتے اور گھر سے گھی مسالہ وغیرہ بھی ہمراہ لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ حضور لائل پور (فیصل آباد) تشریف لے گئے خادم (مولانا محمد مسلمؒ) کے پاس قیام فرمایا، ایک مرید نے دعوت کی آپ نے قبول فرمائی مگر سالن اور پلاؤ وغیرہ چیزوں کو ہاتھ نہ لگایا محض روٹی پانی کے ساتھ تناول فرمائی۔ سبحان اللہ۔

حلم وتحمل:

آپ کو اللہ تعالیٰ نے غایت درجے کا حلم وتحمل عنایت فرمایا تھا، آپ کی زندگی کے واقعات اس پر شاہد عادل ہیں، اس سوانح حیات میں بھی بہت سے واقعات مذکور ہیں جن سے آپ کے وسیع حلم وتحمل کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ

مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِہٖ فِی شَیْءٍ قَطُّ

اِلَّا اَنْ یَنْتَهِکَ حُرْمَةَ اللّٰهِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا ۔(۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کے لئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا لیکن جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اگر کوئی شخص اس کی خلاف ورزی کرتا تو اس کو اس کی وجہ سے سزا دیتے تھے۔

حضرت غریب نواز قدس سرہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوہ حسنہ پر پوری طرح عمل کرتے تھے، اب آپ نے حلم وتحمل کے متعلق مختصراً عرض ہے۔(۲)

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ مسکین پور شریف کے سالانہ اجتماع کے موقع پر اندر اور باہر ہجوم ہونے کی وجہ سے کئی کئی وقت بھوکے رہتے کسی سے کھانا نہ مانگتے اور نہ کسی پر ظاہر ہونے دیتے لوگ پیچھا نہ چھوڑتے اور اپنی ضرورتیں بیان کرتے آپ خندہ پیشانی سے جواب دیتے۔ بسا اوقات دیر تک بیٹھے رہنے کی وجہ سے کمزور اور نڈھال ہو جاتے اور گرنے کے قریب ہو جاتے مگر زبان سے نہ فرماتے۔ ایک روز خادم نے عرض کیا حضرت لوگ آپ کی تکلیف کا خیال نہیں کرتے اور جہاں چاہتے وہیں پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں، کچھ اس کا بھی انتظام ہونا چاہیئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اس میں سب قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں، ان کی تکلیفوں کو برداشت کرنا ہی ایمان ہے۔

عارف کہ برنجد تنک آبست ہنوز

سردیوں میں ایسا بھی ہوتا تھا کہ رات کو مہمانوں کی وجہ سے اندر جانے میں دیر ہو جاتی اور گھر میں انتظار کرتے کرتے عورتیں سو جاتیں تو ان کو نہ اٹھاتے اور بغیر کچھ کھائے پیئے سو جاتے۔

ایک مرتبہ ایک خادم سے چھپر میں آگ لگ گئی، بہت سا نقصان ہوا، اس میں چکی کی ایک خراس تھی وہ بھی ٹوٹ گئی، پھر ایک کھجور کا درخت جلا دیا۔ خادم آگ بجھانے کے لئے اِدھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے مگر حضرت اپنی جگہ پر اطمینان سے بیٹھے رہے اور چہرہ مبارک پر کوئی غم یا بے چینی کا اثر نہ تھا اور نہ بعد میں خادم پر عتاب فرمایا۔ اتفاق سے مسجد میں بھڑوں کا چھتہ کسی کو نظر آیا، مسکرا کر فرمایا ''اسی صوفی کو بلالو''۔

۱۔ مشکوۃ باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۲۔ مرتب

صبر وتوکل:

آپ کی سوانح حیات کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ صبر وتوکل آپ کو بدرجۂ کامل حاصل تھا آپ کے خوردسال بچے آپ کے سامنے فوت ہوئے مگر آپ نے اور آپ کی اہلیۂ محترمہ قدس سرہ نے ایسا صبر کیا کہ مرضی مولا سے ذرا بھی جنبش نہیں کی۔ نیز جب کبھی کسی قسم کا مالی یا جانی نقصان ہوتا اس کو رضائے الٰہی کے تابع کرتے ہوئے خندہ پیشانی سے برداشت کرتے تھے، اور اپنا ہر معاملہ اللہ کے سپرد کرتے اور ہر وقت رضائے الٰہی کی طلب میں لگے رہتے تھے، گھر کا سب کاروبار توکل پر قائم تھا اور آپ کے توکل کی برکت سے مسکین پور شریف میں جنگل میں منگل رہتا تھا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ۔ر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد کرو تو حق تعالیٰ تم کو اس طرح روزی دے گا جس طرح پرندوں کو روزی دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر اپنے گھونسلوں میں آتے ہیں، اس کو ترمذی وابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔(۱)

حضرت غریب نواز قدس سرہ اپنے ہاتھ سے کاشتکاری کا کچھ کام کرتے تھے، یہ تو انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے کہ اپنے ہاتھ سے کسب کرتے تھے لیکن لنگر کا اس قدر وسیع سلسلہ اور خرچ تھا جو اللہ تعالیٰ کے توکل پر چلتا تھا، آپ کبھی کسی سے صراحتاً یا اشارتاً ایسا اظہار نہیں فرماتے تھے کہ جس سے لنگر وغیرہ کے لئے طلب کرنے کا مفہوم ظاہر ہو، اور نہ ہی کسی خلیفہ وغیرہ کو اس کی اجازت تھی اس کے باوجود خزانہ غیب سے اللہ پاک سب کام پورے فرماتا تھا، آپ کے واقعات زندگی سے اس پر کافی روشنی پڑتی ہے۔(۲)

ایثار وسخاوت:

حضرت شیخ قدس سرہ کے اندر دو قسم کے ایثار تھے، مہمان کیلئے روح کی غذا اور جسم کی غذا، جسمی غذا کا برتاؤ یہ ہے کہ مہمان بے وقت آتا تو اپنے حصے کے کھانے کو باہر مہمان کے لئے

۱۔المشکوۃ کتاب الرقاق، ۲۔مرتب،

بھیج دیتے اور خود صبر سے گزار لیتے، روحی غذا کا یہ عالم تھا کہ ہزاروں جرائم پیشہ لوگ آپ کی توجہات سے آج متبع سنت بن چکے ہیں۔(۱)

آپ کے ایثار کا یہ عالم تھا کہ آپ کی غذا وہ ہوتی جو جماعت کی ہوتی، پہلے جماعت کو کھلایا کرتے بعد میں آپ خود کھاتے، لیکن اگر آپ کے کھانا کھانے کے دوران باہر سے کوئی مہمان آجاتا تو لانگری کو حکم تھا کہ فوری اطلاع دے، اطلاع دینے کا طریقہ یہ تھا کہ بلند آواز سے اللہ اکبر کہے، ایسی صورت میں حضرت شیخ اپنا کھانا باہر لے آتے اور اپنا وقت بھوکا رہ کر گزار لیتے۔

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب احمد پوری مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ بارہا ایسے واقعات پیش آئے کہ سفر میں حضرت شیخ جماعت کے کمزور لوگوں کی خاطر سواری چھوڑ کر ان کے حوالے کر دیتے، اثنائے سفر میں جماعت کے تھکنے کی وجہ سے آرام کرتے اور کمزور لوگوں کے ہاتھ پاؤں دباتے۔ بعض اوقات وہ منع کرتے تو آپ فرماتے کہ اگر تجھے اس سے تکلیف ہے تو یہ کرنا کہ میں تجھے چاپی کرتا ہوں تو مجھے چاپی کرنا۔

جلال پور پیر والہ ضلع ملتان میں حضرتؒ تبلیغی سفر کے لئے تشریف لے گئے، وہاں مجھے (حضرت مولانا عبدالمالک صاحب احمد پوری) بخار ہو گیا۔ حضرت شیخ کو علم ہوا تو حضرت نے گھوڑی چھوڑ کر خود پیدل سفر اختیار کیا، میں جو باہر نکلا تو دیکھا گھوڑی کھڑی ہے ساتھ ہی آدمی کھڑا ہے اس نے کہا کہ حضرتؒ تیرے لئے گھوڑی چھوڑ گئے ہیں، میں سوار نہ ہوا اور پیدل چل پڑا۔ حضرت شیخ راستے میں رک گئے تھے مجھے اس حال میں دیکھ کر فرمایا سوار ہو جا۔ میں چپ رہا۔ دوسرے شخص نے ایک اور گھوڑی پیش کی اور عرض کیا کہ حضرت آپ سوار ہو جائیں یہ بھی سوار ہو جائے گا۔ جب دریا پر پہنچے تو اس کو پار کرنے کے لئے اونٹنی کے علاوہ کوئی اور سواری نہ تھی۔ حضرت شیخ نے گھوڑیاں چھوڑ کر اونٹنی پر سوار ہونا پسند فرمایا اور مجھے بھی اپنے ساتھ اونٹنی پر بٹھایا کہ پانی نقصان دے گا۔

بہر صورت ایسے ایثار اور مخلوق کی خیر خواہی و ہمدردی کا جذبہ آپ کے دل مبارک میں تھا کہ جس کی مثال مشکل سے ملتی ہے۔(۲)

حضرت شیخ قدس سرہ نے ایک دفعہ ایک درویش کو دیکھا کہ اس کا کرتہ پھٹ گیا ہے

۱۔تجلیات ص ۲۲، ۲۔تجلیات ص ۲۹

فوراً اپنا کرتہ اتار کر اس کو پہنا دیا۔(۱)

تعبیر خواب میں دستگاہ:

مورخہ ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۸ھ کو حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ شہر سکھر میں رونق افروز ہوئے، ایک دن آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں ایک سرخ گھوڑے پر سوار ہوں اور حسبِ دستور جماعت میرے پیچھے آ رہی ہے اور میں گھوڑے کو نہایت تیزی سے چلا رہا ہوں اور ایک مکان رفیع جس میں چند عورتیں موجود تھیں اندر چلا گیا تو ان عورتوں نے شور اور غل مچا دیا کہ یہ بیگانہ بے اجازت اندر کیوں چلا آیا ہے، میں نے کہا یہ گھوڑا زور کر کے اندر چلا آیا ہے مت گھبراؤ میں ابھی باہر چلا جاتا ہوں۔ اور پانی تو خواب میں اکثر دیکھتا ہوں۔ مولوی سلیم اللہ صاحب نے عرض کیا کہ اس کی تعبیر تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ ہر ملک میں فیض پہنچاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا مولوی صاحب میرا تو یہ خیال ہے کہ گھوڑے سے مراد دنیا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ میں اس پر سوار ہوں اور سرخ ہونا اس کا خالص زر سے تشبیہ ہے اور عورتوں سے مراد گناہ ہیں اس لئے کہ یہ ناقص العقل والدین ہوتی ہیں تو الحمد اللہ کہ دنیا کے ساتھ میری محبت نہیں ہے اور گناہوں سے محترز ہوں اور پانی سے مراد ذکر اور فیض ہے۔(۲)

تبلیغ دین کی تاکید:

ایک مقام پر آپ نے شہریوں کی طرف متوجہ ہو کر ایک شخص کو بطور امتحان نماز سنانے کے لئے فرمایا اس نے عرض کیا، حضرت ہم جاہل لوگ ہیں ہم کو سکھانے والا کوئی نہیں ہے، آپ نے فرمایا اس شہر میں تین عالم تو بڑے ہیں اور چھوٹے مُلا امید ہے بہت ہی ہوں گے تمہارا یہ عذر قابل اعتبار نہیں ہے۔ پھر آپ نے مولوی غلام صدیق سے واقعے کی تحقیق فرمائی۔ مولوی صاحب نے عرض کیا حضرت اگر ہم کسی کو نماز سکھاتے ہیں تو یہ لوگ ہم پر وہابیت کا الزام لگاتے ہیں اور وہابی وہابی کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب، تو کیا لوگ تم کو نبی یا پیغمبر کہیں،

۱۔ حیات فضلیہ، ۲۔ ایک بیاض

نبیوں کو لوگ جادوگر، کاہن اور کذاب کہتے تھے تو کیا انھوں نے تبلیغ کا کام چھوڑ دیا تھا'' ماہ فشا بغد نور وسگ عوعو کند'' مولوی صاحب! جتنا لوگ مجھ کو ملامت دیتے ہیں تم کو تو کیا دیتے ہوں گے، دجال، کافر اور ساحر تک تو کہہ چکے ہیں کیا میں اللہ اللہ بتانا اور تبلیغ کرنا چھوڑ دوں؟(۱)

جذبۂ تبلیغ:

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کو تبلیغ دین و تبلیغِ سلسلۂ عالیہ میں بہت شغف تھا، گویا کہ آپ فنافی التبلیغ تھے، آخر دم تک اس میں دن رات مشغول رہے اور اس کے لئے اپنے آرام و آسائش کی کوئی پرواہ نہیں کی، صاحب اجازت ہونے کے بعد تمام علاقے میں دور دور تک سفر کر کے تبلیغ کے لئے تشریف لے جاتے اور جماعت کے ساتھ پیدل سفر فرماتے تھے، آخر عمر میں خود گھوڑی پر سوار ہوتے اور جماعت پیدل چلتی تھی، لیکن تبلیغ کے سفر کو کبھی ترک نہیں فرمایا، خلفاء حضرات کو بھی تبلیغ کے لئے سفر کرنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور جب کوئی خلیفہ زیادہ عرصے تک سفرِ تبلیغ پر نہ گیا ہوتا تو اس کو تاکیدی والا نامہ تحریر فرما کر تبلیغ پر نکلنے کے لئے ہدایات فرماتے تھے اور جب کوئی خلیفہ سفر تبلیغ سے واپس آ کر حاضر خدمت ہوتا تو اس سے حالات سفر دریافت فرماتے، اور اگر بذریعۂ خط و کتابت حالات تحریر کرتا تو لوگوں کے استفادے کی بابت معلوم کر کے آپ کو بہت مسرت ہوتی تھی۔ خلفاء حضرات کو تاکید فرماتے کہ اپنے خرچ سے سفر کیا کریں، کسی سے کسی قسم کا سوال صراحتاً و کنایتاً نہ کیا کریں۔

نیز فرماتے اگر پرانے رفیقوں میں سے کوئی صاحب یا چند اصحاب سفر کا خرچ اپنی خوشی سے اصرار کے ساتھ دیں تو مضائقہ نہیں تاکہ وہ بھی اس فیض کی اشاعت میں حصہ دار بن جائیں وہ بھی خرچ سے زائد نہ ہونا چاہئے، اپنی خوشی سے کوئی شخص خدمت کرے تو اس کی اجازت دے دیتے تھے، اور فرماتے کہ بلا طلب جو کچھ کوئی شخص دے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے اور انعام الٰہی پر شکر لازم ہے، نئی جگہ بہر صورت اپنے خرچ پر جانے کی تاکید فرماتے تھے سلسلے کی بدنامی کے کاموں سے گریز کرنے اور شریعت مقدسہ پر چلنے، بیعت کے وقت خلوص نیت رکھنے اور اتباع سنت کی تاکید فرماتے رہتے تھے، خصوصاً عورتوں کو بیعت اور وعظ و نصیحت

۱۔ایک بیاض،

کرتے وقت پردے کا خاص اہتمام کرنے کی تاکید فرماتے تھے، معمولی معمولی باتوں میں بھی سنت وشریعت کا اہتمام کرنے کی تاکید فرماتے تھے۔(۱)

تبلیغی سفر:

حضرت مخدوم العالم اکثر وبیشتر تبلیغی سفر پر رہتے تھے لہذا آپ کے تبلیغی سفر کا زمانہ قیامِ وطن کے زمانہ سے زیادہ ہے۔ پنجاب وسندھ، دہلی ویوپی کے اکثر وبیشتر مقامات کے دورے فرمائے، پیرانہ سالی میں بھی تبلیغی سفر کو ترک نہیں فرمایا اور آپ آخری سفر میں دہلی میں شدید بیمار ہو جانے کی وجہ سے واپس وطن تشریف لا کر رہ گزائے عالم جاودانی ہوئے، جیسا کہ آپ کے انتقال کے بیان میں گزر چکا ہے، اب اس بیان میں آپ کے دیوبند، دہلی، رہتک، کرنال، پانی پت اور اجمیر شریف وغیرہ کے سفر کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔(۲)

سفرِ دیوبند:

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب صدیقی احمد پوری مدظلہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت غریب نواز قدس سرہ دیوبند تشریف لے گئے، اس کی صورت یہ ہوئی کہ سفر دیوبند سے قبل آپ میری (حضرت مولانا عبدالمالک صاحب مدظلہ کی) تحریک ودعوت پر ضلع بجنور میں بمقام کھاری تشریف فرما ہوئے تھے، تمام راستوں کو جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ حضرت شیخؒ نے جوں ہی جھنڈیوں کو دیکھا عصا کو کھڑا کیا اور جھنڈیوں کو توڑنا شروع کر دیا اور فرمایا کہ یہ اسراف کیوں کیا گیا، قیامت میں کیا جواب دو گے، جماعت نے دیکھا تو خود ہی توڑنا شروع کر دیا۔ غرض جب ایک رات کھاری میں گزر گئی تو میں (مولانا عبدالمالک صاحب) نے عرض کیا کہ حضرت واپسی میں دیوبند چلنا ہے، حضرت شیخؒ نے فرمایا پہلے تو تو منع کرتا تھا اب خود چلنے کو کہتا ہے، میں نے عرض کیا میں اس کا مخالف نہیں تھا سوچا تھا کہ پہلے آپ کے حسنات سے علماء کو واقف کراؤں پھر آپ کو لے جاؤں۔ حضرت کے آنسو نکل آئے اور فرمایا میرے میں حسنات کہاں ہیں میں تو پُر عصیاں ہوں۔ میں نے عرض کیا حضرت تین اوصاف اللہ کریم نے آپ کو ایسے عطا فرمائے ہیں کہ کوئی شخص ان کو بھول نہیں سکتا۔

۱۔مرتب، ۲۔ایضاً

۱۔ چودھویں صدی جس میں اسلام فروش پیران رسمی تصوف اور اسلام کی بیخ کنی کر تے ہوئے چلتے ہیں اس زمانے کے اندر پیری مریدی کے ساتھ ساتھ آپ متبع سنت ہیں، بدعت کا دخل آپ کے اعمال میں نہیں۔

۲۔ اخلاق واخلاص۔

۳۔ ایثار۔

حضرت شیخ نے آنسو بہاتے ہوئے فرمایا اگر یہ چیزیں تم دیکھتے ہو تو استقامت کے لئے دعا کیا کرو۔

چنانچہ دیو بند کی دعوت کی منظوری کے بعد میں نے عرض کیا کہ میں آپ کے دیو بند تشریف لے جانے کے متعلق ایک اطلاعی خط لکھ دوں، حضرتؒ نے فرمایا اُف! اتنی بے ادبی کہ علماء میری آمد کا انتظار کریں ہرگز نہیں، میں اس قابل نہیں، میں اس قابل نہیں۔ چنانچہ میں نے کوئی عریضہ نہیں لکھا اور یونہی سوار ہوگئے۔ جب کہ دیو بند پہنچنے میں ایک یا دو اسٹیشن باقی تھے میں نے عرض کیا حضرت کپڑے بدل لیجئے۔ حضرت شیخ نے فرمایا تو مجھے تصنع سکھاتا ہے۔ میں ڈر گیا اور چپ ہوگیا۔ مگر جب آپ دیو بند کے اسٹیشن پر پہنچے تو بکثرت طلباء کا ہجوم پایا۔ حضرت نے فرمایا کیا تو نے خط لکھ دیا تھا؟ میں نے عرض کیا جی نہیں حضرت آپ کس طرح چھپ سکتے ہیں۔ جب نماز عشاء کا وقت ہوا تو حضرت نے فرمایا کپڑوں کی گٹھڑی اٹھالا۔ میں سمجھ گیا اور عرض کیا کہ حضرت اب اس کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت نے فرمایا تیرا کہنا بھی مان لوں۔ دیسی کپڑوں کا لباس زیب تن فرمایا۔ حضرت شیخ کے عمل میں تصنع کا شائبہ نام کو بھی نہیں پایا جاتا تھا، ہر عمل اللہ عزوجل کے لئے کیا کرتے تھے۔

الغرض دیو بند میں تین دن قیام رہا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں اعتقاد کی بڑی تیزی سے لہر دوڑی اور اس عمل پر اعتراض کی گنجائش کا نہ موقع تھا نہ مل سکا، ہر ایک کی نظر میں اتباع مبارک کا نقشہ قلوب میں واسع تھا۔

جب آپ دیو بند پہنچے تو کچھ پنجابی طلبہ نے مدرسے کی مسجد میں ظہر یا عصر کی نماز کے بعد عرض کیا کہ حضرت ہمیں کچھ نصائح فرمائیں، قرائن سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کو حضرتؒ کے علم پر بدظنی تھی، حضرت شیخ مسجد کے کمرے سے نکل کر برآمدے میں آچکے تھے، تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کی

ضرورت پر تقریر شروع کر دی۔ جن کے ثبوت قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبویہ شریفہ سے دیئے، اتنا پرزور وعظ تھا کہ ان بدظنوں کو اپنی بدظنی قائم کرنے کا کوئی چارہ نہ بنا اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ اکثر طلبا و صلحاء طریقہ بیعت میں داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق حصول فیض کے لئے حاضر ہوئی۔

دوسرے روز حضرت شیخ نے فرمایا دوپہر کا قیلولہ مدرسے کی مسجد میں کروں گا، چنانچہ تشریف لائے اور فوراً لیٹ گئے، طلبہ تکیہ وغیرہ اٹھا کر لائے تو حضرت لیٹ چکے تھے۔

ظہر کے وقت قاری محمد طیب صاحب مدظلہ نے نماز پڑھائی، سر پر کپڑے کی ٹوپی تھی، بعد فراغت نماز ظہر حضرت قبلہ نے قاری محمد طیب صاحب مدظلہ سے کہا کہ دار العلوم میں ہوتے ہوئے افضل سنت کا ترک، فوراً ہی قاری صاحب نے اشارہ کیا صافحہ لایا گیا اور اس کو مسجد کے مصلے پر کھ دیا گیا، ہر نماز کے وقت جو کوئی امامت کے لئے آتا ٹوپی پر صافحہ باندھتا۔

اسی روز حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ نماز ظہر کی فراغت پر مدرسے کی مسجد میں ملاقات کے لئے تشریف لائے، مولانا کو آتے ہوئے میں (حضرت مولانا عبدالمالک صاحب) نے دیکھ لیا۔ حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ مولانا تشریف لا رہے ہیں (طلباء بھی ساتھ تھے) حضرتؒ کھڑے ہو گئے معانقہ ہوا مصافحہ ہوا، حضرت شیخؒ کی اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں یہ پہلی ملاقات تھی۔ بیٹھنے کے بعد حضرت شیخ الاسلام نے ان الفاظ میں اپنا مقصود پیش کیا کہ ''حضرت اگر میں آپ کی نظر مبارک میں غلامان غلام کی حیثیت سے بچا دیا جاؤں تو میری ایک عرض ہے مگر شرط یہ ہے کہ آپ منظوری پہلے دیدیں۔'' حضرت شیخ نے فرمایا کہ آپ ظاہر تو فرمائیں منظوری قبل از اظہار کیسے مناسب ہوگی۔ حضرت مولانا نے میری (حضرت مولانا عبدالمالک صاحب کی) طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس نے پرچہ بھیجا ہے کہ حضرت آج دہلی تشریف لے جانا چاہتے ہیں لیکن عرض یہ ہے کہ تین دن دار العلوم کی فیاضی کے لئے عطا فرمائیں، اور جب تک آپ اس عرض کو منظور نہیں فرمائیں گے میں بیٹھا رہوں گا، یہ میرا درس حدیث کا وقت ہے۔ حضرت شیخ نے مسکرا کر جواب دیا۔ حضرت کیا یہ بوجھ بھی مجھ پر رہے گا، بہت اچھا ٹھہروں گا۔ چونکہ میرا (مولانا عبد المالک صاحب کا) قیام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کے بھائی کے مکان میں تھا اسی میں حضرت شیخ کا قیام تین دن برابر رہا۔ حضرت کی کیفیت بڑی تیزی کے ساتھ طلبا پر واقع ہوئی جس پر علماء

نے سن کر اور دیکھ کر مزید اعتقادات میں اضافہ کیا اور حضرت شیخ کی تعریف اس زور سے دیوبند میں گونجی کہ مولانا قاسم ثانی آج دیوبند آ چکے ہیں، الحمد للہ بہترین تاثرات قائم ہوئے۔ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کی مسجد میں حلقۂ ذکر اللہ قائم ہوا۔ جذبات خوب امنڈ کر طلباء پر واقع ہوئے، علماء میں سے کسی نے اعتراض نہیں کیا بلکہ مزید اعتقادات میں اضافے کا عمل بنا۔

اسی قیام کے اثناء میں ایک دن قبرستان میں مولانا محمد قاسمؒ ومفتی عزیز الرحمٰنؒ اور شیخ الہندؒ کے مزارات کے قریب مع جماعت مراقب ہوئے، مراقبے میں خلاف عادت کافی تاخیر ہوئی اور فراغت کے بعد مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کیا میں کچھ احوال عرض کروں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ جماعت علماء کی ہے بینا جماعت ہے یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے آج مراقبے (غنودگی) میں ایک واقعہ دیکھا کہ ایک نہایت سرسبز میدان ہے جس میں محدثین دیوبند دہلی اور گنگوہ موجود ہیں، جس کی تفصیل بھی حضرت شیخ نے فرمائی، غالباً حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ، مفتی عزیز الرحمٰن صاحب، شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری وغیرہ وغیرہ موجود تھے، یہ سب حضرات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے لئے جمع تھے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ان سب حضرات نے مصافحہ کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصافحہ لیا، مجھے (حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ) بھی مصافحے کا شرف حاصل ہوا۔ بعد مصافحہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور اظہار خوشنودی فرمایا کہ یہ لوگ میری سنت کے زندہ کرنے والے ''محی السنّت'' ہیں۔ میں (حضرت مولانا عبدالمالک صاحب) نے عرض کیا حضرت کچھ لوگ ان پر بدظنیاں کرتے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ چمگادڑ صفت کا کچھ علاج نہیں۔ یہ حالات دیگر علماء کے ذریعہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچے، شیخ الاسلام انتہائی خوشی کے عالم میں مسرور ہوئے اور فرمایا کہ ہمیں شیخ وقت کی زبان مبارک سے دنیا کے عالم میں خبر مل گئی کہ ہمارے اکابر مقبول بارگاہ رسالت ﷺ ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نے ایک وقت کی دعوت پیش کی جو حضرت شیخ نے منظور کرلی، فراغتِ دعوت کے بعد قاری محمد طیب صاحب اتنے خوش تھے کہ واپسی کے وقت حضرت کا جوتا سیدھا کیا جس کو حضرت شیخ نے پہنا۔

قیامِ دیو بند میں ایک دن حضرت شیخ عیدگاہ کے راستے آبادی دیو بند میں آنے لگے تو فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ مولانا کا درس سنوں، کیا وقت ہوگا اور مولانا تکلف تو نہیں فرمائیں گے۔

میں (حضرت مولانا عبدالمالک صاحبؒ) نے عرض کیا کہ مولانا کی پشت پر جس جگہ کہ وہ درس دیتے ہیں۔ ایک دروازہ ہے ہم چپکے سے وہاں جا کر بیٹھ جائیں گے، تو حضرت شیخ بڑے خوش ہوئے۔ لیکن عجیب قسم کی حکمت اور قدرت واقع ہوئی کہ پشت پر دروازہ ہونے کے باوجود جونہی حضرت شیخ نے دارالحدیث کے دروازہ پر قدم رکھا فوراً حضرت شیخ الاسلامؒ درس کی تقریر کرتے ہوئے دروازے پر پہنچے معانقہ اور مصافحے کے بعد تشریف فرما ہوئے (قرآئن سے معلوم ہوتا تھا کہ شاید کسی طالب علم نے حضرت شیخ کی آمد کا اشارہ کیا ہوگا) حضرت شیخ الاسلام نے عرض کیا حضرت ہم کلامی کی ضرورت ہو تو درس بند کردوں اور اگر اجازت ہو تو درس جاری رکھوں۔ حضرت شیخ نے فرمایا میں درس سننے کے لئے ہی آیا ہوں۔ چنانچہ درس شروع ہونے کا پہلا جملہ یہ تھا ''میں ابھی بتائے دیتا ہوں کہ امام نوویؒ نے حنفیت پر کتنے مظالم قائم کئے ہیں۔'' معاً مولانا اعزاز علی صاحبؒ شیخ الادب تشریف لائے اور عرض کیا کہ حضرت جنازہ آیا ہے، درس بند ہوگیا اور سب شرکت جنازے کی غرض سے کھڑے ہوگئے۔ حضرت شیخ نے دیکھا کہ حضرت شیخ الاسلام پیچھے ہٹ گئے ہیں آگے چلنا نہیں چاہتے حضرت شیخ نے ہاتھ پکڑ لیا اور اپنی داہنی طرف رکھا اور ساتھ ساتھ ہاتھ پکڑے ہوئے چلے۔ قاری محمد طیب صاحب نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ بعد نماز جنازہ وہی نقشہ تھا کہ ساتھ ساتھ پکڑے ہوئے چلے جب واپس درس کے مقام پر آئے طلبہ نے گھڑیاں نکالیں تاکہ علم ہو کہ درس کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

اسی وقت مولانا معظم علی صاحبؒ (سفیر دیو بند) آئے ان کے ہاں دعوت تھی۔ دعوت میں حضرت شیخ حضرت شیخ الاسلامؒ اور قاری محمد طیب صاحب مدعو تھے وہی نقشہ عمل میں رہا کہ حضرت شیخ الاسلامؒ کا ہاتھ حضرت کے ہاتھ میں رہا، اکھٹے چلے جب مولانا معظم علی صاحبؒ کا دروازہ آیا تو حضرت شیخ الاسلامؒ نے حضرت کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ حضرتؒ نے پوچھا یہ کیا؟ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ دروازہ تنگ ہے اکھٹے دو نہیں جاسکتے اور میں آپ سے آگے نہیں چل سکتا۔ حضرت شیخ مسکرائے اور آگے چلے جب کمرے میں داخل ہوئے تو تین قالین بچھے ہوئے تھے اس میں ایک دیسی اور دو ولایتی تھے حضرت چونکہ پہلے داخل ہوئے تھے ایک قالین پر آپ پہنچ گئے اس

کے بعد حضرت شیخ الاسلامؒ داخل ہوئے اور دیسی قالین پر کھڑے ہوگئے تیسرا قالین باقی تھا کہ حضرت قاری محمد طیب صاحب داخل ہوئے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ نے خوش طبعی کے لہجے میں کہا تو تو صاحبزادہ ہے آگے چل۔ چنانچہ کھانا آیا، اثنائے طعام میں حضرت شیخ الاسلامؒ اس قسم کی ہمکلامی وخوش طبعی بامعنی فرماتے رہے گویا کہ حضرت شیخ سے برسوں کی ملاقات ہے، حالانکہ یہ پہلی ملاقات تھی۔ کھانا ختم ہوا واپسی اسی نقشے کے ساتھ عمل میں آئی، حضرت شیخ الاسلام کا ہاتھ حضرت شیخؒ کے ہاتھ میں۔ پھر اپنے اپنے مقام پر مقام دعوت سے نکل کر علیحدہ ہوئے۔

دیوبند سے رخصت ہوکر دہلی تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا مدرسہ امینیہ چلیں، مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحبؒ سے ملاقات کر آئیں۔ جب مدرسہ امینیہ پہنچے تو مفتی صاحب کو علم ہوا کہ حضرت شیخ امینیہ تشریف لائے ہیں۔ مفتی صاحب پریشان وپشیمان نظر آتے تھے۔ پریشانی کی وجہ دریافت کرنے پر مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں خود ملاقات کے لئے حاضر ہوتا۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا مدعا پورا ہوا۔ امینیہ سے واپسی کے کچھ دیر بعد مفتی اعظم صاحب ملاقات کے لئے تشریف لے آئے۔ حضرت شیخ کا قیام اس وقت مسجد سبیل محلہ گڑ والا میل کے اندر مولانا عبدالغفور صاحب مدنیؒ کے مکان پر تھا۔ مکان میں داخل ہوتے ہی مولانا عبدالغفور صاحبؒ مدنی کو دیکھا کہ ہاتھ میں تشتری، آم اور چاقو لئے جارہے ہیں، مفتی اعظم نے مولانا مدنیؒ سے کہا کہ مجھے خدمت کا موقع دیں، مولانا نے وہ چیزیں مفتی صاحبؒ کو دیدیں، مفتی صاحب آم لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخؒ کھڑے ہوگئے معانقہ ومصافحہ فرمایا اور بیٹھ گئے، مفتی صاحب آم تراشتے رہے او حضرت شیخ کھاتے رہے، اسی اثناء میں حضرت شیخ نے مفتی اعظمؒ صاحب سے فرمایا کہ حضرت ایک مسئلہ ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کیا مسئلہ ہے حضرت شیخؒ نے فرمایا مفتی صاحب حدیث مبارک میں آیا ہے کہ جن آدمیوں کی زبان موٹی ہو جن پر کلمات نماز نہ چڑھتے ہوں ان کو چاہئے کہ سبحان اللہ کہتے ہوئے نماز پڑھے لیکن مفتی صاحب میں نے ایسی زبانیں بھی پائی ہیں جو سبحان اللہ بھی نہیں پڑھ سکتیں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟ مفتی صاحب نے سکوت فرمایا۔ مفتی صاحب کو چپ دیکھ کر حضرت شیخؒ نے فرمایا مفتی صاحب ایسے لوگوں کو میں کہتا ہوں کہ اللہ اللہ کہتے ہوئے نماز پڑھیں۔ مفتی اعظم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا آپ مفتی اعظم ہیں میں تصدیق چاہتا تھا وہ ہوگئی۔ (۱)

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی دہلی شریف میں تشریف آوری متعدد بار ہوئی چنانچہ آپ آخری سفر تبلیغ میں بھی دہلی تشریف لائے تھے، وہیں آپ کو مرض فالج لاحق ہوا، جس میں آپ کی وفات وطن پہنچ کر غرہ رمضان المبارک کو ہوئی، جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس احقر (مرتب) کو بھی اس وقت مسجد سبیل دہلی میں حضرتؒ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہوتی رہی، اور یہ عاجز بھی جماعت کے ہمراہ حاضر تھا، وہ نقشہ اب تک آنکھوں کے سامنے ہے۔

ایک دفعہ دہلی کے بعد رہتک، پانی پت، کرنال کا سفر بھی فرمایا۔ (۲)

ایک مرتبہ اجمیر شریف میں عرس کے موقع پر تشریف لے گئے وہاں رنڈیوں کا شغل اور دیگر رسومات غیر شرعیہ کا انداز حضرت شیخ نے دیکھا تو سجادہ صاحب سے ملاقات کر کے تنہائی میں سمجھایا کہ قیامت کا تمام بوجھ آپ پر لدرہا ہے، بہتر ہے کہ آپ ان رسومات سے مخلوق کو منع کریں اور اپنا بوجھ ہلکا کریں، جیسا کہ رنڈیوں کا آنا، سجدہ کرنا وغیرہ۔ حضرت سجادہ صاحب نے بڑی فرحت کے ساتھ اس کلام کو سن کر قبول فرمایا، اس پر حضرت شیخ بہت خوش ہوئے۔ عرس کے ختم پر دہلی روانگی فرمائی۔ (۳)

مقامِ ارشاد پر فائز ہونے کی وجہ سے رشد و ہدایت کا انتہائی شغف تھا، باوجود پیرانہ سالی اور دائم المرض رہنے کے مخلوق کی ہدایت اور ذکر کی عام اشاعت کے لئے ملک کے دور دراز علاقوں کا سفر فرماتے اور لوگوں کی درخواست کبھی رد نہ فرماتے۔ آخر زمانہ میں ایک مرتبہ یہ فقیر (مولانا محمد مسلمؒ) بھی مسکین پور شریف سے سندھ کے سفر میں ہم رکاب تھا اگرچہ بیماری اور ضعف کی وجہ سے چلنا دشوار تھا مگر سفر کو ملتوی نہ فرمایا۔ چارپائی پر لیٹ کر مسکین پور سے شہر سلطان تک آکر لاری پر سوار ہوئے اور باقی سفر میں جہاں ریل یا لاری نہ جاتی تھی اسی طرح یہ تبلیغی سفر طے کیا، یہی وجہ تھی کہ آپ کے رشد و ہدایت کا سلسلہ ملک کے بہت وسیع اور دور دراز علاقوں میں پھیلا ہوا تھا۔ طالبین وقتاً فوقتاً خدمت میں حاضر ہوتے اور کبھی خود حضرت ان کی جگہ پر بہ نفس نفیس تشریف لے جاتے اور منازل، سلوک طے کراتے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملک کا ہر گوشہ آپ کے فیوض و برکات سے چمک اٹھا اور اطراف ملک سے سالکین حسب استعداد اس دولت سے مالا مال ہو کر مختلف جگہوں میں دین کی خدمت کرتے اور ذکر الٰہی کی آواز کو بلند فرماتے۔ جن حضرات کو قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت بخشی اور خدمت دین پر مامور کیا، ان کے اسمائے گرامی کی فہرست الگ درج ہے۔ (۱)

۱۔تجلیات، ۲۔مرتب، ۳۔تجلیات،ص ۵۵، ۴۔حیاتِ فضلیہ،

تربیت سالکین

حضرت غریب نواز خواجہ فضل علی قدس سرہ کی خدمت میں جب کوئی بیعت ہونے کے لئے آتا تو پہلے آپ اس کی وضع قطع پر نظر ڈالتے، اگر شریعت کے خلاف ہوتی تو اس کی اصلاح فرماتے اور آئندہ کے لئے شریعت کی پابندی کا حکم فرماتے۔ ایک امیر آدمی نے بیعت کے بعد ڈاڑھی رکھ لی مگر اس کا کتروانا ترک نہ کیا۔ حضور نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ ہر کام میں رفیقوں سے مشورہ فرماتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرماتے تھے، جس کسی کا نام شریعت کے خلاف ہوتا بدل ڈالتے اور اس کا شرعی نام رکھتے، سوال سے منع فرماتے اور اشارتاً و کنایتاً بھی مانگنے کی اجازت نہ دیتے۔ چنانچہ ایک روز فرمایا کہ دنیا ڈھنگ فریب سے حاصل ہوتی ہے مجھے یہ چیز نہیں آتی اور نہ مجھے روزی کمانے کے لئے ڈھنگ فریب کی ضرورت ہے۔ میرا مولا مجھے طمع اور سوال کے بغیر روزی پہنچاتا ہے۔ فریب کا نتیجہ فریب کار کے حق میں برا نکلتا ہے۔

لَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ مَنْ حَفَرَ بِیْرًا لِاَخِیْہِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْہِ

گندم از گندم بروید جوز جو

از مکافاتِ عمل غافل مشو

جب آپ کہیں سے رخصت ہوتے تو ہر ایک آدمی کے ساتھ مصافحہ فرما کر رخصت ہوتے، عورتوں کو پردے کے پیچھے سے یا برقع میں بیعت فرماتے اور اسی طرح توجہ دیتے اور ذکر کی تلقین فرمایا کرتے۔ سفر اور حضر دونوں حالتوں میں سالک کی تربیت کا خیال رکھتے۔ سفر میں آداب سفر اور اقامت میں عام طور پر نفس کشی کی تعلیم دیتے۔ زمین پر سونے اور سادہ زندگی گزارنے کی عملاً تربیت فرمایا کرتے تھے۔

خلفاء کو جمع کر کے فرمایا کرتے کہ میں تم میں سے اس شخص سے سخت ناراض ہوں گا جو اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں سے اشارتاً یا کنایتاً کوئی چیز طلب کرے یا ان سے طمع کی امید رکھے، جو شخص ایسا کرے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ بھائی مسلمانو! میں ڈھنگی اور فریبی نہیں ہوں اور نہ مجھے یہ لالچ

ہے کہ تم سے کچھ لوں اور واہ ملک واہ ملک کہتا چلا جاؤں۔ میں تو دین سکھاؤں گا اور جو غلطی دیکھوں گا، وہ بتاؤں گا خواہ تمہیں میری بات اچھی معلوم ہو یا بری مجھے اس کی پرواہ نہیں۔

آج زمانے میں دین سے بے خبری اور ناواقفیت عام ہو چکی ہے، شرم کی کوئی بات نہیں علم سیکھو اور طالب علم ہو کر مرو۔ حدیث شریف میں آیا ہے

اُطلُبُو االعِلمَ مِنَ المَهدُ اِلَی اللَّحد

بچپن سے لے کر دم مرتے دم تک علم سیکھو،

بے علمی اور جہالت کی وجہ سے دین اور دینا دونوں جہان کا نقصان ہے۔(۱)

نام تبدیل کرنا:

حدیث شریف میں وارد ہے:

عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُغَیِّیرُ الاسَمَ الْقَبِیْح۔ (۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنخضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بُرے نام کو تبدیل فرما دیتے تھے۔

نیز بہت سی روایتیں نام تبدیل کرنے کے بارے میں کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ ہمارے حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کو بھی حق سبحانہ وتعالیٰ نے اتباع سنت کے نتیجے میں اس سعادت سے مشرف فرمایا کہ جس کسی کا نام بے معنی یا خلاف شرع ہوتا آپ اس کو تبدیل فرما کر اسلامی نام رکھ دیتے۔(۳)

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ نے ایک شخص بدھو خاں کلیانوی سے فرمایا تیرا نام بدھو خاں اچھا نہیں ہے، یہ تو عموماً ہندوؤں کا نام ہوتا ہے۔ بولا حضور! میرا اصلی نام تو راحت یار خاں ہے۔ آپ نے فرمایا راحت یار خاں بھی اچھا نام نہیں ہے اب تو رحیم یار خاں ہونا چاہئے اور ظہور محمد خاں کانسٹیبل سے فرمایا اب سے تم اور باقی میری سب جماعت اس کو رحیم یار خاں کے نام سے پکارا کرو۔

ایک شخص حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ سے مرید ہوا، اُس کا نام میوہ تھا آپ نے فرمایا میوہ مل تو بنیوں کا نام ہوتا ہے اس کا نام اللہ بخش ہونا چاہئے۔ اور یہی اسلامی نام ہے۔(۴)

۱۔ حیاتِ فضلیہ، ۲۔ رواہ الترمذی المشکوۃ باب الاسلامی، ۳۔ مرتب، ۴۔ ایک بیاض

ارشادات وفرمودات

ارشاد: عروج چار چیزوں سے حاصل ہوتا ہے ا۔ کثرتِ ذکر، ۲۔ اتباع شریعت، ۳۔ تقویٰ وترک مَالاَ بَأسَ بِہٖ حَذرًا لِماَ بِہٖ بَأْسٌ، یعنی بہت سے مباحات اور جائز باتوں کو مکروہات کے خوف سے ترک کر دینا، ۴۔ رابطہ شیخ۔

ارشاد: علم بے عمل اور عمل بے اخلاص غیر مفید ہے۔

ارشاد: دو رکعتیں جو اخلاص کے ساتھ پڑھی جائیں ایسی بہت سی رکعتوں سے بہتر ہیں جو اخلاص سے خالی ہوں۔

ارشاد: طالب مولیٰ حظِ نفس کے طالب نہیں ہوتے، اسی لئے وہ زیب وزینت اور عیش وعشرت کے سامان ترک کر دیتے ہیں۔

ارشاد: خدمت خلق کیا کرو۔

تصوف　بجز　خدمت　خلق　نیست
بہ　تسبیح　وسجادہ　ودلق　نیست

ارشاد: تصوف کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں۔

قِلَّـۃُ الْکَلاَمِ، قِلَّـۃُ الْمَنَامِ، قِلَّـۃُ الْطَعَامِ، قِلَّـۃُ الْاِخْتِلاَطِ مَعَ الْاَ نَامِ
یعنی کم گفتن، کم خفتن، کم خوردن، کم اختلاط نمودن۔

ارشاد: ابتدا میں ذاکر کو بہ نسبت درود شریف کے اسمِ ذات کی کثرت کرنی چاہئے کیونکہ درود شریف کا مزاج سرد اور اسمِ ذات کا گرم ہے اور مبتدی کے لئے اسمِ ذات کے عشق کی گرمی ہی مطلوب ہے۔

ارشاد: مسلمانوں میں پاکی وناپاکی میں احتیاط نہیں ہے اس لئے بازار کی پکی ہوئی چیز نہ کھانی چاہئے۔

ارشاد: جو شخص بیداری میں اپنے خیالات پاکیزہ رکھتا ہے خواب میں اس کے خیالات

خراب نہیں ہوتے، اگر خواب میں کبھی کوئی حسین صورت نظر آجاتی ہے تو میں فوراً اس سے منہ پھیر لیتا ہوں، یہ بیداری کے وقت محتاط رہنے کا ہی نتیجہ ہے۔

ارشاد: اکثر دیکھا گیا ہے کہ مسجدوں میں کتے پھرتے رہتے ہیں اور صفوں کو ناپاک کردیتے ہیں، اسی لئے میں اپنی جماعت سے کہا کرتا ہوں کہ کپڑا اچھا کر نماز پڑھیں، تصوف احتیاط ہی کا نام ہے۔

ارشاد: ہندو کے گھر کی کوئی چیز نہ کھاؤ، اُن کے طعام میں پلیدی کا اثر ہے، جس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ ایک روز خادم (مولانا محمد مسلمؒ) سے فرمایا کہ فضول مباحات ترک کردے اور ہر شے میں شرعی احتیاط کا خیال رکھا کر، یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے، جب کرنے لگے گا تو آسان ہو جائے گا۔

ارشاد: جہاں تک ہو سکے اختلافِ ائمہ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے، اس لئے فاتحہ کے بعد سورۃ ملانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھ لینی چاہئے۔

ارشاد: جہاں تک ہو سکے عزیمت پر عمل کرو، سالک کے لئے رخصت پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

ارشاد: سالک پر بعض اوقات وساوس وخطرات کا ہجوم ہوا کرتا ہے اس سے گھبرانا نہیں چاہئے، مکھیاں گڑ پر اکھٹی ہوتی ہیں اور چیونٹیاں گھی پر، اور شیطان جب دیکھتا ہے کہ میرا شکار ہاتھ سے نکلا جارہا ہے اس کو اپنی قید میں رکھنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور ذکر کی نعمت یعنی اطمینان قلبی کو روکتا ہے۔

ارشاد: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک رحمۃ اللعالمین ہے جو شخص اس رحمت میں اپنا حصہ چاہتا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے اور آپ کے دامن رحمت کے سائے میں آجائے۔

ارشاد: جس قدر پیر کی عزت سالک کے دل میں ہوگی اسی قدر اس کو فائدہ ہوگا **الطریق کله ادب**، ادب ہی سے سب کچھ ملتا ہے۔ میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کتے کی طرح مجلس کے کنارے پر بیٹھا کرتا تھا۔

ارشاد: ایک روز مجدد مأتہ ثلاثہ عشر حضرت مولانا غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنے شیخ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جس چٹائی پر حضرت شیخ تشریف رکھتے تھے اس سے نیچے زمین پر بیٹھ گئے جب حضرت شیخ نے چٹائی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا تو شاہ صاحبؒ نے یہ شعر پڑھا۔

خاک نشینی است سلیمانیم عار بود افسر سلطانیم

ایک روز حضور پرنورؒ بورئے پر تشریف رکھتے تھے، آنے والے حضرات بھی اس پر بیٹھتے جاتے تھے، یہ عاجز (مولانا محمد مسلم) حاضر ہوا تو بورئے سے علیحدہ زمین پر بیٹھ گیا۔ حضورؒ نے اوپر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا، خادم نے معذرت کی تو حضرت نے یہ شعر پڑھا۔

فروتنی است نشانِ رسیدگانِ کمال کہ چوں سوار بمنزل رسید پیادہ شد

ارشاد: طالبانِ مولیٰ میں سے بعض پر حالات وواردات اور جذبہ وغیرہ طاری ہوتے ہیں اور بعض پر نہیں ہوتے لیکن انعامِ الٰہی میں سب برابر ہوتے ہیں۔ ریل گاڑی میں سفر کرنے والے دو آدمیوں میں سے ایک جاگتا ہوا راستے کی سیر کرتا جارہا ہے اور دوسرا سوتا ہوا سفر طے کر رہا ہے، منزلِ مقصود پر پہنچنے میں یہ دونوں برابر ہیں۔ یہی حال طالبانِ مولیٰ کا ہے، مولیٰ کی طلب ہی اصل مقصود ہے۔ ذوق وشوق اور جذبات غیر مقصود چیزیں ہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالبِ ذوق وشوق طالبِ مولیٰ نیست۔

ارشاد: ایک کپڑا انیلا رکھا کرو، خواہ پٹکا ہو یا تہبند، مگر تہبند رکھنا افضل ہے۔

ارشاد: میری جماعت کے ہر آدمی کو تین چیزیں مسواک، عصا، تسبیح ساتھ رکھنی چاہئیں۔

ارشاد: ذکرِ قلبی زیادہ کیا کرو، ہاتھ کار وَل، دل یار وَل (یار کی طرف) یہ جہان فانی ہے۔ اللہ کا نام ہی کام آئے گا اور بس۔

ارشاد: اگلے بزرگ درویشوں پر پوری طرح ضبط رکھتے تھے، میں تو تمہاری بہت رعایت کرتا ہوں کہ تم مسلمانی سیکھ لو۔ ایک بزرگ اپنے مریدوں کے ساتھ جنگل میں جارہے تھے ایک درویش نے ایک درخت کا تنکا توڑ کر پھینک دیا بزرگ نے اس کو ڈانٹا اور فرمایا کہ تو نے تین گناہ کیے، ۱۔ وہ شاخ ذاکرہ تھی اس کو ذکر سے روکا، ۲۔ بے جا حرکت کی، ۳۔ بُرا طریقہ جاری کیا۔

ارشاد: جب مجھے پیر پکڑنے کا خیال ہوا تو خلافِ شرع ایک شخص پندرہ روز تک برابر

خواب میں آتا رہا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ شیطان ہے اور مجھے غیر متشرع پیر کی طرف ترغیب دینا چاہتا ہے، صاحبو! پیر ہو تو صاحبِ شریعت ہو ورنہ شیطان سے بھی بدتر ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

ارشاد: مولوی صاحبان! طلبا کی خدمت کیا کرو اور اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کیا کرو۔

ارشاد: پیروں کو سفر وغیرہ میں اچھا لباس پہننا چاہئے، دنیادار پر اپنی مسکینی ظاہر کرنی اچھی نہیں، عزتِ نفس بھی کوئی چیز ہے۔

ارشاد: ایک روز اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا اگر آپ میرے ساتھ تعلق رکھنا چاہتے ہیں تو شریعت پر عمل کریں اب تک آپ کو خُلق سے کہا ہے اب میں شریعت کی پابندی سختی اور زور کے ساتھ کراؤں گا۔ جسے یہ بات منظور نہ ہو وہ میرے پاس نہ آئے۔ آپ مجھے روٹی نہ کھلائیں، پیسہ نہ دیں، میری خدمت نہ کریں، مگر دین سیکھیں اور شریعت پر چلیں۔

ارشاد: فقر نیاز مندی سے حاصل ہوتا ہے ناز سے نہیں۔ علم بھی کسی نے ناز سے نہیں پڑھا جس نے سیکھا ہے خدمت اور محنت سے سیکھا ہے۔

ارشاد: آج سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ مسلمانوں کو نصیحت اور ہدایت کی جائے۔

ارشاد: ظاہری زیبائش سے کچھ فائدہ نہیں، گدھی زیورات کے پہننے سے خوبصورت نہیں ہو جاتی، انسان کی اصلی خوبصورتی دینداری میں ہے۔

ارشاد: ذکر کی کامیابی میں دیر لگنے سے مایوس نہ ہونا چاہئے بعض سالکوں پر بڑی محنت کے بعد فیضان ہوا ہے۔

اوحدے شصت سال سختی دید تا شبے روئے نیک بختی دید

ارشاد: دین کی اشاعت میں ملامت سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ (**قولہ تعالیٰ ولا یخافون لومة لائم**) کفار سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر اور جادوگر وغیرہ کہتے تھے اور پتھر مارتے تھے مگر حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام تبلیغ و ہدایت کو ترک نہیں فرماتے تھے۔

ارشاد: شہوانی لذتوں کے پورا کرنے میں ایک لحظے کی خوشی ہے اور ہمیشہ کے لئے پچھتانا اور تکلیف اٹھانا ہے۔

ارشاد: قضائے حاجت کے وقت بھی ذکر سے غافل نہ رہنا چاہئے، مگر اس وقت

ذکر خیالی ہو زبان سے نہ ہو۔

ارشاد: ذکر کثرت سے کیا کرو۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيراً لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (۱)

ایک جگہ!

واذكروا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيراً۔ (۲)

اور کہیں!

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكبر۔ (۳)

آیا ہے۔ اس میں باوضو رہنے کی بھی شرط نہیں ہے، خیال سے بے ریا ہر وقت ذکر ہونا چاہئے، کوئی لحظہ غفلت میں نہ گزرے۔ آیت

لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر اللّٰه! (۴)

ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں اتری ہے۔ دل بیار دست بکار، ظاہر با خلق باطن با خدا ہونا چاہئے۔

از دروں شو آشنا و از بیرون بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کمتر بود اندر جہاں

ارشاد: پیر کا حق ماں باپ کے حق سے زیادہ سمجھو، یہ جسم کی پرورش کرتے ہیں اور وہ روح اور ایمان کی، اور یہ دونوں چیزیں بڑی نعمت ہیں۔ ماں باپ خدمت کی طمع رکھتے ہیں اور پیر بے طمع خدا کے لئے خدمت کرتا ہے۔

ارشاد: نظر کو بچایا کرو بہت سے گناہ اسی سے سرزد ہوتے ہیں، آنکھوں کا بھی زنا ہے حدیث شریف میں وارد ہے:

اَلنَّظَرُ سَهْمٌ مَسْمُومٌ مَنْ بِسِهَامِ الشَّيْطَانِ۔

نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔

ارشاد: نفس اور شیطان انسان کے بڑے دشمن ہیں ان پر غالب آنا ہی بڑا کمال ہے۔

نفس وشیطان مے برندازرہ ترا تابیند ازند اندر چہ ترا

۱۔ سورۂ الجمعہ، آیت ۱۰، ۲۔ سورۂ الاحزاب، آیت ۴۱، ۳۔ سورۂ العنکبوت، آیت ۴۵، ۴۔ سورۂ النور، آیت ۳۷

ارشاد: شیخ کے بغیر خدا کا راستہ نہیں ملتا۔ کلام اللہ خدا کا کلام ہے مگر استاد سے پڑھنا پڑتا ہے۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ صدیق تو کس کو دوست رکھتا ہے؟ عرض کیا آپ کو۔ آپ نے فرمایا اور اللہ کو۔ عرض کیا اگر آپ نہ ہوتے تو ہم کو کیا خبر تھی کہ اللہ کون ہے اور شریعت کیا شے ہے۔ سبحان اللہ سچ ہے۔

گر تو سنگِ خارا او مرمر شوی چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

ارشاد: پیشوا کی پیروی بڑی ضروری چیز ہے، دیکھو امام مقیم کے پیچھے مسافر مقتدی کی فرض نماز دو رکعت سے چار رکعت ہو جاتی ہے اگر اقتدا ضروری نہ ہوتی تو فرض وقت کیوں بدلتا۔

ارشاد: اگر پیر سے محبت سچی و پکی ہو تو ہزار کوس دور بیٹھے ہوئے بھی فائدہ پہنچے گا، بشرطیکہ وہ پیر کامل ہو، لوٹنے والا رسمی پیر نہ ہو۔

ارشاد: بڑی کرامت اتباع سنت ہے کہ ایک عالم حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں بیعت کی غرض سے حاضر ہوا ارادہ یہ تھا کہ کوئی کرامت دیکھ کر بیعت ہوں گا، تین رات خدمت میں حاضر رہا مگر جب کوئی کرامت نہ دیکھی تو مایوس ہو کر واپس جانے لگا۔ حضرت شیخ علیہ رحمۃ نے فرمایا کہ تو نے اس عرصے میں میرا کوئی کام خلاف سنت بھی دیکھا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا: الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ اتباع سنت اور پابندی شریعت پر استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔

ارشاد: مستعد طالب اگرچہ دور بیٹھا ہو شیخ کی توجہ اس کی طرف بجلی کی طرح جاتی ہے بشرطیکہ طالب کے دل میں شیخ کی محبت ہو۔ فرمایا جب ذکر سیکھا ہے، تو اس پر عمل کرو، کیمیا کا نسخہ صرف سیکھنے سے کیمیا گر نہیں بنتا، ارشاد باری تعالیٰ ہے!

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ (۱)

دوسری جگہ ارشاد ہے!

فاذکرونی اذکرکم۔ (۲)

بندے کے یاد کرنے پر اپنی یاد کو موقف رکھا ہے۔ فرمایا بعض آدمی چند روز اللہ اللہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوا اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہ تو علم ہے، محنت

۱۔ سورۃ العنکبوت، آیت ۶۹، ۲۔ سورۃ البقرہ، آیت ۱۵۲

سے اور مدت تک اسم ذات پر مداومت کرنے سے یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔فنا سے پہلے تو اس علم کی ابجد ہے، الف با تا پڑھنے والے کو کیا علم ہے؟

ارشاد: کبھی توجہ کے وقت فیضان الٰہی لطائف سے ایسا جوش مارتا اور ابلتا ہے گویا سوڈے کی بوتل کا منہ کھل گیا ہے۔

ارشاد: گناہوں سے اس طرح بچا کرو جس طرح سانپ اور بچھو سے بچتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ گناہوں کا ضرر سانپ بچھو کے ضرر سے زیادہ ہے اس سے ابدالآباد تک کی زندگی خراب ہو جاتی ہے اور سانپ سے صرف دنیوی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔مگر افسوس ہے کہ سانپ کے معاملہ میں بچے کی خبر کا بھی اعتبار کر لیا جاتا ہے، اور گناہوں کے بارے میں خدا اور اس کے سچے رسول ﷺ کی خبر کا بھی اعتبار نہیں کیا جاتا۔ (واقعی غفلت اور معصیت میں مبتلا ہونے اور نفس کی اتباع کرنے کی وجہ سے شیطان کا حملہ ہوتا ہے۔ذکر کا فائدہ بھی اسی وقت ہوتا ہے جب یہ تینوں باتیں ترک کر دی جائیں)۔

ایک مرتبہ یہ فقیر (مولانا محمد مسلم رحمہ اللہ) اور مولانا محمد یونس صاحب مسکین پور شریف میں دیگر حضرات کے ساتھ لکڑیوں کا بوجھ جنگل سے لا رہے تھے مگر ہم دونوں کے سر پر ہلکا بوجھ تھا، فرمایا علم تو زیادہ ہے مگر بوجھ کم اٹھایا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا بوجھ اٹھوانا مقصود نہیں بلکہ نفس کی اصلاح مقصود ہے، اتنا بوجھ اٹھایا کرو کہ نفس چیخنے اور فریاد کرنے لگے۔

ارشاد: عصائے پیر بجائے پیر۔مولوی ملا میں بڑائی کا مادہ بہت ہوتا ہے اور یہی چیز اُن کو خراب کر رہی ہے۔

خودی تکبر ترائے گھر مٹھے ملاں سید مصر وڈا وڈا آپ کہاون وڈا گیو نے وِسر

ارشاد: سنت کی پیروی کا یہ اثر ہوتا ہے کہ قدرت ان کی اس سلسلے میں مدد کرتی ہے اور غیر اختیاری کاموں میں بھی ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے علیحدہ نہیں ہونے دیتی، چنانچہ ایک روز سفر میں حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جماعت کے ساتھ روٹی پکائی، سب کی روٹیاں تیار ہو گئیں اور خواجہ صاحبؒ کی کچی رہی، آپ اس پر خوش ہوئے اور فرمایا سبحان اللہ، ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی سفر میں ایسا ہی موقع پیش آیا کہ صحابہؓ کی روٹیاں پک گئیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روٹی کچی رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس فعل میں بھی اپنے

حبیب سردارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نصیب فرمائی۔ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے جسمِ مبارک پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مکھی نہ بیٹھتی تھی، یہ سب اتباع کی برکتیں تھیں۔

ارشاد: اگر اسمِ ذات کی کثرت سے نوافل کے پڑھنے میں فرق آتا ہو تو نفلیں ترک کردینی چاہئیں، فائدہ اسی میں ہے۔

ارشاد: اچھے لوگوں کی نقل کرنے میں بھی فائدہ ہے اور اس پر ایک حکایت سنائی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک کافر عصا ہاتھ میں لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقلیں اُتارتا تھا اور کافروں کو ہنساتا تھا جب وہ مرنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان کی توفیق دی اور جنتی بنادیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کا سبب دریافت کیا، حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے دوست کی شکل بناتا تھا اس لئے ہم نے اس پر مہربانی فرمائی۔

ارشاد: نیک مسلمان کے سانس اور پسینہ سے بدبو نہیں آتی اور کافر خواہ کیسا ہی صاف رہے بدبودار ہوا کرتا ہے اور خاصانِ خدا میں سے خوشبو آیا کرتی ہے۔

ارشاد: اگلے مسلمان غریب بھائی کی عزت کرتے تھے ثواب اور برادر نوازی کی وجہ سے بیاہ شادی کے موقع پر ان کی مدد کرتے تھے۔ مگر آج تو نیوتہ قرض دیا جاتا ہے اور اگر کسی میں واپس کرنے کی ہمت نہ ہو تو اس کو مطعون کرتے ہیں اس سے تو نہ دینا بہتر ہے۔

ارشاد: ڈاڑھی نہ کتروایا کرو، یہ ہندوؤں کا طریقہ ہے اور سنت کے بھی خلاف ہے۔

ارشاد: خدا ایک اور دین بھی ایک، تمہیں بھی آپس میں ایک ہوجانا چاہئے۔

ارشاد: اسم ذات اسمِ اعظم ہے۔

ارشاد: دنیا کے سیاست دانوں سے اللہ تعالیٰ بچائے، ابوجہل کیسا سیانا تھا مگر ہمیشہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو جادوگر کہتا رہا، کوا کیسا سیانا جانور ہے مگر دن بھر گندگی میں چونچ مارتا رہتا ہے، پھر بھی موٹا نہیں ہوتا۔ لیکن کتنا ہی قحط ہو بُلبل کبھی گندگی نہیں کھائے گی، مسلمانو! تمہیں بھی بُلبل کی طرح ناجائز گندگیوں سے بچنا چاہئے، کوے جیسا سیانا بن کر گندگی میں منھ نہ ڈالا کرو۔ فرمایا شیر کا بچہ بھی شیر ہی ہوتا ہے۔

بچہ بط اگر شبینہ بود آبِ دریاش تا بسینہ بود

اور اس پر یہ حکایت سنائی کہ ایک دن حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے

والد ماجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ ابا جان! کیا آپ کے دل میں میری محبت ہے؟ فرمایا ہاں، پھر کہا میرے بھائی کے ساتھ؟ جواب دیا ہاں، عرض کیا میری ماں کے ساتھ؟ فرمایا ہاں، پھر عرض کیا کہ میرے نانا جی کے ساتھ؟ فرمایا ہاں! امام حسنؓ نے عرض کیا کہ آپ کا دل کیا ہوا لنگر خانہ ہوا یا مسافر خانہ، جس میں اتنی محبتوں کی گنجائش ہے، دل تو محبتِ الٰہی کی جگہ ہے اور بس۔

ارشاد: ہندوؤں سے بچا کرو یہ بڑے ڈھنگی ہوتے ہیں، لوٹنے کھسوٹنے کے طریقے ان کو بہت آتے ہیں، ایک کراڑ (ہندو) نے ایک جاٹ سے پوجا کے لئے زمین مانگی اور اس میں درخت لگا دیا پھر پوجا پاٹ کرانے لگا لوگوں کو خوب لوٹا، جب جاٹ اسے بیچنے لگا تو شفعہ کا دعویٰ کر کے ساری زمین حاصل کر لی اور زمیندار بن گیا۔

ارشاد: جب اللہ تعالیٰ مجھے بے طمع اور بغیر سوال کے روزی پہنچاتا ہے تو مجھے ڈھنگ اور فریب کرنے کی کیا ضرورت ہے:

وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ۔ (۱)

یار و خدا کے ہو جاؤ حق تعالیٰ تمہاری ساری ضرورتوں کا کفیل ہو جائے گا، مجھے دیکھو کہ میں لوگوں سے دور جنگل میں بیٹھا ہوا ہوں، کارسازِ مطلق خزانہ غیب سے میری ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے۔

ارشاد: قرآن شریف حدیثِ پاک اور فقہ پڑھا اور پڑھایا کرو اور یہی سنا اور سنایا کرو۔

ارشاد: حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ کبھی کبھی غلبۂ حال کے وقت فرمایا کرتے

نہ کوئی آدم نہ کوئی شیطان بن گئی کوڑ کہانی

ارشاد: حضرت مجدد صاحب قدس سرہ العزیز کے حالات اور رتبے کو کوئی نہیں پہنچا اولیاء اللہ نے بحرِ معرفت میں کچھ ایسا غوطہ لگایا کہ عالم امر اور عالم خلق سب کو وہ طے کر گئے۔

ارشاد: لوگو! مسکین تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تھے، چند دن کے بعد اگر جو کی روٹی مل جاتی تو شکرِ خدا بجا لاتے، تم ان کے مقابلے میں مالدار ہو مگر پھر بھی تم شکریہ ادا نہیں کرتے۔

ارشاد: لڑکی پر پیسہ لینے والا ہمیشہ مفلس ہی رہتا ہے کبھی آسودہ نہیں ہوتا۔

ارشاد: اگر کوئی چاہے کہ میری روزی میں برکت ہو تو طعام کا ادب کرے اور مشکل

۱۔ سورۂ الفاطر، آیت ۴۳

کا حل چاہے تو مسجد کی خدمت کرے۔

ارشـــاد: اگر لوگ شریعت پر چلیں اور ہندوؤں سے لین دین نہ رکھیں تو وہ چند دن میں دولت مند بن جائیں۔

ارشـــاد: ایک مرتبہ میرے پاس کیمیا دریافت کرنے والا آیا، میں نے کہا کہ میری کیمیا تو اسمِ ذات ہے اگر سیکھنا چاہتا ہے تو سیکھ لے۔

ارشاد: جو شخص اللہ کی ذات پر بھروسا رکھتا ہے، حق تعالیٰ اس کی جملہ ضرورتیں پوری کر دیتا ہے۔ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔(۱)

میرے دادا جی اور ایک آدمی دونوں ہم سفر تھے، روٹی ساتھ تھی ایک مسجد میں ٹھہر گئے وہاں ایک مسافر اور بھی تھا۔ جب یہ دونوں روٹی کھانے لگے تو مسافر کو بلایا اس نے کہا کہ میں دودھ شہد سے روٹی کھاؤں گا۔ایک آدمی یہ بات سن رہا تھا اللہ نے اس کے دل میں ڈال دیا اور اس نے فوراً اس کی خواہش کے مطابق روٹی حاضر کر دی:

کارسازِ ما بفکرِ کارِ ما فکرِ ما درکارِ ما آزارِ ما

ارشـــاد: اس زمانہ میں حیا نہیں رہی بے حیائی عام ہو گئی ہے، وہ وقت بھی تھا جب لوگ حیادار ہوتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب غسل فرماتے تھے تو اندر دروازہ بند کر کے کپڑا باندھ کر غسل فرماتے، آج مسلمان باہر ننگے ہو کر نہاتے ہیں اور ستر نہیں چھپاتے۔

ارشـــاد: اے لوگو! موت کو یاد رکھو، حدودِ الٰہیہ میں بے پروائی نہ برتو، وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ گناہوں کی پاداش میں انسان اندھا کر کے اُٹھایا جائے گا اور اس وقت وہ خدا تعالیٰ کی جناب میں عرض کرے گا:

رَبِّ لِمَا حَشَرْتَنِیْ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا۔(۲)

اے اللہ! میں تو دنیا میں آنکھوں والا تھا مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا۔

حق تعالیٰ فرمائے گا:

کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی۔(۳)

ہاں ایسا ہی ہوگا کیونکہ تم نے میرے دین کو بھلا دیا تھا اس لئے تم بھی آج

۱۔سورۃ الطلاق، آیت ۳، ۲۔سورۂ طٰہٰ آیت ۱۲۵، ۳۔سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۲۶،

ہماری رحمت سے بھلا دیئے جاؤ گے۔

ارشاد: ہم بستری کے وقت برہنہ ہونے سے پہلے مرد وعورت دونوں:

اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا۔

پڑھا کریں ورنہ شیطان اس کام میں ان کے ساتھ شریک ہوجاتا ہے۔اسی لئے:

شَارِکْھُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ۔ (۲)

فرمایا گیا ہے۔اور جب اس کام سے فراغت ہوتو کہے:

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّیْطَانِ فِیْ مَارَزَقْتَنِیْ نَصِیْبًا

ارشاد: دنیاداروں اور دولت مندوں کی صحبت سے نقصان ہی پہنچتا ہے۔نفع کی امید عبث ہے۔ایک گیدڑ نے ہاتھی کی بڑی ڈبر دیکھ کراس میں سر دیدیا،مگر سوائے تکلیف کے کچھ نہ دیکھا،ایسا ہی امیروں کے ساتھ لگنے والوں کا حال ہے۔

ولا ترجَ الوُدَّ مِمَّنْ یَّریٰ اِنَّکَ مُحتَاجٌ اِلٰی قَلْبِہٖ (۳)

ارشاد: والدین پر اولاد کے تین حق ہیں۔(۱)اچھانام رکھے،(۲)دین سے واقف کرائے،(۳)نیک جگہ شادی کرے۔

ارشاد: عالم کو حلیم اور متواضع ہونا چاہئے۔

ارشاد: الشیخ یحیی ویمیت ای یحیی القلب و یمیت النفس

ارشاد: جذبے کے روکنے سے بیمار ہوجاتا ہے،اور حال کے روکنے سے تکلیف ہوتی ہے۔

ارشاد: مولوی صاحبان گھر کے بڑے دلدادہ ہوتے ہیں،یادرکھو ہر وقت گھر کا طواف کرنا عمر کو گھٹاتا ہےاس کام میں اعتدال اور میانہ روی اچھی شے ہے۔

ارشاد: صاحبِ دعوت کو چاہئے کہ دیکھ بھال کر کام کرے،طاقت سے زیادہ خرچ نہ کرے اور نہ کسی سے قرض لے۔مہمان کو بھی چاہئے کہ میزبان کو تنگ نہ کرے اور جو کچھ وہ پیش کرے اس کو صبر اور شکر کے ساتھ کھائے حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے۔ایک مرتبہ یہ عاجز (مولانا محمد مسلمؒ) حضرتؒ کے ساتھ سندھ کے سفر میں ہم رکاب تھا۔ایک گاؤں میں پہنچے اردگرد

ا۔سورۂ الاسراء،آیت ۶۴، ۲۔از مولانا محمد مسلمؒ

کے لوگ کافی جمع ہو گئے، حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا اِدھر اُدھر کے جو لوگ ملاقات کے لئے جمع ہوئے ہیں وہ صاحبِ دعوت کے مہمان نہیں، اُن کو اپنا کھانا خود مہیا کرنا چاہئے یا چلا جانا چاہئے، میزبان پر میری وجہ سے بوجھ ڈالنا اچھا نہیں ہے۔ گاؤں والوں نے کہا کہ حضرت پر کوئی احسان نہیں ہے ہم نے ان سب کے کھانے کا انتظام کر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس قسم کا واقعہ پیش آ گیا تھا، جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میزبان پر ظاہر فرما دیا تھا، اس لئے میں نے بھی تم پر ظاہر کر دیا ہے۔ نیز فرمایا کسی غرض کی وجہ سے محبت نہ ہونی چاہئے، نیک نیتی سے قلبی محبت پیدا کرو۔

ارشاد: کھانے میں رفیق کے ساتھ انصاف کرو، اپنے حصے سے زیادہ نہ کھایا کرو، ایک دفعہ ایک شخص سفر میں میرے ساتھ ہو گیا، پیچھے پیچھے چلتا آگے نہ نکلتا۔ میں نے کہا سفر میں آگے چلنے میں کوئی مضائقہ نہیں، کہنے لگا بے ادبی ہے۔ جب قیام گاہ پر آئے تو میزبان نے گھی بوُرا پیش کیا، وہ آدمی جو راستے میں آگے نہ ہوتا تھا کھانے میں ایسا آگے ہوا کہ گھی بوُرا سب کھا گیا اور میرا خیال بھی نہ کیا، مجھے مجبوراً روکھا ہی ٹکڑا چبانا پڑا۔ (اسی طرح) میں ایک شخص کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ گیا اس نے انگلی سے بوٹیاں اپنی طرف اور ہڈیاں میری طرف کر دیں۔ صاحبو! کھانے میں جو بُری عادتیں پیدا ہو گئی ہیں ان کو دُور کرو، کھانا کھاتے ہوئے چپ چپ کرنا بھی برا ہے۔

ارشاد: قرض لے کر شادی رچانا، پیر وغیرہ کی دعوت دھوم دھام سے کرنا اچھا نہیں، اگر دس آدمیوں کا کھانا میسر آئے اور آدمی چالیس ہوں تو طعام سب پر تقسیم کر دیا جائے۔ فقیروں کو بھی چاہئے کہ وہ تھوڑے پر قناعت کریں جو ملے اس پر شکر کریں جو نہ ملے اس پر صبر کیا کریں، پس قرض ہرگز نہ لیں نہ قرض اُٹھانے پر کسی کو مجبور کریں۔

ارشاد: حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر میں ڈیلے (کریر کا پھل) بے نمک پکا کرتے تھے، گھر کے تمام آدمیوں اور خانقاہ کے درویشوں کا اسی پر گزارہ تھا۔ ایک روز لانگری نے پیسے کا اُدھار نمک خرید کر اس میں ڈال دیا۔ حضرت تشریف لائے اور فرمایا کہ آج بھت اور قسم کا ہے، لانگری نے عرض کیا حضرت آج وہی ڈیلوں کا بھت ہے۔ فرمایا کہ نہیں کوئی اور بلا بھی ضرور ہے، اس نے عرض کیا حضرت آج میں نے ایک پیسے کا نمک اُدھار خرید کر اس میں ڈال دیا تھا۔ حضرت نے فرمایا کیا تم بے نمک کھانے سے مر جاتے، ناحق مجھ پر ایک پیسے

قرض چڑھا دیا، میں کس طرح اس کو اُتاروں گا۔

ایک دفعہ حج کے بعد بعض حاجیوں کے بدعمل ہو جانے کا ذکر تھا کہ یہ حج کے قبول نہ ہونے کی نشانی ہے اور یہ شعر پڑھا۔

اے بسا حاجی کہ حج رفتہ بعشق چوں بیاید بازگردد یارِ فسق

ارشاد: عمل سے مسلمان بنتا ہے، جب عمل ہی نہیں تو نام کی مسلمانی سے کیا فائدہ۔ جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا لوگو! یہ جہان فانی ہے اگلے جہان کے لئے کچھ کمالو وقت ضائع نہ کرو مسجدیں آباد کرو، افسوس آج تو قرآن پاک کو دو موقعوں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک قسم کے وقت اور دوسرے حیلہ اسقاط کے لئے اور بس۔ بیاہ شادی شریعت کے مطابق کیا کرو، نٹ، کنجر، مراسی وغیرہ نہ بلایا کرو، بیٹی پر حق مہر شرعی کے علاوہ کوئی اور رقم لینی دینی جائز نہیں۔ پٹھان کے گھر اگر لڑکی پیدا ہو جائے تو تین سو روپیہ قیمت ہو جاتی ہے اور دوسری طرف یہ حال ہے کہ نسوار لینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز کہتے ہیں اور حقہ پینے والے کو کافر بتاتے ہیں، اللہ تعالیٰ دین میں اس افراط اور تفریط سے بچائے۔ فرمایا کہ جلدی سے کسی کو کافر نہ کہا جائے جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کے قول و فعل کی توجیہ نکالا کرو۔ کفر بواح یعنی کھلم کھلا ثابت ہونے پر شریعت کا حکم سنایا کرو، جھگڑے فساد میں نہ پڑا کرو۔

ارشاد: میں نے جہاں تک غور کیا ہے دیوبند والے حق پر ہیں، حاسدوں نے جھوٹے الزام لگا کر ان کو بدنام کر رکھا ہے۔

ارشاد: (سالانہ اجتماع کے موقع پر خلفاء کو اکٹھا کر کے فرمایا) میں تمہیں دو باتوں سے آگاہ کر دوں ایک یہ کہ ولایت اور نیابت نسبتی یا خاندانی چیز نہیں ہے۔ میری اولاد اگر لائق نہ ہو تو اُن کو مقامِ ارشاد پر نہ بٹھایا جائے بلکہ کسی اور کو منتخب کیا جائے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ بچوں کو عالم با عمل صاحبِ ولایت کرے تو پھر تمہیں ان سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے۔ دوسرے یہ کہ میں نہ دیوبندیوں کا شاگرد ہوں اور نہ مرید، مگر تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میرے وہی عقیدے ہیں جو دیوبندیوں کے ہیں، اہلِ دیوبند حق پر ہیں اور تم مجھے اس معاملے میں دیوبندی سمجھو۔

ارشاد: ہر کام میں توسط اور میانہ روی اچھی چیز ہے، خیر الا مورا اوسطھا،

ارشاد: ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ دین کے مسئلہ دنیادار اور جاہل سے پوچھیں گے، وہ اپنی کم علمی اور ناقص فہم سے غلط فتوے دے گا اور لوگ اس پر عمل کریں گے۔ شکر ہے کہ ابھی

دنیا میں اہلِ علم پائے جاتے ہیں۔

ارشاد: فیضِ باطنی کا ایسا اثر ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ سردارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کان میں آہستہ سے اللہ اللہ اللہ تین مرتبہ کہا، جس کے اثر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سینہ بھر گیا اور جب ضبط کی تاب نہ لا سکے تو کنوئیں پر جا کر اللہ اللہ کا نعرہ مارا تب کہیں جوش ٹھنڈا ہوا مگر کنوئیں کا پانی اس کے اثر سے اُبلنے اور باہر نکلنے لگا۔

ارشاد: نماز ہر روز بلا ناغہ اچھی طرح ادا کیا کرو، احکامِ شرعیہ پر مستحکم ہو جاؤ، کتابوں میں جو کچھ مسائل لکھے ہوئے ہیں وہ فضول اور نکمے نہیں اور نہ ان کے لکھنے والوں کو مالیخولیا تھا میں بھی اُن پر عمل کروں اور تم بھی مضبوطی کے ساتھ اُن پر عمل کیا کرو۔

ارشاد: جملہ زبانی وظائف بند ہو جائیں گے مگر جب دل زندہ ہو گیا تو پھر زندہ ہی رہے گا، واقعی ذکر بڑی عمدہ چیز ہے جو لذت پاتا ہے وہی اس کی قدر جانتا ہے۔

ارشاد: الحمدللہ اس عاجز کی جماعت سیرت وعادت میں دوسروں سے ممتاز ہے۔ یہ سب اخلاص اور خاکساری کی برکت ہے۔

ارشاد: ہماری جماعت پر ذکر قلبی کی وجہ سے پاک ارواح کا بروز ہوتا ہے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، پاک روحیں اپنی غذا پر آتی ہیں ان کی غذا اللہ کا ذکر ہے جب گڑ پر مکھیاں اور گھی پر چیونٹیاں جمع ہو جاتی ہیں تو روحوں کا اپنی غذا پر آنا کیا بعید ہے۔

ارشاد: فرقہ بندیاں چھوڑ دو، مسلمانو! ایک ہو جاؤ، تمہارا اس آیتِ شریفہ:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (۱) پر عمل کیوں نہیں ہے۔

ارشاد: ظاہری علم کی زینت باطنی علم کے سیکھنے سے ہوتی ہے۔ اہلِ باطن معمولی علم والے ہوں تب بھی ایسی حکمت کی باتیں کرتے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ، اولیاء اللہ کی درخواست کو رد نہیں کرتا۔ خواجہ بزرگ حضرت شاہِ نقشبندؒ فرماتے ہیں:

سی سال است کہ آنچہ بہاؤ الدین می گوید خدا آں می کند

ارشاد: جو شخص اہلِ جذبہ کی دل سے مخالفت کرتا ہے نقصان اٹھاتا ہے۔

۱۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۰۳،

ارشاد: جس طرح انڈے مرغی کے نیچے چوزے بن جاتے ہیں اور اس کے پروں سے علیحدہ رہنے والے گندے ہو کر پھینکے جاتے ہیں اسی طرح جو مرید پیر سے تعلق رکھے گا وہ فائدے میں رہے گا اور علیحدہ رہنے والا ہمیشہ خراب اور خستہ ہی رہے گا۔

ارشاد: وہ علم جو حق کی طرف رہبری نہ کرے وہ سراسر جہالت ہے۔

علمے کہ رہ بحق نہ نماید جہالت است

ارشاد: میں تو ذکر ہر ایک کو بتا دیتا ہوں، ہندوؤں کو بتانے سے بھی دریغ نہیں کرتا تاکہ ان کو اسلام کی قدر معلوم ہو، دراصل ہادی تو اللہ ہی ہے اور بس۔

ارشاد: دنیا میں اسی ابدال ہیں، چالیس ملکِ شام میں ہیں اور چالیس دیگر ممالک میں، اسی لئے ملک شام کو برکت والا کہا جاتا ہے۔

لَوْلَا الصَّالِحُوْنَ لَهَلَکَ الطَّالِحُوْنَ، بهم یرزقون و بهم یمطرون

واقعی انہی لوگوں کی برکت سے دنیا قائم ہے۔

ارشاد: بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جائے ضرورت میں بیٹھنے سے پہلے یہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

اور اسی طرح بچوں کو شام کے وقت باہر نکلنے سے منع فرمایا کہ وہ جنات کی ایذا رسانی سے محفوظ رہیں مگر لوگ نبی پاک ﷺ کی باتوں کی تعلیم پر یقین نہیں رکھتے اور بے عقل ڈاکٹروں کا اعتبار کرتے ہیں، باوجود یہ کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کے سو حصے کئے، ننانوے حصے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو دیئے اور باقی ایک حصہ تمام جہان پر تقسیم کیا۔

ارشاد: ایک دن فرمایا کہ امام مہدی مکہ شریف میں ظاہر ہوں گے، ہاتھ لمبے اور جوان ہوں گے، امام صاحب کا طریقہ نقشبندیہ ہوگا، والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔

ارشاد: مرزا قادیانی جھوٹا تھا، اللہ تعالیٰ جھوٹے دعووں سے بچائے۔

ارشاد: مسلمانو! تم ہاتھ پاؤں آنکھ کان ناک جملہ اعضا سے کام لیتے ہو مگر افسوس دل کو بے کار چھوڑ رکھا ہے، اور اس کو اللہ کی یاد سے زندہ اور ہوشیار نہیں کرتے۔

ارشاد: آج برا زمانہ آ گیا ہے، جس کے ساتھ بھلائی کرو وہی برائی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ کسی برہمن نے شیر کو پنجرے سے باہر نکالا، شیر نے اسی پر حملہ کرنا چاہا۔ برہمن نے کہا درخت سے انصاف کرانا چاہئے۔ درخت نے کہا کہ زمانہ تو ایسا ہی ہے لوگ میرے سائے میں بیٹھتے ہیں اور میری ٹہنی پتے وغیرہ بھی توڑ دیتے ہیں، پھر راستے سے فیصلہ طلب کیا اس نے بھی ایسا ہی جواب دیا اور کہا کہ لوگ میری پشت پر چلتے بھی ہیں اور ضرورت کے وقت پیشاب بھی کر دیتے ہیں۔ اتفاق سے ایک لومڑی نظر آ گئی اس سے انصاف چاہا۔ لومڑی نے کہا کہ میں جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں کہ اتنا بڑا شیر پنجرے میں کس طرح بند تھا فیصلہ نہیں کر سکتی۔ شیر پنجرے میں گھس گیا اور برہمن نے دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا۔ لومڑی نے کہا دیکھتا کیا ہے بھاگ جا، یہ زمانہ بھلائی کا نہیں ہے۔

ارشاد: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں راگ گانا رائج نہ تھا اور جن لڑکیوں کا گانا ثابت ہے وہ غیر مکلف اور نابالغہ تھیں، البتہ اللہ اور اس کے رسول کی تعریف میں اس قسم کے اشعار پڑھے جاتے تھے

اَنْتَ شَمْسٌ اَنْتَ قَمَرٌ اَنْتَ نُوْرٌ فَوقَ نُورُ

اَنْتَ لَا شَکَّ مُحَمَّدُ اَنْتَ مِفْتَاحُ الصُّدُوْر

ارشاد: گانے بجانے سے شہوت کا غلبہ اور نفس پرستی کا خیال غالب آتا ہے جو شرعاً گناہ ہے۔ فرمایا شطرنج کھیلنا اور دیکھنا دونوں گناہ ہیں۔

ارشاد: ایک عورت کو دوسری عورت کے سامنے بے پردہ ہونا گناہ ہے۔

ارشاد: علمِ شریعت متن اور علمِ باطن اس کی شرح ہے، یعنی شریعت کی صحیح معرفت بغیر تزکیہ نفس کے حاصل نہیں ہوتی۔

ارشاد: اگر قرآن سمجھنا چاہتے ہو تو تقویٰ حاصل کرو۔ تقویٰ، محرمات، مشتبہات اور فضول مباحات کے ترک کرنے کا نام ہے۔

ارشاد: بازار کی چیز خصوصاً تر چیز کھانے سے دل پر کدورت اور سیاہی آ جاتی ہے، برے خیالات کا ہجوم ہونے لگتا ہے، پریشان خواب نظر آتے ہیں اور عبادت کی لذت جاتی رہتی ہے۔

ایک مرتبہ اس شعر کی شرح کرتے ہوئے فرمایا۔

من نمی گویم انا الحق یارے گوید بگو
چوں نمی گویم مرا دلدار ے گوید بگو

ارشاد: جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر درخت سے یہ آواز سنی:

اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا (۱)

تو اگر انسان جو مراۃ الرحمٰن ہے اس سے اَنَا الْحَقُ یَا سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَاْنِیْ۔ غلبۂ حال کے وقت ظاہر ہو تو کیا عجب ہے، دراصل وہ خدا ہی کا کلام ہوتا ہے جو انسان کی زبان سے نکل رہا ہے۔ جس شخص پر جن کا اثر ہوتا ہے بظاہر تو آدمی بولتا نظر آتا ہے لیکن درحقیقت وہ جن کا کلام ہوتا ہے۔ یارو! اللہ کے علم تک رسائی بہت مشکل ہے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔ (۲)

ارشاد: جتنا ملے اس پر جنابِ الٰہی میں شکر کرنا اور نہ ملنے پر صبر کرنا اور زیادتی کے لئے حرص وطمع کو چھوڑنے کا نام قناعت ہے۔ ترکِ سعی اور مفلسی وغربت اختیار کرنا قناعت نہیں ہے۔

ارشاد: شفقۃ علی الخلق اور استغناء عن الخلق، فقراء کے لئے دو قیمتی جوہر ہیں۔ شفقۃ علی الخلق یعنی مخلوق کے ساتھ خیر خواہی کرنا اُن کے ساتھ شفقت ہے۔ سالک کو چاہئے کہ ہمیشہ مخلوق کو فائدہ پہنچائے اور اپنے ہاتھ یا زبان سے کسی کو تکلیف نہ دے۔ اور غناعن الخلق یہ ہے کہ کسی کی طرف سے نفع کی امید اور ضرر کا خطرہ دل میں نہ لائے اور نہ اس غرض سے خوشامدانہ باتیں کرے۔ (حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ عالمگیرؒ کو جو خطوط لکھے ہیں اُن میں القاب وآداب کا ذکر تک نہیں فرمایا۔ از مولانا محمد مسلمؒ) جب محمود غزنویؒ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عقیدت مندانہ بغرض آزمائش حاضر ہوا تو حضرت استقبال کے لئے کھڑے نہ ہوئے اور جب وہ حضرتؒ کے واقعات اور حالات سے متاثر ہو کر واپس ہونے لگا تو اس کو تعظیماً کھڑے ہو کر رخصت فرمایا۔ اس نے کہا کہ آپ میرے آنے پر کھڑے نہ ہوئے اور واپسی کے وقت کھڑے ہو گئے اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا جب تو آیا تھا تو بادشاہی کے خیالات

۱۔ سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۴، ۲۔ سورۂ الکہف، آیت ۱۰۹،

لے کر آیا تھا اس لئے میں نے تیرا استقبال نہ کیا اور اب تو درویشوں کی خصلت لے کر جا رہا ہے اس لئے میں نے تیری عزت کی۔

ارشاد: جو حلال مال بلا طمع اور بغیر سوال کے مل جائے اس کے قبول کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں، وہ روزی ہے جو خدا نے اس کے لئے بھیجی ہے۔

ارشاد: ایک روز مہمانوں کی کثرت تھی گھر میں لسی کھجور سالن وغیرہ کی قسم سے کوئی چیز نہ تھی نہایت فکر مند اور متردد تھا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک رفیق مہمان سر پر کچھ اٹھائے چلا آ رہا ہے پاس آیا اور سامنے رکھ دیا۔ خدا کی اس کارسازی کو دیکھ کر میں حیران رہ گیا، شکریہ ادا کیا اور دیر تک روتا رہا۔

ارشاد: میں اس جگہ بیٹھا ہوا ہوں جہاں آدمی کا گزر مشکل ہے بھلا روزی پیدا کرنے کا ذکر ہی کیا ہے، مگر جب میں نے دین الٰہی کی خدمت کے لئے کمر ہمت باندھی، میرے مولیٰ نے اس جنگل و بیابان کی طرف لوگوں کے قلوب متوجہ کر دیئے اور وہ دور دراز جگہ سے چل کر بلا کسی اشارے اور بغیر طلب کے میری خدمت کرتے ہیں سچ ہے:

لینصرن اللہ من ینصرہ ؕ

کارسازِ ما بفکرِ کارِ ما فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

ارشاد: حدیث: اَھْلُ الْجَنَّۃِ بُلْہٌ کے یہ معنی ہیں کہ جنتی لوگ کثرتِ ذکر اور دینی شغف رکھنے کی وجہ سے اہلِ دنیا کی نظر میں بے وقوف سمجھے جاتے ہیں اور حقیقت میں وہ بڑے سمجھدار اور ہوشیار ہوتے ہیں، فاتر العقل نہیں ہوتے۔

ارشاد: فقیری، شعبدے دکھانے کا نام نہیں ہے۔ مسلمانوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت پر لگانا اور شریعت کا پابند بنا دینا کمال ہے، انبیاء علیہم السلام یہی تو کیا کرتے تھے۔

ارشاد: دیوانے کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ وہ کفریہ کلمات بکنے سے کافر ہوتا ہے۔ تو غلبۂ حال اور جذبہ کے وقت اہلِ جذبہ کی شطحیات پر کیونکر پکڑ ہو سکتی ہے۔ **السکاری معذورون**

ارشاد: حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک وقت اللہ کا نام لینے والے کو مٹھائی دیتے، پھر ایسا وقت آیا کہ اس کو مارتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ابتدا میں عاشق کو معشوق کا نام پیارا لگتا

ہے، اس لئے اس کا نام لینے والا بھی اچھا لگتا ہے اور جب عاشق پختہ ہو جاتا ہے تو غیرت آ جاتی ہے اور دوسرے کی شرکت اچھی نہیں لگتی۔ جس پر حقیقتِ محمدی ﷺ کا غلبہ ہوتا ہے وہ غالب رہتا ہے اور جس پر حقائق الحقائق کا پرتو پڑتا ہے محبت اس پر غالب آ جاتی ہے۔

ارشاد: دنیا میں رہ کر پھر اس سے بے تعلق رہنا کمال ہے۔ مرغابی دریا میں تیرنے اور غوطے مارنے کے باوجود جب اُڑتی ہے تو اسکے پر خشک ہوتے ہیں۔

بگیر رسمِ تعلق دِلا ز مرُغابی
زروئے آب چو برخاست خشک پَر برخاست

ارشاد: دن رات خواب وخورش اور دنیوی ساز وسامان میں لگے رہنا طفولیت ہے۔ مردانِ خدا کی طرح یادِ خدا میں وقت صرف کرنا چاہئے اور یہ شعر پڑھا۔

چہل سال عمرِ عزیزت گزشت
مزاجِ تو از حالِ طفلی نہ گشت(۱)

ارشاد: ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت سید لعل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت گہرا تعلق تھا۔ حضرت قبلہ عالمؒ کو سید صاحبؒ کی اچانک وفات پر سخت صدمہ ہوا، حضرت چاہتے تھے کہ یہ نعمت ان کے خاندان سے نہ جائے مگر سید صاحب کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی صرف دو لڑکیاں اور ایک بھتیجا تھا۔ حضرتؒ نے اس بھتیجے کو بلوایا جب وہ حاضر ہوا تو حضرت خواجہ صاحبؒ حضرت حاجی دوست محمد قندہاری قدس سرہ کے مزار شریف پر اس کو لے گئے اور جنابِ الٰہی میں دست بدعا ہوئے کہ الٰہی تیرے مقبول اور مقرب بندے کے مزار شریف پر یہ عاجز سید صاحب کے بھتیجے کو لے کر اس لئے حاضر ہوا ہے کہ اس پاک صاحب قبر اور تمام مقدس بزرگوں کے طفیل سے اس پر جملہ مقاماتِ سلوک اسی وقت کھول دے اور اس کو مقامِ قرب تک پہنچا دے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی دعا کو قبول فرمایا اور اس پر تمام مقامات دفعتاً مکشوف فرما دیئے۔ سبحان اللہ۔

آناں کہ خاک رابنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند(۲)

۱۔حیاتِ فضلیہ، ۲۔حیاتِ فضلیہ ص ۱۰۱

وعظ ونصائح

بیان فضیلت ذکرِ الٰہی وجذبہ:

قال اللّٰہ تعالیٰ، وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ (۱)

اور نصیحت کرتا رہ کیونکہ نصیحت کرنا ایمان والوں کو نفع دیتا ہے۔

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ (۲)

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برے کاموں سے منع کرتی رہے۔

عن ابی سعید الخدری عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ وَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔ (۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص کسی خلافِ شرع امر کو دیکھے اور جانے تو اس کو چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے اس کو ہٹا دے اور اگر ہاتھ سے ہٹانے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روک دے اور اگر زبان سے بھی روکنے کی طاقت نہ ہو تو دل میں اس کو بُرا جانے اور یہ ضعیف ترین ایمان کی بات ہے۔

اور اہل حق و صاحبِ عزیمت بزرگ وعلما وصلحائے کرام پہلے درجے کے ایمان والے ہوتے ہیں ان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ۔ (۴)

۱۔سورہ الذاریات ۳۹،　۲۔سورۂ آل عمران، آیت ۱۰۴،　۳۔المشکوٰۃ باب الامر بالمعروف،　۴۔سورۂ المائدہ آیت ۵۴،

اور وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

اور انہی کی شان میں حدیث شریف میں وارد ہے:

اَفۡضَلُ الۡجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنۡدَ سُلۡطَانٍ جَائِرٍ۔

ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق بیان کرنا بہترین وافضل جہاد ہے۔

ہمارے حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز ان آیات واحادیث کی تعمیل میں تن من دھن کے ساتھ ہر طرح سے روز وشب مشغول رہتے تھے، اور

اَلدِّیۡنُ اَلنَّصِیۡحَةُ۔

دین نصیحت ہی ہے۔

پر عمل کرتے ہوئے دن رات لوگوں کو وعظ ونصیحت وعمل کے ذریعہ دین اسلام کے ہر قسم کے چھوٹے بڑے احکام کی تبلیغ کرتے رہتے تھے اور اس میں اپنے نفس یا کسی بڑے سے بڑے آدمی کی ملامت وغیرہ کی پرواہ نہیں کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی بلاواسطہ اور آپ کے خلفا کے واسطے سے بے لوث تبلیغ کے اثرات تمام دیارِ پاک وہند وعرب وعجم میں نمایاں طور پر ظاہر ہوئے، اور بے شمار مخلوقِ خدا فیضیاب ہوکر دین اسلام اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عامل ہوگئی، اس بیان میں آپ کے کچھ وعظ ونصائح مختصر طور پر درج کئے جاتے ہیں۔(۱)

ایک دفعہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ بیٹ واہی تشریف لے گئے، وہاں مسلمانوں کا عام اجتماع ہوگیا اس وقت حضرتؒ نے لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے یوں گوہر افشانی فرمائی:

مسلمانو! ذکرِ الٰہی بڑی نعمت ہے، یہ چیز قبر میں بھی ساتھ دیگی اور قیامت کے دن بھی

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

حکایت: اور اس پر یہ حکایت سنائی کہ ایک سیدزادی اور ایک مُلّانی دونوں میں محبت تھی اور دونوں ہی اہلِ ذکر تھیں، آپس میں یہ معاہدہ ہوا کہ جو پہلے مرجائے دوسری دفن کے وقت اس کی قبر میں اُترے۔ قضائے الٰہی سے سیدزادی پہلے مرگئی، ملانی حسب وعدہ دفن کے

۱۔ مرتب

وقت پہنچی اور اس کا حال دیکھا کہ سیدزادی کا قلب بڑے زور سے اللہ اللہ کر رہا تھا۔ کاتب الحروف (مولانا محمد مسلمؒ) نے بھی اسی قسم کا ایک واقعہ حضرتؒ کے روبرو مسکین پور شریف میں بموقعۂ جلسہ سالانہ حضورؒ کے ایک رفیق کی زبانی یوں سنا کہ اس کی ایک تین سالہ لڑکی پر حضورؒ کی توجہ پڑ گئی اور اس کا قلب جاری ہو گیا وہ کچھ عرصے تک اسی حالت میں زندہ رہی پھر قضائے الٰہی سے فوت ہو گئی تمام بدن اس کا ٹھنڈا ہو گیا مگر دل اسی طرح گرم اور متحرک تھا۔ کچھ عرصے تک اس کی قبر سے ایک خاص قسم کی خوشبو آتی رہی۔

ذکر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے یہ حکایت ارشاد فرمائی:

حکایت: حضرت عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں ایک عالم نے یہ عریضہ لکھا کہ آپ ہر وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد رکھتے ہیں اور دیگر وظائف نہیں پڑھتے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت نے جواب میں لکھا کہ میں اپنے آپ کو محتضر (مرنے کے قریب) اور اپنے ہر دم کو دمِ واپسیں سمجھتا ہوں اور قریب المرگ کے لئے کلمۂ شہادت کی تلقین کرنی ضروری ہے۔

بے ذکرِ کثیر عقدہ نے کشاید و ذکر کثیر بزباں نے شاید

پھر یہ اشعار پڑھے۔

مومنا ذکرِ خدا بسیار گو تا بیابی دَر دو عالم آبرو
عام را نبود بجز ذکرِ زباں ذکرِ خاصاں باشد از دل بے گماں
ہر آن کو غافل از وے یک زمان ست درآں دم کافرست اماں نہان ست
ذکر کن ذکر تا ترا جان ست پاکیٔ دل زِ ذکرِ رحمان ست
ہر کہ عاشق شد جمالِ ذاتِ او ہست سید جملہ موجوداتِ او

فقیر اور اہل ذکر کو جذبہ اور مستی ہوا کرتی ہے یہ بناوٹی یا اختیاری شے نہیں ہے، کور باطن اور بے خبر اس کو بناوٹ اور تصنع خیال کرتا ہے، مستی کرنے یا ہنسنے اور رونے کو فضول حرکت سمجھتا ہے، لیکن اہل ذکر جن کے دل پر محبتِ الٰہی کی چوٹ لگی ہوتی ہے وہ اس کی لذت کو نعمتِ عظمیٰ سمجھتے اور اس سے لذت یاب ہوتے ہیں۔ اس حالت میں سالک کو اپنے آپ کی خبر نہیں رہتی۔ غلبۂ حال کی وجہ سے بے خودی میں حرکاتِ ناشائستہ اس سے صادر ہوتی ہیں۔

ہر کجا سلطانِ عشق آمد نماند قوتِ بازو و تقویٰ راہ محل

شیخ سعدیؒ بوستاں میں فرماتے ہیں۔

مکن عیبِ درویش نادان مست غریق است ازاں مے زند پاو دست
کسانیکہ ایزد پرستی کنند بآوازِ دولاب مستی کنند
جہاں پُرسماع ست ومستی و شور ولیکن چہ بینند در آئینہ کور
نہ بم داند آشفتہ ساماں نہ زیر برآوازِ مرغے بنا لد فقیر

یعنی فقیر کو مستی اور جذبہ آنے کے لئے طبلے اور سارنگی کی ضرورت نہیں، وہ رہٹ کی چرچوں (آواز) اور مرغ کی آواز پر روتا اور شور مچاتا ہے، الحمدللہ میری جماعت میں ایسے آدمیوں کی کمی نہیں ہے۔(۱)

بکھرپور کا ایک شخص آپ کا مرید تھا اس نے اپنے ذکر کی کمی کی شکایت کی۔آپ نے زبانِ حق ترجمان سے فرمایا لوگ دنیاوی معاملات میں لاہور تک مقدمے کو نہیں چھوڑتے اور دین کے واسطے تو بکھرپور سے فقیر پور تک نہیں آسکتے۔(۲)

آپ نے فرمایا اب تو وہابی مولوی میرے بہت رفیق ہیں، الحمدللہ بڑے مؤدب اور ذکر سے بھی فیض یاب ہیں اور اس حد تک ادب کرتے ہیں کہ فقیر پور میں لنگر خانے کے صحن میں جوتا اتار کر ننگے پاؤں چلتے پھرتے ہیں۔اور مولوی نذیر احمد احمد پوریؒ ایک دن عین حالتِ جذبہ میں مولوی بشیر احمد احمد پوری سے کہتا تھا ارے بھائی اِدھر آ، آج تک تو وہابیت کا مزہ چکھتے رہے اب کچھ یہ چاشنی بھی چکھیں۔(۳)

فرمایا ایک مرتبہ ہم ملتان گئے۔گل شاہ، حافظ اللہ بچایا اور بخت علی وغیرہ بھی ساتھ تھے، گل شاہ کو جذبہ ہوا تو سب مست ہو گئے اور حافظ اللہ بچایا مستی کی حالت میں جوش سے اللہ اللہ پکارتا ہوا اسٹیشن تک گیا۔راستے میں ہندو اس کو روپے پیسے دیتے وہ ان کو لے کر بکھیرتا چلا گیا، دیر کے بعد ہوش آیا۔

اس قسم کے واقعات کچھ نئے نہیں پہلے لوگوں میں بھی ہوتے رہے ہیں چنانچہ تذکرۃ الاولیا میں ہے کہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ اے ابوالحسن اگر تیری صلاح ہو تو میں تیرے عیب ظاہر کردوں، پھر تجھے کوئی سلام کرنے والا بھی نہ رہے۔حضرت پر

۱۔حیات فضلیہ، ۲۔ایک بیاض، ۳۔ایضاً

اس کلام سے جذبہ طاری ہوگیا کہنے لگے کہ یہ تو تیری مرضی ہے لیکن اگر میں تیرا فضل اور مہربانیاں ننگی (صاف صاف بیان) کردوں تو کوئی تجھے سجدہ کرنے والا بھی نہ رہے۔

ایک فقیر نے سجدے میں دیر لگائی، پوچھا کہ کیوں دیر لگائی؟ کہنے لگا کہ میں اللہ میاں کے قدم چوم رہا تھا، میرا ایک پیر بھائی موسمِ گرما میں زوال کے بعد دھوپ میں نماز پڑھتا اور اس کو پتہ بھی نہ چلتا۔ محبت ایسی ہی چیز ہے۔

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے محبت کو پیدا کیا اور پھر ساری مخلوق کو اسی لئے حدیث قدسی میں آیا:

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجذوبہ عورت کو سر برہنہ دیکھ کر فرمایا ''سر برہنہ میروی'' مجذوبہ نے جواب دیا ''گُل برہنہ مے باشد''۔ حضرت نے فرمایا ''خلق رامے فریبی'' اس نے کہا ''دل رامے فریبم'' مجذوبہ کا یہ عاشقانہ اور مستانہ کلام سُن کر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے بے اختیار لفظ اللہ نکلا۔ وہ مجذوبہ اسمِ ذات کے سنتے ہی جل کر خاک ہوگئی۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو اس واقعے سے سخت رنج ہوا اور اپنے نفس کو ملامت کی کہ کمبخت تو عشقِ الٰہی میں اس عورت جیسا بھی نہ بنا۔ پھر جنابِ الٰہی میں مناجات کی کہ خدایا اس نعمت سے مجھے کیوں محروم رکھا۔ فرمان ہوا کہ شبلی ہم نے تجھے رہبرِ خلق بنایا ہے اگر تو بھی ایسا ہوتا تو مخلوق تجھ سے کس طرح فیضیاب ہوتی۔ یہ عورت جب سے پیدا ہوئی ہے اس نے ایک دفعہ میرے ایک بندے سے اللہ کا نام سُنا تو حسن و جمال دیدیا اور دوسری دفعہ تجھ سے میرا نام سُنا تو جان دیدی۔

ذکر کی برکت سے بزرگوں کی کرامتیں مرنے کے بعد بھی ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

حکایت: ایک شخص نے بیان کیا کہ حاجی پور میں ایک دفعہ بیماری کی وجہ سے بہت سے لوگ مرے۔ ایک گیدڑ پیچھے لگ گیا وہ قبر کھود کر مُردے کھا جاتا۔ ایک روز ایک قبر میں جو منہ ڈالا اس کی گردن مردے کی ٹانگوں میں پھنس گئی اور ایسی پھنسی کہ تڑپ تڑپ کر جان دیدی صبح کو سب نے یہ تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

حکایت: ایک گورکن نے قبر کھودتے ہوئے ایک مردے کی ہنسلی نکال کر پھینک

دی رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اس کی گردن سے ہنسلی کی ہڈی نکال رہا ہے صبح کو اُٹھا تو خون جاری تھا۔

حکایت: حضرت غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ایک بزرگ تشریف لائے، گھر والوں سے پوچھا کیا حال ہے؟ صاحبزادے نے عرض کیا یوں تو حال اچھا ہے مگر لوگوں کا رجوع شاہ گردیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بہت ہے کیونکہ ان کے کنوئیں کا رہٹ خود بخود چلتا ہے اور شاہ صاحب کا ہاتھ قبر سے باہر نکلتا ہے، لوگ اس کو کرامت سمجھ کر ان کی طرف رجوع زیادہ کرتے ہیں۔ بزرگ یہ سن کر وہاں پہنچے اور رہٹ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر تو حکمِ الٰہی سے چل رہا ہے تو چلتا رہ اور اگر کوئی اور چلاتا ہے تو رک جا، یہ کہتے ہی وہ رک گیا اور ہاتھ جو باہر آتا تھا اس پر آفتابے سے تین مرتبہ پانی ڈالا پھر ہاتھ کبھی باہر نہ آیا۔ فرمایا کہ کنواں چلانے والا ہمزاد تھا جو شاہ صاحب نے تابع کر رکھا تھا، مرنے کے وقت شاہ صاحب نے اس کو منع نہیں کیا تھا اس لئے وہ چلاتا رہا، اور ہاتھ کے باہر نکلنے کی وجہ یہ تھی کہ غسل دینے کے وقت ہاتھ کا کچھ حصہ خشک رہ گیا تھا۔ اب اس کو دھو دیا ہے، لہٰذا پھر کبھی نہ نکلے گا۔ بات یہ ہے کہ جس کو کسی استاد کامل یا شیخ کامل کا ہاتھ لگ گیا وہ کوئی چیز بن گیا اور جس کو کوئی کامل نہ ملا وہ ویسے کا ویسا ہی رہا، اور انسانیت حاصل نہ کر سکا۔

حکایت: ایک کشتی دریا میں جا رہی تھی اور ایک لکڑی اس کے برابر پانی پر تیر رہی تھی مگر ہوا کے جھونکوں سے وہ اِدھر اُدھر کے دھکے کھا رہی تھی کشتی کی طرح سیدھی نہیں چلتی تھی۔ کشتی نے کہا دیکھ اے لکڑی میں بوجھ بھی اُٹھائے ہوئے ہوں اور سیدھی بھی تیرتی ہوں اور تو نہ بوجھ اٹھا سکتی ہے اور نہ سیدھی چل سکتی ہے۔ لکڑی نے جواب دیا بہن تو فخر نہ کر یہ تیری لیاقت نہیں ہے، مجھے کاریگر کا ہاتھ نہیں لگا، اور تجھے لگا ہے ورنہ تو بھی میری طرح بھٹکتی پھرتی۔

لیکن اے لوگو! تمہارا تو یہ حال ہے کہ اگر تمہیں کوئی مہم پیش آئے یا کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہو تو تم اپنے جیسے ناواقف مولوی یا پیر سے اس کو حل کراتے ہو، جاہل ہونے کی وجہ سے وہ اس کام کو پہلے سے بھی زیادہ خراب کر دیتے ہیں۔ صاحبو! اگر تم مسئلہ کا حل کسی سمجھدار عالم اور دانا سے پوچھتے تو وہ تم کو حق و باطل میں فرق کر کے دکھا دیتا مگر جیسی کالی دیوی ویسے ہی اُوت پجاری۔

حکایت: ایک اندھا رفع حاجت کے لئے بیٹھنے لگا اتفاقاً دبر میں کانٹا چبھ گیا۔

سوچا کہ اگر کسی بینا سے نکلواتا ہوں تو بے پردگی ہوگی بہتر ہے کہ کسی اندھے سے ہی نکلوایا جائے، یہ سوچ کر ایک اندھے سے کانٹا نکلوانے لگا، اندھے نے ٹٹولتے ہوئے اور اندر کر دیا اور اس بیچارے کو پہلے سے بھی زیادہ تکلیف ہونے لگی۔ یہی حال تم لوگوں کا ہے کہ علماءِ حق اور مشائخِ کامل کے پاس جاتے نہیں ناقص اور نکمے لوگوں سے تعلق رکھتے ہو، جس سے گمراہی اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے مگر ہر شخص اپنی جنس کو تلاش کرتا ہے۔

حکایت: ایک شخص نے ایک گھوڑا اشرفی کے بدلے بیچ ڈالا۔ کسی نے پوچھا تو نے گھوڑا ایسا سستا کیوں بیچ دیا۔ کہا چپ رہو میرا گھوڑا لنگڑا تھا اور پھر اس نے خریدار سے پوچھا کہ تو نے لنگڑا گھوڑا کیوں خریدا اس نے کہا چپ رہو میری اشرفی کھوٹی تھی۔

فقیرو! اس زمانے میں دھوکا اور فریب بہت چل گیا ہے ہر جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دنیا میں طرح طرح کے حیلے اور بہانے کرتے رہتے ہیں۔

حکایت: ایک میاں جی نے ایک جاٹ کا نکاح پڑھایا، مگر جاٹ نے نکاح خوانی نہ دی۔ میاں جی نے کہا اگر نکاح خوانی نہ دے گا تو میں نکاح کچا کردوں گا اور یہ پڑھنے لگا والشمس وضحھا، کچا ہونکا تھا۔ جاٹ نے کہا میاں جی نکاح کچا نہ کرو میں رقم دیتا ہوں۔ جب اس نے نکاح خوانی دیدی تو کہنے لگا والشمس وضحھا، پکا ہونکا تھا۔ یہ آج کل کے مولویوں کا حال ہے اور پیر بھی ان سے کچھ کم نہیں۔

حکایت: ایک پیر جاٹ کے گھر جاتا، وہ جاٹ کوئی کام نہ کرتا اور ہر وقت اس کے پاس بیٹھا رہتا۔ پیر نے پوچھا کہ تو کام کیوں نہیں کرتا، جاٹ نے کہا گھر اور عورت کی حفاظت کے لئے بیٹھا ہوں جب تو جائے گا تو کام کروں گا۔

حکایت: ایک پیر کے پاس ایک عورت کو لے جایا گیا۔ پیر نے کہا کہ اس پر جن ہے یہ کہہ کر جن اتارنے لگا اور سر سے شروع کر کے سینہ، چھاتی اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے پھیرتے شرم گاہ تک ہاتھ پھیرنے لگا لوگوں نے جب یہ دیکھا تو اس کو مار کر بھگا دیا۔

آج کل تو سیدوں کا حال بھی نکما ہوگیا ہے، پیر بن کر لوگوں کو لوٹتے پھرتے ہیں۔ جالندھر میں سیدوں کو دیکھا کہ دن بھر شطرنج کھیلتے اور مسجد کے دروازے پر حقہ پیتے رہتے، نماز نہ پڑھتے، ایک سید کی مریدنی سے آشنائی ہوگئی رات کے وقت دروازے پر آیا، اور بھکاری بن کر آواز

دی، عورت بھیک دینے کے بہانے سے باہر آئی اور پیر کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر فرار ہوگئی۔

حکایت: ایک مراسی نے کسی کی عورت نکال لی، کچھ دنوں تک ساتھ لئے پھرا جب حاملہ ہوگئی تو ایک سید کی حفاظت میں چھوڑ دی، چند دن کے بعد جب لینے گیا تو سید نے دینے سے انکار کر دیا اور اس کو قید کرانے کی دھمکی دی اور بھگا دیا۔ جب اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام چراغ شاہ رکھا۔ جب چراغ شاہ جوان ہوا اور اس کی شادی ہوئی تو اس کے گھر ایک لڑکا ہوا اس کا نام غلام محمد شاہ رکھا غلام محمد شاہ میرا دیکھا ہوا ہے۔ جب سید ایسے ہوں تو حال کیوں خراب نہ ہو۔

حکایت: عیسیٰ خیل میں ایک سید نے کسی سے کہا کہ تو نے میرے نانا جی کا کلمہ پڑھا ہے وہ کہنے لگا کہ توبہ توبہ میں تیرے نانا کا کلمہ کیوں پڑھتا تیرا نانا تو لٹو مراسی تھا۔ اس زمانے میں بناوٹی سید بہت ہیں اور جو صحیح النسب سید ہیں سبحان اللہ ان کے کیا کہنے۔ حضرت سید شیر شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سید ہرگز زانی نہ ہوگا۔ بعض سید تو زیارت کے لائق ہوتے ہیں۔

واقعہ: ایک دن طلبا کے پاس مطالعے کے لئے تیل نہ رہا سوچا کس سے سوال کریں، دفعتاً ذہن میں اس حدیث کا مضمون آ گیا:

اُطْلُبُوا الْحَوَائِجَ عِنْدَ حَسَّانِ الْوُجُوْهِ۔

یہ خیال کر کے قبلۂ عالم حضرت سید لعل شاہ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں گئے۔ آپ نے فوراً دس روپے عنایت کئے اور فرمایا جب ضرورت پڑے لے جایا کرو۔ مگر طلبا نے صرف دو روپے لئے اور باقی واپس کر دیئے۔ فقیرو! آج کل صحبتیں بڑی خراب ہوگئی ہیں، اچھی صحبتوں کی تلاش کیا کرو، نیک آدمی کی صحبت سے نیکی اور بد آدمی کی صحبت سے بدی حاصل ہوتی ہے۔

ایک روز میں کالا باغ سے آ رہا تھا، راستے میں ایک ہندو میرے ساتھ ہو گیا، ایک جگہ وہ ہندو میری اطلاع کے بغیر چنے کے کھیت میں گھس گیا اور چنے اکھاڑنے لگا، جاٹ نے دیکھ لیا تو اس کو بھی گالیاں دیں اور ساتھ ہی مجھے بھی برا بھلا کہنے لگا۔ مجھے یہ اس کے ساتھ ہونے کا پھل ملا۔ صاحبو! شیطان اگرچہ برا رفیق ہے مگر برا ساتھی شیطان سے بھی بدتر ہے کیونکہ شیطان اپنے پلے سے رقم خرچ کر کے گناہ نہیں کراتا مگر برا ساتھی اپنی گرہ سے پیسے دے کر گناہ کراتا ہے رقم دے کر زنا کراتا ہے اور بری جگہوں میں لے جاتا ہے۔

یارِ بد بدتر بود از مارِ بد

سچا دوست وہ ہے جو دین سکھائے اور جنت کے دروازے پر لے جا کر کھڑا کر دے، اصلی خضر وہی ہے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید علیہ الرحمۃ کے پاس خضر علیہ السلام آئے اور کہا کہ اگر کوئی ضرورت ہو تو میں حاضر کر دوں۔ فرمایا کہ جب سے میں نے پیر پکڑا ہے مجھے کسی اور خضر راہ کی ضرورت نہیں رہی۔

ایک بزرگ کے دروازے پر حضرت خضر علیہ السلام گئے اور گیارہ روز کھڑے رہے مگر بزرگ نے دروازہ تک نہ کھولا اور کہا بڑا خضر تو قرآن شریف ہے اور پھر شیخ کامل، اس کے بعد کسی خضر کی رہبری کی کیا ضرورت ہے مگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ جس کو چاہے یہ سعادت بخشے اور جس کو چاہے نیکی کی توفیق دے۔

حکایت: ایک دکان دار کی عادت تھی کہ کسی خریدار کی رقم کھوٹی ہوتی تو واپس نہ کرتا اور سودا پورا دیتا۔ جب مرنے لگا تو کھوٹے روپوں کا صندوق منگایا اور جنابِ الٰہی میں عرض کرنے لگا الٰہی میں بھی تیرے دربار میں کھوٹی پونجی کی طرح ہوں اور میں نے ان کھوٹے روپوں کو اسی لئے لیا تھا کہ تو بھی مجھ کھوٹے کو قبول فرمالے اور رد نہ کرے۔ سبحان اللہ پہلے لوگ خدا سے کتنا ڈرتے تھے، یارو خدا کی ذات بڑی بے نیاز ہے آدمی کو چاہئے کہ نیکی کرے اور ڈرتا رہے حقیقت میں خبر اس وقت لگے گی جب سر پر بنے گی غرض اللہ کے دوستوں کے حالات عجیب ہیں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے بہشت کی حوریں میرے انتظار میں ہیں مگر میں آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ ایک فقیر کو مراقبہ میں معلوم ہوا کہ حور آئی ہے، پوچھا تو کون ہے؟ وہ بولی میں حور ہوں اور تیرے لئے بھیجی گئی ہوں، فرمایا چلی جا دنیا میں تجھ سے میرا کیا کام۔ یہ ایک آزمائش ہے جو خدا کی طرف سے کی گئی ہے۔

حکایت: ایک بزرگ کو اُن کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا قبر میں آپ پر کیا گزری؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب منکر نکیر نے مَنْ رَّبُّکَ کہا تو میں نے ان کو پکڑ لیا اور کہا تم آسمان کی بلندی سے اُترے اور اللہ کو نہ بھولے میں ایک گز نیچے آ کر بھول جاؤں گا۔ ابھی تک تمہاری بدگمانی اولادِ آدم سے بحالہ باقی ہے۔ فرشتوں کو کوئی جواب بن نہ آیا اور

اُن کو پیچھا چھڑانا دشوار ہوگیا۔ فقیری سیکھنے کو تو ہر کوئی سیکھتا ہے مگر یہ رتبے اُنہی کو ملتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ دے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

گھڑے بھرن سہیلیاں رنگ ورنگ گھڑے بھریا اُبد اجایئے جھدا توڑ چڑھے

گنوار اَن پڑھ کو پیر مُلّا نے اور کمین ہر کوئی لوٹتا ہے، جہاں کسی نے دو چار جھوٹی خوشامدیں کیں، نمبردار چودھری پھولے نہ سمائے اور جو کچھ اس نے مانگا اس کو دیدیا۔ تمہاری مثال اس کوے جیسی ہے جس نے لومڑی کی خوشامدانہ باتوں میں آ کر اپنے منہ کا لقمہ لومڑی کے آگے پھینک دیا تھا۔

حکایت: ایک کوا گوشت کی بوٹی لے کر درخت پر جا بیٹھا، لومڑی نے دیکھا تو منہ میں پانی بھر آیا کہنے لگی سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے کیسا خوبصورت جانور بنایا ہے کیسی خوبصورت چونچ ہے، کیا خوشنما پر ہیں، کیسی من موہنی شکل ہے، مگر افسوس کہ گونگا ہے، اگر یہ عیب نہ ہوتا تو کوئی مخلوق بھی خوبصورتی میں اس کا مقابلہ نہ کرسکتی۔ کوے نے سوچا کہ میں گونگا تو نہیں ہوں شاید لومڑی نے کبھی میری آواز نہیں سنی، اپنی بولی سنانے کے لئے اس نے کائیں کائیں شروع کر دی اور بوٹی اس کے منہ سے چھوٹ کر زمین پر آ پڑی۔ لومڑی اُٹھا کر چلتی بنی۔ یارو پیروں اور فقیروں کی بولی پر نہ جایا کرو ایسے موٹے مسٹنڈوں کو جنہوں نے بھیک مانگنا اپنا کسب بنا رکھا ہے دینا منع ہے۔

حکایت: امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سوالی آیا آپ نے اُسے روٹی کا ٹکڑا دیا۔ جب وہ واپس ہونے لگا تو دیکھا کہ اس کے پاس بہت سے روٹیوں کے ٹکڑے جمع ہیں، آپ نے وہ تمام ٹکڑے چھین کر اونٹوں کے آگے ڈلوا دیئے اور فرمایا:

اَلسُّوَالُ حَرَامٌ اِلَّا قُوْتَ یَوْمٍ ۔

لوگوں نے دنیا کو لوٹنے اور جاہلوں پر اعتبار جمانے کے عجیب ڈھنگ نکال رکھے ہیں۔ حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جو شخص زیارت کے لئے جاتا ہے تو بھنگی اور چرسی اپنے اوپر مہر لگا کر اس کو دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شاہ قلندر صاحب کا فرمان ہے کہ اس شخص سے اتنی رقم لے لے۔ میں نے سنا ہے ایک پیر کہتا ہے کہ میں نماز مکہ میں پڑھتا ہوں۔ میں

نے کہا کہ روٹی بھی وہیں کھایا کرے، یہ کیا کہ روٹی یہاں کھائے اور نماز وہاں پڑھے۔

حکایت: حضرت صاحب السیر رحمۃ اللہ علیہ (حضرت سید محکم الدین صاحب جن کا مزار بستی خانقاہ متصل سماسٹہ میں ہے) کی خدمت میں ایک مراسی آیا اور کہنے لگا کہ حضرت میں غریب اور عیال دار ہوں کوئی تسخیر کا عمل بتایئے۔ فرمایا کل سے تمہیں روزانہ چار روپے ملا کریں گے مگر کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ چنانچہ مراسی فارغ البال ہوگیا۔ لیکن اس کی عورت اس کے پیچھے لگ گئی کہ یہ چار روپے تیرے پاس کہاں سے آتے ہیں۔ ایک روز تنگ آ کر بتا بیٹھا بس پھر کیا تھا روزینہ بند ہوگیا دوڑا ہوا حضرت کی خدمت میں آیا اور روزینہ بند ہو جانے کا ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ تو نے کسی کو بتا دیا ہے۔ مراسی نے کہا کہ پھر تو میری عورت کی فقیری آپ کی فقیری پر غالب رہی، اس لئے کہ اس نے آپ کے جاری کئے ہوئے روزینہ کو بند کر دیا۔ شیخ پر یہ سن کر جذبہ کی حالت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ آج سے تجھے پانچ روپے روزانہ ملا کریں گے اور بتا دینے سے بھی بند نہ ہوں گے۔

ان شیعہ سیدوں نے بھی جاہلوں کو بڑا خراب کر رکھا ہے، طرح طرح کی نقلیں اتار کر اور سوانگ بنا کر لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ ایک دفعہ شیعوں نے محرم کے دنوں میں دلدلؑ نکالا اس میں گھوڑا گھوڑی نر مادہ دونوں تھے۔ جب گھوڑا مادہ کے قریب ہوا تو حرکت میں آ گیا اور وہیں غم نکلنے لگا۔ اسی طرح ایک مرتبہ دلدل کی باگ بازو کٹے آدمی کے ہاتھ میں دیدی اور مرثیہ خوانوں نے روؤنی صورت بنا کر اس سے پوچھا کہ جنگ کا کیا حال ہے؟ دُلدل تھامنے والے نے کہا جنگ کا بڑا زور ہے میرا تو ایک بازو بھی کٹ گیا۔ اس پر سننے والے بجائے رونے کے ہنس پڑے۔ مصنوعی باتیں بے فائدہ اور فضول ہی ہوا کرتی ہیں۔ (۱)

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهُ مَالَا یَعْنِیْهِ۔

فضول اور بے فائدہ باتیں ترک کرنا اسلام کی خوبی ہے۔

عورتوں میں مذہب کی ناواقفیت اور جاہلیت عام ہے لیکن آج کل فتویٰ دینے والی عورتیں بھی ہیں، لوگ علماء کے پاس نہیں جاتے اور نہ ان سے دین سیکھتے ہیں، عورتیں جن رسومات اور بدعات کی طرف رغبت دلاتی ہیں اس پر فوراً عمل کیا جاتا ہے نام کا مسلمان ہونے

۱۔ از مولانا محمد مسلمؒ

سے کیا فائدہ، حاجی کے گھر پیدا ہونے والے بچے کو بھی لوگ حاجی کہہ دیتے ہیں مگر ایسا کہہ دینے سے وہ حاجی نہیں بن جاتا۔

عورت کے لئے پردے کی تلقین:

آج کل عورتیں علی الاعلان باہر پھرتی ہیں، جب ان کو مسجد میں نماز کے لئے آنے کی اجازت نہیں اور ان کو خاوند اور بھائی وغیرہ محرم کے بغیر حج کرنا جائز نہیں تو شادی بیاہ میں جانے کے لئے یا کسی اور وجہ سے باہر آنا کیوں کر جائز ہوسکتا ہے۔ عورت مردہ کی لاش کی طرح ہے کہ جب تک قبر میں ہے معلوم نہ ہوگی اور جب قبر سے باہر ہوگی تو دور تک کی ہوا کو خراب کر دے گی۔ اسی طرح عورت کا پردے میں رہنا اچھا ہے۔ باہر نکلنے سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، ضرورت کے وقت باہر جانا ہو تو پرانے کپڑے پہن کر نکلے اور بوڑھی عورتوں کی طرح چلے زیورات کی چھبن نہ دکھائے اور نہ اُن کی جھنکار سنائے، رنگین خوشنما کپڑے پہن کر باہر نہ نکلے کہ لوگوں کا برا خیال ان کی طرف ہوتا ہے۔

شادی وختنہ کی بری رسومات سے روکنا:

لوگو! بیاہ وختنہ کی بری رسمیں چھوڑ دو۔ شریعت کے مطابق کام کیا کرو۔ نیوندرہ (نیوتہ) کا لین دین بطور قرض برا ہے۔ اگر شادی کے موقع پر برادری شادی کرنے والے کی برادرانہ امداد کرے تو جائز ہے، واپس لینے کی نیت سے نہ دینا چاہئے جو کام ہو خدا کے واسطے ہو، نام آوری کے لئے نہ ہو۔ چوہڑوں (خاکروبوں) کا رواج اچھا ہے جس چوہڑے (خاکروب) کے گھر شادی ہوتی ہے دوسرے چوہڑے اپنے خرچ سے اس میں شریک ہوتے ہیں اور شادی والے کی آمد و خرچ کو دیکھ کر جو خرچ زیادہ نکلتا ہے اس کو پورا کر دیتے ہیں۔ مسلمانو! اگر تم اس قسم کی ظلمت اور اندھیروں سے نکلنا چاہتے ہو اور دین کی حلاوت اور اس کا مزہ چکھنا چاہتے ہو تو ذکرِ قلبی کرو اور دوامِ ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔ میں (انانیت) بری چیز ہے اس میں کو توڑو۔

تکبر کی مذمت:

حضرت سیرانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ حضرت دوزخ

میں کون کون جائیں گے؟ آپ چپ ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کس نے سوال کیا تھا؟ ایک شخص نے کہا میں نے۔ فرمایا یہی میں دوزخ میں لے جائیگی۔

حکایت: حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت ہونے کے لئے ایک عالم ہندوستان سے آیا جو سید اور حافظ ہونے کے علاوہ نواب بھی تھا۔ آپ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا جب تک تم سے یہ چار برائیاں نہ نکلیں گی میں بیعت نہ کروں گا، جب اُس نے عالم، حافظ، سید اور نواب ہونے کے دعوے چھوڑ دیئے تب بیعت کیا۔

تعلق حجابست و بے حاصلی چو پیوندِ خود بگسلی واصلی

سبحان اللہ! عاشقانِ خدا ملامت سے خوش ہوتے ہیں لوگ طعنے دیتے ہیں اور ان کا کام بنتا ہے۔

حکایت: ایک عالم حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا۔ عرصہ دراز تک خدمت میں رہا، مگر اس کا کوئی کام نہ بنا۔ ایک دن اس نے اپنے بارے میں شیخ سے عرض کیا، شیخ نے فرمایا کہ مولوی صاحب! بازار میں ڈاڑھی منڈا کر ہمارے پاس آؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ لوگوں نے لعنت ملامت کی، اس سے اس کا نفس شرمندہ ہوا اور مولویت کی میں نکل گئی، پھر کیا تھا اس کا کام بن گیا۔

حکایت: حضرت سید حسن رسول نما رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دیا کرتے تھے۔ ایک روز ان کی بیوی صاحبہ نے عرض کیا کہ مجھے بھی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف کرادو۔ فرمایا عمدہ لباس اور زیور پہن کر تیار ہو جاؤ۔ جب وہ نہا دھو کر عمدہ جوڑا بدل کر بیٹھ گئیں تو حضرت شاہ صاحب نے اپنے سالے سے کہا کہ دیکھو اب ہم بوڑھے ہو گئے ہیں مگر تمہاری بہن اب بھی زیب و زینت کی دلدادہ ہے۔ ذرا گھر جا کر اسے سمجھاؤ۔ بھائی صاحب گئے اور بہن کو دیکھ کر بہت ناراض ہوئے برا بھلا کہا۔ بی بی صاحبہ کو اس حرکت سے بڑا رنج ہوا اور روتی روتی سو گئیں۔ خواب میں کیا دیکھتی ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، دل کی شکستگی اور گریہ و زاری نے کام بنا دیا۔ واقعی رعونت اور خود پسندی بری شے ہے۔

چوں خودی رفت شد خدا موجود

صدقہ وخیرات کی فضیلت:

صاحبو! بیواؤں، یتیموں، طالب علموں، بھوکوں محتاجوں اور مسافروں کو خیرات دینی چاہئے، یہ لوگ منکسر القلوب ہوتے ہیں، ان پر مہربانی کرنے سے خدا راضی ہوتا ہے، نام ونمود کے لئے دینا اچھا نہیں، دائیں ہاتھ سے اس طرح دو کہ بائیں ہاتھ کو خبر تک نہ ہو۔ یعنی کسی پر ظاہر نہ ہونے دو۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بڑے سخی تھے۔ ان کی سخاوت کی شہرت اس قدر عام تھی کہ سوالیوں نے آپ کو مسجد میں نماز پڑھنا مشکل کر دیا تھا۔

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا۔ (۱)

ہرچہ داری صرف کن در راہِ او (۲)

رضا جوئی حق:

ایک روز پند ونصائح کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے یوں فرمایا: مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضامندی کو ہر شے پر مقدم رکھو اور سچی توبہ کرو، افسوس لوگ زبان سے توبہ توبہ پکارتے ہیں لیکن دل سے توبہ نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ بری عادتیں بدستور باقی رہتی ہیں، اگر خدا کو راضی کرنے کا خیال ہوتا تو کبھی گناہ کا کام نہ کرتے۔ آج کل تو برادری گناہ کرنے پر مجبور کرتی ہے، اگر کوئی بیاہ شادی پر باجا نہ بجائے یا کنجری (طوائف) نہ نچائے تو برادری روٹھ جاتی ہے کہ اگر تو ایسا نہ کرے گا تو ہم شادی میں شریک نہیں ہوں گے۔ یہ کوئی نہیں کہتا کہ اگر تو نماز نہ پڑھے گا تو ہم تیرا ساتھ نہیں دیں گے، جو برادری اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرائے اس برادری کو چھوڑ دو اور بے دینوں کے کہنے پر نہ چلو، ہمت سے کام لو استقامت اختیار کرو، ملامت اور طعنے سے نہ ڈرو، اللہ تعالیٰ آپ کو فتح دے گا اور ایک دن یہی برادری آپ کے قدموں میں آ کر گرے گی۔ اسلام شروع میں کیسا غریب تھا آخر حق کی فتح ہوئی اور باطل ہار گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اکیلے تھے اور ان کے مقابلے میں روئے زمین پر کفر ہی کفر تھا مگر اللہ

۱۔ سورۂ آل عمران، آیت ۹۲، ۲۔ از مولانا محمد مسلم

کے پیارے نبی کو فتح نصیب ہوئی، نمرود اور اس کے ساتھی رسوا اور ذلیل ہوئے۔ ایک وقت تھا کہ لوگ میرے مویشی نہیں چرایا کرتے تھے وہی لوگ آج بے دام غلام بنے ہوئے ہیں. اور اہل ذکر وجذبہ والے ہیں، استقامت بڑی چیز ہے، قولہ تعالیٰ

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِيَاءُ كُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ۔ (۱)

تم بھی حق کے واسطے مضبوط ہو جاؤ کسی چیز کی طمع اور کسی کا خوف دل میں نہ لاؤ، پھر فتح ہی فتح ہے۔ جو چودھری یا سردار دین کے راستے پر نہ چلائے اس سے قطع تعلق کرلو، اللہ کی رضا جوئی سب چیزوں پر مقدم ہے، فضول خرچیاں نہ کیا کرو اور نہ عورتوں کو مسجد میں آنے دیا کرو۔ اس سے فتنہ وفساد کا دروازہ کھلتا ہے، جلسوں میں بھی عورتوں کا آنا اچھا نہیں، عورتیں فساد کا مبدأ ہیں اُن کو غیر مردوں سے دُور رکھنا ہی اچھا ہے۔ لڑکیوں کے رشتوں پر پیسہ لینا بہت برا ہے، خدا اور رسول ﷺ کی ناراضگی کے علاوہ ایسا آدمی روز بروز مفلس ہی ہوتا جاتا ہے۔

مسلمانو! جب کسی کے گھر بچہ پیدا ہو تو اس کو سفید پاک کپڑے میں لپیٹا جائے۔ نیک آدمی سے چھوارہ چبوا کر اس کے تالو پر لگائیں اور ماں بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے اور بسم اللہ شریف پڑھ کر بچے کو دودھ دے، اور سلانے کے وقت یہ لوری دیا کرے۔

حَسْبِىْ رَبِّىْ جَلَّ اللّٰهُ مَافِىْ قَلْبِىْ غَيْرَ اللّٰهُ
نُوْر مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

بچے کو پیشاب کرانے کے وقت اس کا منہ یا پیٹھ قبلہ کی طرف نہ کرے۔ غرض جہاں تک ہو سکے شریعت پر چلنے کی کوشش کیا کرو، مسائل دریافت کرنے کے لئے عالموں کے پاس جایا کرو۔ زمین کے واسطے پٹواری اور مقدمے کے لئے وکیل کے پاس دوڑے جاتے ہو مگر افسوس مسئلہ کی تحقیق کے لئے کسی لائق عالم کے پاس نہیں جاتے، اگر حق کے لئے کوئی تکلیف بھی اٹھانی پڑے اور لوگ اعتراض بھی کریں تو ایسے اعتراضوں کی پرواہ نہ کرنی چاہئے، جب نبی اور فرشتے اعتراض سے نہیں بچے تو ہم کیا چیز ہیں، اس سلسلے میں مندرجہ ذیل حکایت بیان فرمائی:

۱۔ سورۂ حم السجدہ، آیات، ۳۰،

حکایت: ایک آدمی اپنی عورت کو گھوڑی پر سوار کر کے لے جا رہا تھا، کسی نے راستے میں دیکھا تو کہا یہ شخص نہایت بے وقوف ہے کہ خود پیدل چل رہا ہے اور عورت کو سوار کر رکھا ہے اس نے یہ سن کر عورت کو اتار دیا اور خود سوار ہو گیا، آگے چل کر ایک آدمی ملا اور کہنے لگا کہ یہ شخص بڑا بیوقوف ہے کہ آپ سوار ہو گیا اور عورت کو پیدل چلا رہا ہے، اس نے یہ سن کر عورت کو پیچھے بٹھا لیا۔ آگے چلا تو دیکھنے والے نے کہا کہ یہ آدمی بڑا بے رحم اور ظالم ہے کہ ایک گھوڑی پر دونوں سوار ہو گئے، یہ سن کر دونوں اُتر پڑے، آگے ایک آدمی ملا اور کہنے لگا یہ لوگ کتنے بیوقوف ہیں کہ سوار نہیں ہوتے گھوڑی خالی لے جا رہے ہیں۔ بھائیو! دنیا تو کسی طرح بھی جینے نہیں دیتی، آدمی کو چاہئے کہ مولیٰ کی رضامندی کا کام کرے اور اس میں کسی کی مطلق پرواہ نہ کرے، ہر وقت اللہ اللہ کیا کرو، دل اسی سے زندہ ہوتا ہے اور بس۔

چو دل زندہ شود ہرگز نہ میرد
چو زندہ گشت خوابش ہم نہ گیرد

ہم مجلس وعظ اور نعت خوانی اسی لئے کراتے ہیں کہ لوگ خوش الحانی کے شوق میں جمع ہو کر اللہ کا ذکر پوچھتے ہیں، دنیا مذہب سے بڑی دُور جا رہی ہے اس لئے لوگوں کو گھیر گھیر کر لانے کی ضرورت ہے، اب زمانے کے حالات دگرگوں ہو گئے ہیں جہاں بیٹھے ہو وہیں نہ بیٹھے رہو، دین پھیلانے کی کوشش کرو، مگر تمہارا حال تو یہ ہے کہ گیدڑ گرا کھڈ (گڑھے) میں، اس نے کہا یہیں بسیرا ہے، دین کے معاملے میں جو جس حالت میں ہے اسی پر خوش ہے آگے سرکنا نہیں جانتا۔

حکایت: ایک شخص دہلی گیا اور وہاں آم زیادہ کھا لئے، بیٹھے بیٹھے پیٹ میں مروڑ ہوا۔ ہوا جو خارج کرنے لگا تو دست نکل گیا، شرم کے مارے وہاں سے نہ اُٹھا۔ جب دوستوں نے اٹھنے پر اصرار کیا تو کہنے لگا تم جاؤ میں یہاں خوش بیٹھا ہوں۔

یہی حال تمہارا ہے مل کر دین کی ترقی میں کوشش کیا کرو آپس میں صلح وسلوک کے ساتھ رہو، معمولی معمولی باتوں پر جھگڑا فساد نہ کرو، مگر آج کل ایسے مسلمان تو کم ہیں جو دو مسلمانوں میں صلح کرائیں، فساد کی آگ بھڑکانے والے بہت ہیں۔ ہمارے وطن میں کیکر کی پھلی پر اتنا فساد بڑھا کہ ہزاروں جانیں تلف ہو گئیں۔ ایک تیتر کی قیمت پر مقابلہ شروع ہوا بڑھتے بڑھتے ہزار روپے تک نوبت پہنچی پھر مقدمہ شروع ہو گیا، حاکم نے وہ تیتر ذبح کرا دیا اور یوں

جھگڑا ختم ہوا۔ مسلمان فضولیات میں پڑے ہوئے ہیں دعویٰ مسلمانی کا ہےاور کام شیطانوں کا۔

یَـاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْالِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ O كَبُرَ مَقْتًاعِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْ لُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنO (۱)

علماءِ حق اور علماءِ سوء کا بیان:

ایک دفعہ حضور احمد پور شرقیہ تشریف لے گئے اور جماعت کو مخاطب کر کے یوں ارشاد فرمایا: لوگو! آج دنیا میں حق پرست علماء کی کمی ہے، لالچ اور طمع نے سب خراب کر رکھا ہے، قاضی بر رشوت راضی ۔ ایک رئیس نے کسی کو عمداً قتل کر دیا مولویوں سے فتویٰ پوچھا، انھوں نے کہہ دیا کہ وارثوں کو مال دلا دینا کافی ہے، ایک حق گو عالم نے کہا کہ خون کا بدلہ خون ہے۔

حکایت: ایک بادشاہ نے رمضان کی انتیس تاریخ گزرنے کے بعد بلا تحقیق شہر میں منادی کرادی کہ چاند دیکھا گیا ہے کل عید ہوگی ۔ ایک حق پرست عالم نے اس کے خلاف اعلان کر دیا کہ چاند ہرگز نہیں ہوا اس لئے کل کا روزہ رکھنا چاہیئے ۔ وزیر کو یہ بات بُری معلوم ہوئی اور اس عالم کو بادشاہ کے سامنے بُلا بھیجا۔ عالم صاحب سادہ لباس کے ساتھ بادشاہ کے مکان پر پہنچ گئے ، وزیر یہ دیکھ کر خفا ہوا اور کہا کہ کیا بادشاہ کے پاس ایسے ہی لباس کے ساتھ آیا کرتے ہیں؟ عالم نے جواب دیا کہ جب حاکم حقیقی کے روبرو اسی لباس میں چلا جاتا ہوں تو بادشاہ کیا چیز ہے۔ جب بادشاہ کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ تو نے میری تابعداری کیوں نہیں کی اور حالانکہ اولو الامر کی تابعداری کا حکم ہے اس عالم نے فرمایا پہلے اطیعوا اللہ ہے لہذا اس کے فرمان پر چلنا سب سے مقدم چیز ہے۔ صاحبو! آج حق کہنے والا کوئی نہیں ورنہ حق کا بڑا اثر ہے۔

حق تعالیٰ کی رضا کی جوئی:

ایک مرتبہ تھانیدار میرے پاس آیا۔ میں نے ایک تنکا اٹھا کر کہا کہ کیا تو یا تجھ سے بڑا کوئی حاکم یا وائسرائے یا بادشاہ ایسا بنا سکتا ہے یا کوئی ڈاکٹر یا پیر اس پر قدرت رکھتا ہے؟ اس نے کہا نہیں ۔ میں نے کہا کہ جب ہم اس قدر عاجز اور کمزور ہیں تو ہمارا اکڑ کر چلنا یا اپنی بڑائی ظاہر

ا۔ سورۂ الصف، آیت ۲،۳

کرنا نہایت نازیبا حرکت ہے، خدا کی شان بہت بڑی ہے اور وہ سب پر غالب ہے، بادشاہ ہو یا پیغمبر، غوث ہو یا قطب سب اس کے در کے غلام ہیں اور کسی کو اس کے سامنے بجز عجز و نیاز گ کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

مَاعَبَدْ نَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ وَمَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ!

بیان کر کے اپنی عاجزی اور انکساری کا اقرار فرمار ہے ہیں تو کسی اور کی کیا طاقت ہے جو خدا کی عبادت اور اس کی معرفت کا حق ادا کر سکے۔ یارو! حق تعالیٰ کی ذات بڑی بے نیاز ہے بخشش کرنے پر آئے تو ادنیٰ باتوں پر انعامات کی بارش برسا دے اور پکڑنا چاہے تو اچھے اچھے لوگ بھی نہ بچ سکیں۔

حکایت: ایک بزرگ سے مرنے کے بعد سوال کیا گیا کہ تو ہماری رضا کے واسطے کیا لیکر آیا ہے؟ اس نے کہا نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ تیرے احکام ادا کرتا رہا ہوں۔ فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ تو ایک فرض تھا جو تو نے ادا کیا البتہ میری رضا کے لئے تو اپنی عمر میں نے ایک ہی کام کیا ہے وہ یہ کہ ایک دن تو نے لکھتے ہوئے سیاہی کا ڈوبالیا تو تیرے قلم پر مکھی آبیٹھی، اس وقت تو نے اس کو اڑایا نہیں بلکہ اسے سیاہی چوسنے دی۔ حقیقت میں نیک کام وہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے ورنہ اگر کسی نے ہزار سال ریا کے ساتھ عبادت کی تو کیا فائدہ؟

گناہ آمرزِ رندانِ قدح خوار به طاعت گیر پیران ریاکار

کھوٹا روپیہ الٹا قید کراتا ہے اور بازار میں دھکے کھا کر واپس آجاتا ہے اسے کوئی قبول نہیں کرتا۔ ریا کے ساتھ عبادت بھی خدا کو راضی کرنے کی بجائے الٹا ناراض کر دیتی ہے اور منہ پر ماری جاتی ہے۔ قیامت کے دن سخی، عالم، شہید تین آدمی اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ عالم سے فرمائے گا اے عالم! تو نے میرے لئے کیا عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا کہ تیرا علم پڑھا پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ سب تو نے نام آوری اور شہرت کیلئے کیا تھا سو وہ تجھ کو حاصل ہو گئی تھی اور لوگ تجھے عالم کہتے تھے اب میرے پاس تیرے لئے کوئی اجر نہیں۔ پھر سخی سے فرمائے گا کہ ہم نے تجھے رزق اور مال دیا تو نے کیا نیکی کی، وہ کہے گا یا الٰہی تیرے راستے میں خرچ کیا غریب اور مساکین کی خبر گیری کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ سب تو نے اپنی شہرت کے لئے

کیا تھا وہ تیری غرض پوری ہوگئی، لوگ تجھے دنیا میں سخی کہتے تھے، جا تیرے لئے میرے پاس کوئی بدلہ نہیں۔ پھر شہید کی باری آئے گی، اس سے پوچھا جائے گا کہ تجھے جوانی اور قوت دی تھی تو نے اُسے کس کام میں خرچ کیا؟ وہ کہے گا تیری راہ میں جان دیدی اور کافروں سے لڑکر شہید ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ کام تو نے اس لئے کیا کہ لوگ تجھے بہادر سمجھیں اور غازی اور شہید کہیں، وہ غرض تیری پوری ہوگئی۔ اب تیرے لئے میرے پاس کوئی اجروثواب نہیں تینوں کو دوزخ میں بھیج دیا جائے گا۔

صاحبو! یادرکھو عبادت اور نیکی خواہ حج، زکوۃ، روزہ، نماز ہو یا قربانی اور لنگر میں روٹیاں تقسیم کرنا وغیرہ ہو، جب اس میں شہرت اور نام آوری یا دنیا سازی اور دکھاوے کا دخل ہوگا وہ ہرگز منظور نہ ہوگی، دنیا میں تو ناک اونچی ہوجائے گی مگر آخرت میں ذلیل وخوار ہوگا، اگر کوئی شیخ بننا چاہتا ہے تو وہ شیخ تو بن جائے گا اور لوگ اس کی خدمت بھی کریں گے اور قدم بھی چومیں گے لیکن قیامت کے روز سر پر جوتے ہی پڑیں گے۔ مؤمنو! شہرت تو شیطان کی بھی بہت ہے حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرو، جو لوگ مولیٰ کے سچے طالب بن جاتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان کی رضا طلبی اور دلجوئی میں لگ جاتا ہے، ان کی زبان میں ایک خاص اثر عطا فرمادیتا ہے اور ان کا کہا رد نہیں فرماتا!

رُبَّ اَغْبَرَ وَاَشْعَثَ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ۔

کند قول مرداں فتح راحسن   کہ مقبول را رد نباشد سخن

حکایت: ایک شخص کی گائے نر سے نہ ملتی تھی وہ ہر طرح کوشش کرچکا تھا مگر کامیابی کسی طرح نہ ہوئی آخر ایک فقیر سے تعویذ مانگا، اس نے کہا اس کے کان میں یہ کہہ دے، ہر کوئی ملن کتے مکدی، تو کیوں نہیں ملدی۔ (ہر کسی کا کام تو ملنے ہی سے چلتا ہے، تو کیوں نہیں ملتی)۔ یہ کہنا تھا اور گائے سیدھی ہوگئی اور گابھن ہوکر اس نے بچہ جنا یہ سب اخلاص کا نتیجہ ہے۔ بلال کا سین اللہ تعالیٰ کے نزدیک شین بے اخلاص سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ بصیرت کی آنکھیں اسی (اخلاص) سے کھلتی ہیں۔ باطن کا نور اسی سے چمکتا ہے۔

حکایت: منصور حلاج جارہے تھے راستے میں ایک مؤذن کی اذان سنی، فرمایا کہ

اس کا خدا تو اس کے پاؤں کے نیچے ہے۔ جس جگہ اذان دی تھی اسے کھودا گیا تو موذن کا دبا ہ
روپیہ نکل آیا، وہ دنیا جمع کرنے کے لئے ہی اذانیں دیتا تھا۔

حکایت: ایک شخص نے چین سے ایک کنیز خریدی اور ہندوستان آ کر ایک شخص
کے ہاتھ فروخت کر دی، اس نے نکاح کرنا چاہا تو ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ بلا نکا
جائز ہے اس سے عقد کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہاں ایک مجذوب کھڑا تھا اس نے کہا خبردار، اس
سے جماع نہ کرنا یہ تیری بیٹی ہے۔ وہ آدمی یہ بات سن کر حیران رہ گیا۔ لڑکی سے اس کا حال
دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ میں ایک سوداگر کی لڑکی ہوں میرا باپ مجھے بچپن میں اپنے ساتھ سف
میں لے گیا، راستے میں ڈاکہ پڑا اور میں ڈاکوؤں کے ہاتھ پڑ گئی انھوں نے مجھے چینی سوداگرو
کے ہاتھ بیچ دیا۔ اب بکتی بکاتی تیرے پاس آ گئی ہوں۔ داستان سننے پر اسے معلوم ہوا کہ واقعی
اس کی بیٹی ہے۔

حکایت: ایک مجذوب میاں محمد نامی تھا، نسوار لینے والے کے ہاتھ روٹی نہ کھا
تھا، جب کوئی شخص اس سے کوئی مسئلہ پوچھتا تو اس وقت ٹال دیتا پھر دوسرے وقت بالکل صحیح
دیتا۔ کسی نے پوچھا میاں صاحب اسی وقت مسئلہ کیوں نہیں بتا دیتے، فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کو
رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے دریافت کر کے بتاتا ہوں۔

حکایت: ایک ان پڑھ فقیر تھا، مگر وہ اللہ کے کلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
اور فقہا کے اقوال میں امتیاز کر لیا کرتا تھا۔ کسی نے پوچھا شاہ صاحب آپ کو یہ کس طرح معلو
ہو جاتا ہے کہ یہ فلاں صاحب کا کلام ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے کلام کا نور عرش سے اوپر نکل جا
ہے اور کلام نبوی ﷺ کا نور عرش تک جاتا ہے اور فقہا کے کلام کا نور آسمان سے اوپر نہیں
جاتا۔ باطن کا حال بھی عجیب ہے۔ (از مولانا محمد مسلمؒ: اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُ
بِنُوْرِ اللّٰهِ کا بھی یہی مطلب ہے)

فقیرو! اخلاص کے بعد اللہ تعالیٰ کو مسکینی بہت پسند ہے، ہمارا سائیں نبی عربی صلی اللہ
علیہ وسلم بھی اَللّٰهُمَّ اَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا فرماتا ہے۔ دیکھو سر اونچا ہے اور پاؤں نیچے، لیکن سر کو کوئ
نہیں چومتا جو چومتا ہے وہ پاؤں ہی کو چومتا ہے اور سزا دیتے وقت سر کو سزا دیتے ہیں اور پاؤں ک
کوئی سزا نہیں دیتا، سر کی پگڑی پاؤں پر رکھتے ہیں، ماں، باپ، اُستاد، اور پیر کے پاؤں چوم

ہیں۔ اونچا ہونے سے شیطان خوش ہوتا ہے اور نیچا ہونے سے خدا تعالیٰ۔ شیطان کی دوستی میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔

وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولاً۔ (۱)

قریب سے گرنے والے کو چوٹ نہیں لگتی جتنا اونچائی سے گرے گا اسی قدر زیادہ چوٹ لگے گی۔ مسلمانو، میں ہاتھ پاؤں چومنے سے خوش نہیں ہوتا، میں نیک عمل سے خوش ہوتا ہوں، عمل کرو زبانی باتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ افسوس اسلام ہمیں عزت سکھائے اور فضول خرچیوں سے بچائے، مگر ہم اس کے خلاف چلیں۔ یہ جہالت ہی کا اثر ہے کہ لوگ پیروں سے اولاد مانگتے ہیں۔ یاد رکھو کہ پیر پیغمبر کوئی اولاد نہیں دیتا، سب کو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے، ولی، قطب، غوث، پیغمبر سب اسی کے سائل ہیں، البتہ اللہ تعالیٰ نیکوں کی درخواست منظور کر لیتا ہے اور مقربین ناز و نیاز کے ساتھ منوا لیتے ہیں۔ غرض سب کاموں کا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور بس۔ صرف بچے جننا ہی تمہارا کام نہیں ہے ان کو نماز روزہ اور شریعت کے ضروری مسئلوں سے واقف کرانا تمہارا فرض ہے۔ قیامت کے روز ایسے لوگ پکڑے جائیں گے جنہوں نے اپنے اہل وعیال کو دین نہیں سکھایا، یا حرام کی کمائی سے ان کا تن پیٹ ڈھانکا تھا۔ تم نے اپنے بچوں کو حساب کے پہاڑے تو خوب رٹا رکھے ہیں مگر نماز کا ایک لفظ بھی نہیں سکھایا، یاد رکھو تمہاری یہ غفلت قیامت کے دن دوزخ میں لے جائے گی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ (۲)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

دین ہر کام کے لئے سیکھنا چاہئے، عورت کے پاس جانے کے مسئلے سیکھو، حج، زکوٰۃ کے طریقے یاد کرو، پتھر کے دیکھنے کو حج نہیں کہتے، اس طرح تو ابو جہل بھی دیکھا کرتا تھا۔ حج پر جانے سے پہلے عمرہ اور طوافِ حج اور مناسکِ حج سے واقفیت حاصل کرنی چاہئے۔ جاہل پیر اور بے خبر ملا کی صحبت سے بچو، یہ دین کے بھی لٹیرے ہیں اور دنیا کے بھی، چور تو چھپ کر رات کو لے جاتے ہیں اور دنیا پرست پیر دن میں سب کے سامنے ڈاکہ ڈالتے ہیں۔

۱۔ سورۂ الفرقان، آیت ۲۹، ۲۔ سورۂ التحریم، آیت ۶،

ایک پیر کی خدمت عورتیں کرتی تھیں اور وہ عورتوں کے ساتھ مل کر ناچتا تھا اور جاہل مرد خوش ہوتے تھے۔ ایک پیر ہے کہ جس عورت کے بچہ پیدا نہ ہو تو وہ اس عورت کو اپنے ساتھ سُلاتا ہے تاکہ حمل ہو جائے۔

مسلمانو! افسوس، نہ تم نے دین سیکھا اور نہ تمہاری عورتوں اور بچوں نے سیکھا بلکہ تمہارے بچے ماں بہنوں کے سامنے طرح طرح کی گالیاں دیتے ہیں اور وہ بجائے روکنے کے اُلٹے اس پر خوش ہوتے ہیں۔ شرم کرو، جس کو دین کے مسائل آتے ہوں وہ دوسروں کو بتائے غفلت نہ کرے۔

حکایت: سندھ کے چوروں کا ایک لڑکا امروٹ شریف میں حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہوا اور سچی توبہ کی، کچھ دن حضرتؒ کی خدمت میں رہ کر چلا گیا اور اپنی قوم کو چوری سے منع کرنے لگا مگر وہ باز نہ آئے۔ ایک روز انہوں نے کسی کا بیل چرا لیا، پولیس آ گئی، تفتیش ہونے لگی اُس لڑکے نے صاف صاف بتا دیا۔ تھانیدار نے لڑکے کی سچائی پر سب کو چھوڑ دیا۔ اس سچائی کا ایسا اثر ہوا کہ گاؤں کے تمام آدمیوں نے توبہ کی اور چوری کرنی چھوڑ دی۔ شریعت پر قائم رہنے کے یہ فائدے ہیں تمہیں بھی حق گوئی کی اشاعت میں ہمت کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہوگا۔

افسوس آج ہندوؤں اور مسلمانوں کی شکل میں تمیز کرنا دشوار ہو گیا ہے۔ جس کو دیکھو وہ ڈاڑھی منڈا ہے۔ یاد رکھو جو شخص آئندہ ڈاڑھی منڈائے گا یا کترواکر مشت سے کم کرائے گا وہ میری جماعت میں نہیں ہے، اگر تمہیں ایسے کاموں سے غرض نہیں تو مجھے بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔ بس مسلمانو سچی توبہ کرو، آئندہ سے کوئی گناہ کا کام نہ کیا کرو۔

(از مولانا محمد مسلمؒ: اس پر سب نے از سر نو بیعت کی اور اقرار کیا کہ آئندہ ہر کام شریعت کے مطابق ہوا کرے گا) اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مسلمانو! میں نے جو مخلوق کی طرف رجوع کیا ہے مسلمانوں کو دین سکھانے اور سیدھے راستے پر لانے کے لئے کیا ہے، روپیہ پیسہ جمع کرنے کے واسطے یہ کام شروع نہیں کیا، مجھے کوڑی نہ دو بلکہ مجھے روٹی بھی نہ کھلاؤ مگر دین سیکھو۔ میں اس کام کی وجہ سے اتنا تھک جاتا ہوں کہ رات کو مجھ سے نماز تہجد بھی نہیں. پڑھی جاتی۔ آج زمانہ میں ڈھونگ اور فریب بہت ہو گیا ہے، عالم بھی ڈھونگی، واعظ بھی ڈھونگی، پیر فقیر بھی ڈھونگ، جس کو بھی دیکھو وہ ڈھنگ اور فریب کے بغیر بات نہیں کرتا۔

حکایت: ایک عالم نے کمائی کا ڈھونگ یہ نکالا کہ جاہل بن کر ایک میاں جی کے پاس قاعدہ لے کر پڑھنے بیٹھ گیا۔ میاں جی کہتے الف بے، تو وہ کہتا اخ بھیڈ اور اسی طرح پکارتا۔ لوگ کہتے گو صحت الفاظی نہیں ہے مگر اخلاص اور شوق بہت ہے۔ کچھ عرصہ یوں ہی کرتا رہا آخر ایک دن صبح کو لوگوں سے کہنے لگا کہ آج رات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیارت ہوئی اور حضور ﷺ نے مجھ پر ترس فرما کر جملہ علوم مجھ کو عطا فرما دیئے۔ لوگوں نے بطورِ آزمائش کتابیں اس کے سامنے رکھیں جس کتاب کو پیش کیا جاتا وہ اس کو پڑھتا چلا جاتا اور ان کے معانی و مطالب حل کر دیتا، لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے، کہنے لگا کہ میں جس کو چاہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرا سکتا ہوں، سو روپیہ نذرانہ لوں گا اور جو شخص حرامی نہ ہوگا اس کو زیارت ہوگی۔ لوگوں نے زیارت کے شوق میں سینکڑوں روپے اس کو دیئے۔ جب زیارت نہ ہوتی تو حرامی کہلانے کے ڈر سے کوئی شخص زیارت کا منکر نہ ہوتا۔ اس طرح بہت سارو پیہ لوٹ کر چلا گیا۔

حکایت: ایک فقیر لنگڑا تھا، ایک آدمی کرائے پر لے کر اس کی چڈھی چڑھ گیا اور ایک گاؤں میں پہنچا پھر گاؤں والوں کی منت سماجت کر کے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر دوسرے گاؤں میں گیا، گاؤں والوں نے بہت سے آدمی ساتھ دیکھ کر اس کو بزرگ سمجھا بس پھر کیا تھا اس کی بزرگی چمک گئی اور لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ اٹھائے پھرنے لگے۔ لوگو! دنیا چند روزہ ہے، اللہ کی یاری کے سوا کسی کی یاری کام نہ آئے گی، دنیا کی کچھ ہستی نہیں اور نہ دنیا داروں کی کچھ ہستی ہے آج بادشاہوں کی قبریں بے نشان ہیں مگر اولیاء اللہ کی قبور پر عقیدت مندوں کا جمگھٹا ہے۔ جس نے اللہ اللہ کی اس کی عزت ہوئی ذات پات سب جاتی رہی، نیکی کے ساتھ نام رہ گیا۔ یارو! ایسے بے نیاز سے نیاز مندی کرنی چاہئے یہی چیز کام آنے والی ہے ورنہ دنیا کے تو تمام دعوے جھوٹے ہیں۔

حکایت: ترکھان (بڑھئی) درزی، سنار، صوفی، چاروں ہم سفر تھے، راستے میں ایک ایسے مقام سے گزر ہوا کہ وہاں چوروں کا کھٹکا تھا۔ چاروں نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے ایک ایک آدمی نوبت بہ نوبت پہرہ دے۔ پہلے ترکھان کی باری آئی، ترکھان نے سوچا بے کار بیٹھنے سے کیا فائدہ ایک درخت سے لکڑی کاٹ کر اُس سے ایک عورت کی مورت گھڑ لی، اتنے میں درزی کی باری آئی اس نے اس مورت کو کپڑے پہنا دیئے، سُنار نے اٹھ کر زیور تیار کیا اور

اسے پہنایا، جب صوفی پہرہ کے لئے اُٹھا تو اس نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی اس میں جان ڈال دے، دعا قبول ہوئی اور وہ مورت زندہ حسین عورت بن گئی۔ اب چاروں میں جھگڑا شروع ہوا ہر ایک اپنی کنیز اور لونڈی ہونے کا دعویدار تھا۔ اب یہ مقدمہ بادشاہ کے پاس گیا، بادشاہ بھی اس کو دیکھ کر فریفتہ ہوگیا اور اس پر قبضہ کرنا چاہا۔ اتفاق سے ایک مردِ خدا کو بھی اس واقعے کی اطلاع ہوئی، وہ فیصلے کے لئے وہاں تشریف لے گئے اور خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی اس کو اصل کی طرف لوٹا دے۔ چنانچہ وہ عورت دعا کے بعد لکڑی بن گئی اور درخت سے جا ملی اور سب کے دعوے ٹوٹ گئے۔ ایسا ہی ہمارا حال ہے، ماں باپ کہتے ہیں میرا لڑکا، استاد کہتا ہے میرا شاگرد، پیر کہتا ہے میرا مرید، اور جب موت آ کھڑی ہوئی تو سب کے دعوے جاتے رہے اور مٹی مٹی سے جاملی۔ اگر صاحبِ تاثیر بننا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرو اور وہ دل سے اللہ اللہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

حکایت: ایک دفعہ طالب علموں کی روٹی روکھی تھی اور وہ سوچ میں بیٹھے تھے کہ کیا کریں، اچانک ایک بزرگ کا گزر ہوا ان کو حیران دیکھ کر سبب دریافت کیا، طالبعلموں نے کہا آج روٹی روکھی ہے۔ بزرگ نے فرمایا ایک گھڑا پانی کا لے آؤ، جب وہ گھڑا لے آئے تو انہوں نے اس پر کچھ دم کیا، وہ شہد بن گیا۔ چند روز کے بعد پھر طالبعلموں کی روٹی روکھی رہ گئی، وہی دعا جو بزرگ نے پڑھی تھی طالبعلموں نے بھی پڑھی اور پانی کے گھڑے پر دم کی مگر کچھ نہ ہوا، کچھ عرصہ بعد وہی بزرگ پھر تشریف لائے، اُن سے یہ ماجرا بیان کیا انہوں نے فرمایا بیشک دعا تو وہی تھی لیکن زبان وہ نہ تھی، کلام تو خدا کا ہی ہے لیکن پڑھنے کے لئے زبان بھی تو حافظ کی ہونی چاہئے۔

حکایت: ایک غریب آدمی ایک فقیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور تنگیٔ معاش کی شکایت کی، بزرگ نے الف لکھ دیا اور فرمایا کہ ہر روز غیب سے تمہیں ایک روپیہ ملے گا۔ اس شخص نے الف کے آگے ہر روز ایک حرف بڑھانا شروع کیا۔ ہر حرف کے بدلے ایک روپیہ ملتا رہا، جب اس کو پندرہ روپے ملنے لگے تو اس نے ایک دن یہ ماجرا اُن فقیر صاحب سے بیان کر دیا۔ فقیر صاحب نے وہ الف مٹا دیا، آمد بند ہوگئی۔ اللہ والوں کے حالات بھی عجیب ہیں اُن کے ظاہر کو نہ دیکھنا چاہئے اور نہ ظاہر کو دیکھ کر اعتراض کرنا چاہئے بلکہ باطنی اور اندرونی حالات کی تحقیق کرنے کے بعد کوئی بات کہنی چاہئے۔

کارِ پاکاں راقیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب اجمیر پہنچے تو ہندوستان میں راگ و رنگ کا چرچا پایا، لوگوں کو جمع کرنے کے لئے آپ نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔ جب لوگوں کا ہجوم ہونے لگا تو آپ نے وعظ اور تبلیغ کا سلسلہ جاری کر دیا، کچھ عرصہ میں لوگ کافی تعداد میں مسلمان ہو گئے، راجہ کو یہ بات پسند نہ آئی اس لئے راجہ نے چڑھائی کر دی، خواجہ صاحبؒ نے مقابلہ کیا اللہ تعالیٰ نے راجہ کو شکست دی اور اسلام کا جھنڈا خواجہ صاحب کے ہاتھ سے ہندوستان میں گڑ گیا۔ ہم نے زور زور سے اللہ اللہ کرنا شروع کر دیا تا کہ حق کی منادی ہو اور لوگ جمع ہو جائیں ورنہ فقیری جتانی مقصود نہیں ہے اور نہ خدا تعالیٰ کو سنانا مطلوب ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ۔

اگر پیری چمکانے کے لئے ایسا کام کیا جائے تو ناجائز اور دنیا سازی ہے، نیت اگر نیک ہو تو پھر ملامت سے ڈرنا نہیں چاہیئے ملامت پر صبر کرنے سے کام بنتا ہے، اور اگر کوئی فیض حاصل کرلے تو اس میں بھی فائدہ ہے۔ غرض کوئی صورت فائدے سے خالی نہیں ہے۔

بعض اسرارِ الٰہی کا ذکر اور پیر کی اطاعت کا بیان:

قدرت کے کرشمے عقل کی پہنچ سے دُور ہیں۔ بی بی مریم علیہا السلام کو بے موسم میوے ملتے، جب ان سے دریافت کیا جاتا: اَنّٰی لَکِ هٰذَا؟ تو فرماتیں:

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ (۱)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کا تخت منگانا چاہا تو عفریت نے اپنی طاقت کے بھروسے پر جواب دیا:

اِنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ ۔ (۲)

اور آصف نے خدائی بھروسہ پر یہ کہا:

۱۔ سورۂ آل عمران، آیت ۳۷، ۲۔ سورۂ النمل، آیت ۳۹،

قَبلَ اَنۡ یَّرۡ تَدَّ اِلَیۡکَ طَرۡفُکَ۔ (۱)

چنانچہ یہ کہتے ہی وہ تخت سامنے آ گیا۔

خدائی بھیدوں کا پتہ کچھ حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے قصے میں مذکور ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پنگھوڑے میں اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ اٰتَانِیَ الۡکِتَابَ الخ پکار کر فرما دیا۔ یوسف علیہ السلام کی گواہی سہ ماہہ بچہ نے دی۔ سُبۡحَانَہٗ مَا اَعۡظَمَ شَاۡنَہٗ ان رازوں کا پتہ پیر کامل کی غلامی میں چلتا ہے۔ (۲)

مولانا (رومؒ) فرماتے ہیں۔

قال راںگذار مرد حال شو پیش مردِ کاملے پامال شو

اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ کا وعدہ پیر ہی یاد دلاتا ہے، وہ اس لئے کہ روح لطیف شے ہے وہ اپنے اصل کی طرف جو فوق العرش ہے اُڑنا چاہتی ہے۔ مگر جسم کا بوجھ اُڑنے نہیں دیتا، اسمِ ذات کی برکت سے یہ تعلق ٹوٹ جاتا ہے، دنیا اور خویش واقربا کی محبت کی جگہ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں گھر کر لیتی ہے اور وہ اس کو اپنے اصل کی طرف متوجہ کر دیتی ہے، اس لئے پیر کی محبت بڑی چیز ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ سے پوچھا کہ تو کس کو دوست رکھتا ہے؟ عرض کیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ دوست رکھتا ہوں، اگر آپ نہ ہوتے تو ہم بت پرستی کرتے۔ پیر نبی ﷺ کی اور نبی اللہ تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے، پہلے یہ نعمت پیر سے حاصل ہوتی ہے، پیر ترقی کے لئے سیڑھی کی طرح ہے، پیر کی محبت نبی ﷺ کی محبت ہے۔ نبی ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت سے علیحدہ چیز نہیں ہے، شیطان جب فیض بند کرانا چاہتا ہے تو پیر کی طرف سے شکوک اور شبہات سالک کے دل میں ڈالتا ہے: نورِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم از سینۂ اولیاء باید جست، علمِ تصوف در سینہ است نہ در سفینہ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسا علم بھی عطا فرمایا ہے کہ اگر میں اس کو ظاہر کر دوں تو تم مجھے زندہ نہ چھوڑو، وہ یہی علم الاسرار ہے، توحید کا اثر رگ رگ میں ہونا چاہئے، زبانی توحید محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔

چونکہ ذاتِ پیر را کردی قبول ہم خدا آمد ز ذاتش ہم رسول

۱۔ سورۃ النمل آیت ۴۰، ۲۔ از مولانا محمد مسلم

ہیچ قومے را خدا رُسوا نہ کرد تا کزو صاحبدلے نیا مدبہ درد
ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا گونشیند در حضورِ اولیا

مسلمانو! جس نے جونعمت پائی وہ حسنِ عقیدت سے پائی۔

آنچہ سالک را رساند بامراد اعتقاد و اعتقاد و اعتقاد

حکایت: حضرت خواجہ سید ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے شیخ کامل تھے، ان کی خدمت میں دو عالم اور ایک شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے اور ہر ایک اپنے دل میں ایک خیال لے کر گیا۔ شیخ نے ایک عالم سے فرمایا تو یہ خیال لے کر آیا ہے کہ ابوسعید جاہل ہے، اس سے مسئلہ دریافت کروں گا اور جب وہ بتا نہ سکے گا تو اس کو رسوا اور خراب کروں گا۔ جا تیرا خاتمہ خراب ہوگا، چنانچہ وہ عیسائی ہو کر مرا۔ دوسرے سے فرمایا تو نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ یہ بزرگ عالم ہے یا جاہل، جا تیرا ایمان تو بچ جائے گا لیکن تو تنگ ہو کر مرے گا، چنانچہ وہ سخت بیمار ہوا اور اسی بیماری ہی میں مرا۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا بچہ تو فیض حاصل کرنے کی غرض سے آیا تھا چونکہ تیری نیت اچھی تھی اس لئے تو وہ مرتبہ پائے گا کہ ایک دم ممبر پر چڑھ کر کہے گا:

قَدَمِیُ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِ اللّٰہِ۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا سچ ہے: اِتَّقُوْ اِفِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ۔

میں حضرت لعل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں مگر میں ادب اور شرم کی وجہ سے ان کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ایک دفعہ میرے حضرت ٹہلتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔

در عمل کوش ہر چہ خواہی پوش
تاج برسر نہ وعَلَم بردوش

میں دیوار کے پیچھے جھروکے سے دیکھ رہا تھا مگر روئے انور پر نظر نہ جمتی تھی جب میں اپنے حضرت کو دیکھتا تو بے اختیار میرے منہ سے نکل جاتا: مَاھٰذَا بَشَرًا اِنْ ھٰذَا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ۔(۱) آج ایسے سید کہاں ہیں جھوٹے سید بہت ہیں۔

۱۔ سورۂ آیت یوسف، آیت ۳۱

حکایت: ایک بناوٹی سید نے پٹھان سے کہا کہ تو میرے نانا کا کلمہ پڑھتا ہے اور مجھ سے لڑتا ہے۔ پٹھان نے کہا کہ میں تیرے نانا کا کلمہ کیوں پڑھتا، میں تو نبی پاک ﷺ کا کلمہ پڑھتا ہوں، تیرا نانا تو لٹو مراسی ہے۔ ایسے سید زیادہ تر شیعہ ہوتے ہیں۔ شیعہ جیسا برا فرقہ بھی کوئی نہیں۔ جبرائیلؑ کو خاطی، نبی صاحب ﷺ کو غاصب، اور اللہ تعالیٰ کو جاہل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جبرائیلؑ بھولے سے وحی نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے رہے ورنہ حق حضرت علیؓ کا تھا۔ نَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ ھٰذِہِ الْخُرَافَاتِ۔ یہ فرقہ تمام نیک لوگوں پر طعن کرتا ہے، اس فرقے کا بانی عبداللہ بن سبا تھا۔ جو یہودی کا بیٹا اور مصر کا رہنے والا تھا۔

حضرت لعل شاہ صاحبؒ بڑے پائے کے بزرگ اور صاحبِ تصرف تھے۔ ایک دفعہ بڑے حضرتؒ (حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ) کی ایک شخص نے دعوت کی۔ مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے سامان ختم ہوگیا۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ شرم اور ادب مانع ہے ورنہ اگر میں چاہوں تو یہ پہاڑ حلوے کا ہوسکتا ہے۔

ایک دفعہ بڑے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام پر وبا پھیلی ہوئی تھی۔ لعل شاہ صاحب کی آمد سن کر فرمایا کہ شاہ صاحب بستی کی حد میں داخل ہوگئے ہیں اب وبا نہ رہے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ صاحب کے گھر کے دو آدمی سخت بیمار تھے اور آپ سفر میں تھے آپ نے منشی سے فرمایا کہ دریافت حال کے لئے گھر خط لکھو، حضرت لعل شاہ صاحب نے عرض کیا حضرت گھر میں خیریت ہے خط لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں، بعد میں معلوم ہوا تو واقعی خیریت تھی۔

فقیروں کی باتیں ظاہری سمجھ سے باہر ہیں۔ حضرت پیرانِ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ جب وعظ فرماتے تو دُور اور نزدیک سب جگہ یکساں سنائی دیتا۔ ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے لوگوں کا ہجوم تھا کہیں چلنے کی جگہ نہ تھی، اسی مجمع میں ایک سوداگر کو ضرورت محسوس ہوئی مگر باہر نکلنے کے لئے راستہ نہ ملا، عاجز ہوکر جناب دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا۔ آپ نے آستین مبارک کھڑی کی، سوداگر کو ایسا معلوم ہوا جنگل ہے، بے خوف ہوکر قضائے حاجت کی اور وہاں سے اُٹھ کر ایک نہر پر استنجا کیا مگر کنجی وہیں رہ گئی، اس کے بعد سوداگر نے اپنے آپ کو اسی مجلس میں پایا۔ کچھ عرصہ کے بعد اتفاق سے سوداگر کا اسی جنگل میں گزر ہوا تو کنجی پڑی ہوئی ملی۔

ہ اسرارِ الٰہیہ ہیں اہلِ ظاہر کیا سمجھیں۔

علمِ حق در عِلمِ صوفی گُم شود　　　ایں سخن کے باوَرِ مردم شود

درزی ظاہر میں تو کپڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نقصان کرتا ہے مگر اس کو سینے اور جوڑنے کے بعد عجیب شے بنا دیتا ہے۔ ڈاکٹر زخم میں نشتر مار کر بظاہر تکلیف پہنچاتا ہے لیکن جب فاسد مادہ کے نکلنے سے شفا ہو جاتی ہے تو لوگ دعائیں دیتے ہیں۔ ظاہر اور باطن کی ایسی ہی مثال ہے، پہلے پیر سے محبت کرنی چاہئے پھر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت حاصل ہو سکتی ہے۔

حکایت: ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادقؒ دریا سے پار ہونا چاہتے تھے، ایک مرید ساتھ تھا مگر کشتی وغیرہ نہ ملی۔ آپ نے مرید سے فرمایا کہ میں اللہ اللہ کہتا جاؤں گا اور تو میرے پیچھے امام امام کہتے جانا۔ مرید جب تک امام امام کہتا رہا پانی پر چلتا رہا اور جب اس نے اللہ اللہ کہنا شروع کیا تو ڈوبنے لگا۔ امام صاحبؒ نے منہ پھیر کر دیکھا اور فرمایا ابھی تیری رسائی پیر تک بھی نہیں ہوئی تو اللہ تک کیونکر پہنچ سکتا ہے۔

تقویٰ اور نفس کشی کی تعلیم:

یارو جس کے پاس دین ہے وہی بادشاہ ہے اور جس کے پاس دین نہیں وہ کچھ بھی نہیں۔

حکایت: ایک فقیر ہارون الرشید سے ملنے گیا، ہارون الرشید نے مزاج پرسی کی اور کہا فقیر صاحب کیا حال ہے؟ فقیر نے جواب دیا کہ میں فقیر کیوں ہوتا فقیر تو آپ ہیں جو ملک سے کوڑی کوڑی جمع کرتے ہیں، میں تو غنی ہوں، دونوں جہان کے لینے پر بھی رضامند نہیں ہوں۔

حکایت: ایک دفعہ ہارون الرشید نے ایک فقیر سے کہا کہ میں نے ایک مضبوط قلعہ تعمیر کرایا ہے۔ فقیر نے جواب دیا کہ اس کی بنیاد مضبوط نہیں ہے۔ ہارون الرشید نے کہا کہ اس کی بنیادیں پانی تک اُتاری گئی ہیں۔ درویش نے کہا اے امیر المومنین! اگر تو جنگل میں بستی سے دُور بے یار و مددگار بھوکا پیاسا ہو اور سامنے سے کوئی آدمی پانی لئے آ جائے اور جب تو اس سے پانی مانگے تو وہ اس کے بدلے تجھ سے آدھی بادشاہی طلب کرے، کیا تو اس سودے پر رضامند ہوگا؟ ہارون الرشید نے کہا کہ ہاں، فقیر نے کہا کہ وہ پانی کا پیالہ حلق سے نیچے اتر کر باہر نہ نکلے اور تو پیشاب نہ ہونے سے مرنے لگے، ڈاکٹر پیشاب کھولنے کے بدلے میں باقی آدھی بادشاہی مانگے

تو کیا تو دیدے گا؟ بادشاہ نے جواب دیا ہاں ضرور دیدوں گا۔ بزرگ نے فرمایا کہ تیری بادشاہت پیشاب کے ایک پیالے کی اجرت ہے اس دولت کو لے کر کوئی کیا کرے۔

حکایت: مَلِک سنجر نے حضرت پیرانِ پیر دستگیرؒ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ حضور کے لنگر خانے کے لئے مُلک نیمروز کی آمدنی وقف کرنا چاہتا ہوں، امید ہے کہ جناب یہ حقیر ہدیہ قبول فرمائیں گے۔ پیر صاحبؒ نے اس عریضے کے جواب میں یہ قطعہ تحریر فرما کر ملک سنجر کے پاس بھیج دیا۔

چوں چترِ سنجری رُخِ بختم سیاہ باد
دردل اگر بود ہوسِ ملکِ سنجرم
زانگاہ کہ دادہ شد خبرم ملکِ نیم شب
من ملکِ نمیروز بیک جونمے خرم

طالبِ مولیٰ کا حال ایسا ہی ہوا کرتا ہے وہ دنیا کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

حکایت: ایک بادشاہ دردِ شکم کے عارضے سے تنگ آکر ایک بزرگ کی خدمت میں پہنچا، بزرگ نے فرمایا کہ شفا ہو جانے کے بعد آدھی بادشاہت دینی پڑے گی۔ بادشاہ اس پر راضی ہوگیا۔ بزرگ نے اس کے پیٹ پر مکا مارا، ہوا خارج ہوئی اور آدھا مرض جاتا رہا، پھر دوسرا مکا مارا بالکل آرام ہوگیا۔ بادشاہ نے شرط کے مطابق آدھی بادشاہی دینی چاہی۔ فقیر ہنسا اور فرمایا کہ میں اس دولت کو لے کر کیا کروں گا جو دو پادوں کا مول ہے۔

دنیا اور اہلِ دنیا کی طرف نظر نہ اٹھانا اور زیب و زینت ترک کرنا، تقویٰ ہے۔ مسلمانو! تقویٰ اختیار کرو، کھانا حلال طیب اور پاک کھایا کرو۔ اگر محض حلال کھانا تقویٰ میں کافی ہوتا تو قرآن کریم میں:

كُلُوْا حَلٰلًا طَيِّبًا۔

حلال کے ساتھ پاکیزگی کی قید نہ آتی۔ حلال اور پاک روزی سے اولاد بھی نیک ہوتی ہے۔

حکایت: ایک بزرگ کے لڑکے نے ایک عالم کے روبرو ناشائستہ حرکت کی عالم کو

بُرا معلوم ہوا۔ بزرگ نے فرمایا کہ مولوی صاحب! اس میں اس لڑکے کا کوئی قصور نہیں، جو کچھ ہے وہ میرا ہی قصور ہے، ایک مرتبہ ایک ہمسائے نے اپنے گھر سے کھانا بھیجا تھا اور وہ کھانا بادشاہ کی ملازمت سے تیار کیا ہوا تھا، اس کو میں نے کھالیا اور اس کی ماں کے پاس گیا، یہ رہ گیا اور نو ماہ بعد پیدا ہو گیا، اسی کا یہ اثر ہے۔(۱)

شمشیرِ نیک ز آہنِ بدچوں کند کسے
ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس

ناپاک روزی اور غیر محتاط کھانے کی وجہ سے معصیت اور گناہ کا خیال پیدا ہوتا ہے، دل پر سیاہی اور غفلت آ جاتی ہے۔

حکایت: ایک روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ صاحبزادہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہیں جا رہے تھے، صاحبزادے نے راستے میں ایک شخص کی بھری ہوئی مشک میں تیر مارا۔ گھر واپس آ کر حضرت علیؓ نے بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ آج کھانے میں کیا قصور ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دہی بیچنے والی آ گئی، اس کی بلا اجازت دہی میں سے ایک انگلی چکھ لی تھی آپ نے فرمایا بس اسی کا یہ اثر ہے، فوراً اس عورت کو بلوا کر اس کا حق معاف کرایا۔ اس کے بعد شہزادے سے کہا کہ اب اس آدمی کی مشک میں تیر مارو۔ صاحبزادہ فرمانے لگے کہ میں بے گناہ کو کیوں ماروں۔

میں مسلمانوں کو ہندوؤں کی چیز استعمال کرنے سے منع کیا کرتا ہوں کیونکہ یہ لوگ بالعموم پاکی ناپاکی کا خیال نہیں رکھتے اس لئے اُن کی کوئی تر چیز کھانا احتیاط اور تقویٰ کے خلاف ہے، ایک مولوی صاحب نے میری بات نہ مانی اور ایک ہندو سے کوئی چیز خرید لی، دیکھا تو اس میں چوہے کی مینگنیاں تھیں، بازار کی کوئی تر چیز کھانا بھی خلافِ تقویٰ ہے۔ ایسی چیزوں کے استعمال سے دل پر کدورت آ جاتی ہے۔ جب حضرت بہاؤ الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی احساس زیادہ تیز ہو جاتا اور کشف بہت ہونے لگتا تو بازار کی پکی ہوئی چیز استعمال کرتے، اس سے اس حالت میں کمی ہو جاتی۔ ایک جگہ حضرت خضر علیہ السلام مہمان ہوئے، مگر وہاں عدم احتیاط کی وجہ سے کھانا نہ کھایا۔ میری جماعت کے بعض افراد کو بے نمازی کے گھر

۱۔ از مولانا محمد مسلم

کھانے سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ اللہ اللہ کرنے والوں کا ایسا ہی حال ہوا کرتا ہے، ذکر بڑی ا
نعمت ہے۔ قرآنِ کریم میں اس کی بہت تاکید آئی ہے:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (۱)

ایک جگہ ذکر نہ کرنے والوں کی مذمت میں فرمایا ہے:

فَوَیْلٌ لِّلْقَاسِیَةِ قُلُوْبُھُمْ عَنْ ذِکْرَ اللّٰہِ۔ (۲)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اگر تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
کے اصحاب دیکھتے تو وہ تم کو مسلمان بھی نہ سمجھتے اور اگر تم ان کو دیکھتے تو ان کو دیوانہ ہی سمجھتے۔

اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنَ۔

اور حدیث:

اَھْلُ الْجَنَّةِ بُلْهٌ۔

کا بھی یہی مطلب ہے۔ اگلے زمانے کے لوگ ذکر سیکھنے کے لئے بڑی بڑی تکلیف
اٹھایا کرتے تھے آج کل تو اس بارے میں لوگوں کی ہمتیں بڑی پست ہوگئی ہیں۔

حکایت: ایک شخص چین کا رہنے والا ہر سال پیادہ سفر کر کے چین سے حضرت خوا
باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور چند روز ٹھہر کر واپس ہو جاتا۔

یارو! اب نفس کشی کا وقت ہے نفس پروری سے شہوت کا غلبہ ہوتا ہے اور غلبہ شہو
کے وقت انسان طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ بعض بزرگوں نے چالیس سال تک
ایک گدڑی پیوند پر پیوند لگا کر پہنی ہے مگر نفس کو خوش کرنے کے لئے کبھی زیب وزینت کو پسند نہی
فرمایا۔ سالک متوسط الحال کے لئے نفس کشی بڑی ضروری چیز ہے۔

حکایت: ایک عورت نے اپنا بچہ تربیت سلوک کے لئے حضرت پیر دستگیر رضی ا
تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا، وہ عرصہ تک حضور کی خدمت میں رہا۔ ایک روز اس کی ماں آ
تو دیکھا کہ حضور بھنے ہوئے مرغ کا گوشت تناول فرما رہے ہیں اور اس کا لڑکا بے نمک کی رو
روٹی کھا رہا ہے۔ عورت نے اس امر کی حضرت غوث الثقلین کی خدمت میں شکایت پیش ک
حضور کو یہ سن کر جوش آ گیا اور اس گوشت سے مخاطب ہو کر فرمایا:

۱۔ سورۂ الرعد، آیت ۲۸، ۲۔ سورۂ الزمر، آیت ۲۲

قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔

فوراً مرغ زندہ ہوکر اذان دینے لگا۔ تب آپ نے عورت سے فرمایا کہ جب تیرا لڑکا اس مرتبہ کو حاصل کرلے گا تو پھر اس کے لئے بھی مرغ کے کباب جائز ہو جائیں گے۔ مگر آج کل تو نفس پروری کا زور ہے۔ عالم اور پیر سب طمع کے بندے ہیں، واعظ بھی فلوس فلوس ہی پکارتا ہے، حق بات کہنے والے بے طمع بہت کم ہیں مگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ حق کی حمایت کرنے والوں کی مدد کرتا ہے، حق کہنے میں تکلیفیں آیا کرتی ہیں۔ لیکن اس کی پرواہ نہ کرنی چاہئے، یہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِ يَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ (۱)

نفس کی مخالفت بڑی مشکل چیز ہے مگر ہمت کرنے والوں کے لئے آسان ہے، وقت کی قدر کرو، عمر عزیز کو دنیوی جھگڑوں میں ضائع نہ کرو۔

ایکہ پنجاہ رفت و درخوابی مگر ایں پنج روز دریابی

ہمت کرو اور دین سیکھو، آج مسلمان مذہب سے بالکل بے خبر ہیں، دنیا کے کاموں میں بڑی مہارت ہے، نماز کے مسئلوں کی خبر نہیں، ایک شخص سے تیمّم کرنے کا طریقہ دریافت کیا تو وہ وضو کی طرح ناک منہ میں مٹی دینے لگا۔ گالیاں جیسی چاہے دلوالو، زیر زبر کا فرق نہ ہوگا لیکن جب الحمد للّٰہ یاقل ھو اللّٰہ پڑھواؤ تو دسیوں غلطیاں نکلیں گی، بچوں کو گالیوں سے روکو، آج کل بچے گالیوں کے حافظ بنے ہوئے ہیں، آج تو پیر اور واعظوں نے بھی خوش آوازی اور رقص و سرور کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ عورتیں خوش آوازی اور راگ ورنگ پر مرتی ہیں۔ لوگوں نے روپیہ پیسہ جمع کرنے اور عورتوں کے پھنسانے کے لئے ایسے جال پھیلا رکھے ہیں۔

حکایت: ایک پیر کے پاس اُس کا مرید گیا اور کہا کہ میں تیرا مرید ہوں، سو روپیہ دوں گا، فلانی عورت کو اُٹھوا دے، وہ پیر عورت کے پاس گیا اور کہا میں تیرا پیر ہوں، میرا کہا مان اور فلاں آدمی کے ساتھ چلی جا۔ اس نے عورتوں سے مشورہ کیا عورتوں نے کہا پیر سید ہے، سید سے پیٹھ کرنی اچھی نہیں ہے۔

ایک جاہل نے برے کام کے لئے ایک عورت کی گود میں قرآن کریم رکھ دیا کہ تو اس

۱۔ سورۂ العنکبوت، آیت ۶۹،

کے واسطے میری بات مان لے، اس نے دوسری عورتوں سے پوچھا انہوں نے کہا کہ قرآن سے منہ موڑنا اچھا نہیں ہے جو وہ کہتا ہے کر لینا چاہئے۔

یہ سب دین سے بے خبری ہے۔ مسلمانو! نیکی کرو، ہمت نہ ہارو، تمام بُرے کام چھوڑ دو، نفس پرستی میں خدا نہیں ملتا، تقویٰ کرو تو پورا پورا کرو، محض نماز، روزہ اور معمولی تقویٰ کام نہ دے گا۔

ترسم کہ نہ رسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو مے روی بترکستان ست

معصیت اور گناہوں کا وبال:

گناہوں سے ایسا ہی بچنا چاہئے جیسا کہ آدمی سانپ اور بچھو سے بچا کرتا ہے، اگر ایک بچہ بھی سانپ کے ہونے یا کسی سوراخ میں گھس جانے کی خبر دے تو سب اس پر یقین کر لیتے ہیں، اگر گناہوں کی برائی اور ان کے نتائج سے انبیاء علیہم السلام اور علماء آگاہ کریں تو یقین نہیں کرتے اور اس کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آج کل تو گناہ ایسے عام ہو گئے ہیں کہ کوئی نیک کام بھی گناہوں سے خالی نہیں رہا، نیکی کے پردے میں گناہ کرنے کی عادت ہوئی ہے۔ لوگ بزرگوں کے مزارات پر حاضر ہو کر ناچ و رنگ میں مصروف رہتے ہیں، بعض جاہل تو اس کو نیک کام سمجھتے ہیں۔ ایک جاہل مجھ سے کہنے لگا کہ میں ہر سال اُچہ شریف عرس میں شریک ہوا کرتا ہوں، اب کے سودا بڑا استا رہا، کنجریاں چار آنے پر ملتی تھیں اور گانا بجانا خوب ہوا۔ نعوذ باللہ من ذٰلک لوگوں کی دینی واقفیت کا یہ حال ہے۔ مسلمانو! دین کے مسائل سیکھو اور ان پر عمل کرو۔

کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

حکایت: ایک جاہل دریا کے ایک کنارے پر اور دوسرا جاہل دوسرے کنارے پر کھڑا تھا، ایک نے دوسرے کو خدا اور رسول ﷺ کی قسم دے کر اس کی بھینسوں کا حال پوچھا مگر اس نے نہ بتایا پھر جب اس نے اس کی بھوری بھینس کی قسم دی تو کہنے لگا خیر اب تو نے بھینس کی قسم دی ہے اب بتاتا ہوں۔

ایک شخص قرآن پر ہاتھ رکھتا مگر بیٹے کے سر پر ہاتھ نہ رکھتا۔ یہ سب جہالت کی خرابیاں ہیں۔ جو شخص علم سیکھنے کے بعد عمل نہ کرے وہ بھی جاہل ہے، روٹی پیٹ پر باندھنے سے

بھوک نہیں جاتی، پانی کا گھڑا سر پر رکھنے سے پیاس نہیں بجھتی۔ اسی طرح پڑھنے سے مقصود عمل ہے اگر عمل نہ کیا تو جاہل ہی رہا۔

اَلْعِلْمُ بِلَا عَمَلٍ کَالْجَسَدِ بِلَا رُوْحٍ۔

ڈاڑھی منڈوانے کو لوگوں نے معمولی گناہ سمجھا ہے۔ ڈاڑھی منڈانا اور کترانا دونوں گناہ کبیرہ ہیں یہ دونوں کافروں کی رسمیں ہیں۔

مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ۔

ایک مشت ڈاڑھی رکھنا سنت ہے، ایک آدمی ڈاڑھی منڈانے کے لئے پانچ روپے دیا کرتا تھا۔ شریعت میں آدمی کا بیچنا ناجائز ہے جو شخص یہ چاہے کہ دونوں جہان میں مفلس بنوں وہ لڑکیوں پر پیسہ لے۔ ایک شخص نے پانچ لڑکیاں بیچیں وہ ایسا مفلس ہوا کہ اس کو مزدوری تک نہ ملتی تھی۔ لڑکیوں پر رقم لینا ہندوؤں کی رسم ہے، جاہل مسلمانوں نے بہت سی باتیں ہندوؤں سے سیکھی ہیں، دنیا کی تمام نعمتوں اور روئے زمین کی بادشاہت پر تھوک دو جو تمہیں شریعت سے روکے اور اس پر عمل نہ کرنے دے، اس کو چھوڑ دو، شریعت کو مضبوط پکڑو شیطان کے پھندے میں نہ آؤ، شیطان کی چالاکیوں کو اولیاء اللہ ہی سمجھتے ہیں، علماء کو پتہ نہیں چلتا۔ فقیرو! صفائی معاملہ، باہمی ہمدردی اور شریعت کی پابندی میں صحابہ کبارؓ کے طریقے پر چلو۔

ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بھائی عمرؓ مجھ سے ناراض ہوگیا ہے۔ میرا قصور ہے ان سے میری خطا معاف کرا دیجئے۔ پھر حضرت عمرؓ حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا قصور تھا مجھ سے میرے بھائی ابوبکرؓ کو راضی کرا دیجئے۔

سبحان اللہ ہر ایک اپنے آپ کو خطاوار سمجھ کر معافی کا طلبگار ہے، تم ہر ایک بات میں اپنی غرض کو مقدم رکھتے ہو، جب شریعت کی پابندی میں دنیا کا نقصان دیکھتے ہو تو کہتے ہو کہ یہ شریعت منظور نہیں۔

مسلمانو! شریعت کے مقابلہ میں اخوت اور رشتہ داری کوئی چیز نہیں ہے، صحابہ کرامؓ کو دیکھو کہ مہاجرین اپنے خویش واقربا کو چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچے

اور انصار نے اپنی ضرورتوں کو پیچھے ڈال کر اُن نو وارد مہمانوں کی خاطر مدارات میں کسی قسم کی کمی نہ کی، باغ میں سے آدھا باغ، مال میں سے آدھا مال تقسیم کر دیا اور جن کے پاس دو بیویاں تھیں اُن میں سے ایک کو اپنے بھائی مہاجر کے لئے چھوڑنے پر تیار ہو گئے، دین کے لئے ایثار ہو تو ایسا ہو۔ فقیرو! تمہیں بھی ایسا ہی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ہر کام میں شریعت کے فیصلے پر چلنا چاہئے، شرعی حکم ہے کہ میت کو قبر میں لٹا کر اس کا منہ قبلے کی طرف کر دیں اور قبر میں اتارنے والا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہہ کر اتارے، لیکن آج کل تو لوگ دین سے بالکل ناواقف اور بے خبر ہو گئے ہیں، اس کے سیکھنے کی بھی کوشش نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ معمولی مسائل سے بھی لوگوں کو واقفیت نہیں ہے۔

ایک دفعہ میں ہزارہ گیا، نماز کا وقت ہوا تو ایک آدمی نماز پڑھنے آیا۔ میں نے کہا میں مسافر ہوں دو رکعت پڑھوں گا تم پوری پڑھنا وہ یہ سن کر جھگڑنے لگا کہ کیا مسافر مسلمان نہیں ہوتا جو وہ دو پڑھے گا۔ دوسرا آدمی بولا کہ یہ کوئی وہابی معلوم ہوتا ہے تو اپنی نماز علیحدہ پڑھ لے۔ میں نے جماعت کی خاطر بمشکل اس کو سمجھایا اور نماز شروع کر دی۔ مگر دو رکعت پڑھنے پر اس نے بھی میرے ساتھ سلام پھیر دیا۔ میں نے کہا کہ تو اپنی نماز پوری کر لے، مگر اس نے ایک نہ سنی۔ یہ تو نمازیوں کا حال ہے بے نمازیوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

ز جاہل گریزندہ چوں تیر باش میامیختہ چو شکر شیر باش

شیعوں کا فرقہ بھی بڑا جاہل اور بہت برا فرقہ ہے، یہ لوگ اہل حق کے دشمن ہیں جب کسی سنی کے جنازے میں شریک ہو جائیں تو یہ پڑھتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ ضَيِّقْ قَبْرَهٗ وَاللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلَيْهِ الْعَذَابَ۔

متعہ کرنا یا کرانا تو ان کے نزدیک بڑا ثواب ہے، ان کے نزدیک جو شخص ایک مرتبہ متعہ کرائے اس کو امام حسنؓ کا درجہ اور جو دو دفعہ متعہ کرائے اس کو امام حسینؓ کا درجہ اور جو شیعہ تین دفعہ متعہ کرائے وہ حضرت علیؓ کا درجہ پائے اور چار مرتبہ متعہ کرانے والے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ملے، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الزَّنْدَقَةِ۔ گویا پانچ مرتبہ متعہ کرانے والا تو خدائی رتبے کا مستحق ہوگا۔

حکایت: ایک شیعہ لڑکے کا نکاح ہونے لگا، ایک عورت نے آکر خبر دی کہ مبارک ہو دُلہن متعہ سے حاملہ ہے۔ لڑکے نے جب یہ بات سنی تو نکاح سے انکار کر دیا اور شیعہ مذہب چھوڑ کر سنی ہو گیا۔

تبلیغِ دین اور اشاعتِ مذہب کی ترغیب:

ایک دفعہ حضور موضع انٹر میں تشریف لے گئے اور اس طرح گوہر افشانی فرمائی۔

مجھ کو تو یہ حرص ہے کہ تم اللہ اللہ کرو اور لوگوں کو اس کی ترغیب دو، ذکر بڑی نعمت ہے، مگر لوگوں کو اس کی خبر نہیں ہے، ان کو اس سے آگاہ کرو، تنہائی اور کمزوری سے نہ گھبراؤ۔ اسلام پہلے کمزور تھا، رفتہ رفتہ بڑھا اور ترقی کرتا گیا، ابتداء میں اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تلقین کی اور دینِ حق کی تبلیغ فرمائی جس سے صدیق اکبرؓ اور چند افراد مسلمان ہوئے، پھر حضرت ابوبکرؓ نے اپنی قوم میں تبلیغ کی جس کے نتیجہ میں چودہ آدمی ایمان لائے پھر دن بدن ترقی ہونے لگی، اگرچہ کافروں نے اسلام کے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی اور غریب مسلمانوں کو ستایا مگر مٹھی بھر مسلمانوں نے ہمت نہ ہاری۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے کچھ عرصے میں مشرق سے مغرب تک اسلام کا نور پھیلا دیا۔ الحمد للہ کہ آج ہماری جماعت کی تھوڑی بہت کوشش سے ذکر کا چرچا جالندھر، دہلی، اجمیر، لائلپور، جھنگ، لاہور، ڈیرہ غازی خاں، سکھر، سندھ، ہندوستان، افغانستان وغیرہ دُور دُور ملکوں تک پہنچ گیا ہے۔ فقیرو! ہمت کرو اور دنیا کے گوشے گوشے میں یہ جذبہ پہنچا دو، اعتراض اور ملامت سے مت ڈرو، آدمی اسی وقت اعتراض کرتا ہے جب اُسے حقیقتِ حال کی خبر نہیں ہوتی، حقیقت سے واقف ہونے کے بعد معترضین ہی مددگار و دوست بن جایا کرتے ہیں۔ ہندہ ابوسفیان کی بیوی نے وحشی غلام کو روپیہ اور آزادی کا لالچ دے کر حضرت حمزہؓ کو شہید کرایا اور ان کے قتل کے بعد ان کا جگر کھایا، جس سے وہ اکلۃ الاکباد کہلائی، مگر جب وہ مسلمان ہوئی تو حضور علیہ السلام سے کہنے لگی کہ یا رسول اللہ ﷺ جب میں کفر پر تھی تو آپ میری نظر میں نہایت مبغوض تھے، لیکن اسلام لانے کے بعد مجھے آپ سے بڑھ کر کوئی اور چیز عزیز اور محبوب نہیں رہی۔ واقعی نعمت چکھنے سے پہلے ہی اعتراض ہوا کرتا ہے، مزا چکھنے کے بعد ہی قدر معلوم ہوتی ہے۔ دیکھو کتا معمولی ہڈی اور چند ٹکڑوں پر مالک کا حق ایسا پہچانتا ہے کہ باوجود

مار پیٹ کے مالک کا دروازہ نہیں چھوڑتا، لیکن آدمی خدا تعالیٰ کی اتنی طرح طرح کی نعمتیں کھانے اور باوجود ایسی سواریوں، ریل گاڑی، موٹر، گھوڑا وغیرہ پر سوار ہونے کے اپنے مالک کی نافرمانی کرتا ہے، روزی خدا کی کھاؤ اور کام شیطان کے کرو، کس قدر ناشکری اور احسان فراموشی ہے۔ انسان دنیا کے واسطے کتنی کوشش کرتا ہے۔ حالانکہ اسے معلوم ہے کہ مقسوم سے زیادہ کبھی نہیں ملے گا۔ مگر جد وجہد سے باز نہیں آتا اور آخرت کا سودا جس کا نفع یقینی اور نقصان غیر متوقع ہے اس کے کمانے کی کوشش نہیں کرتا۔ تمہیں چاہئے کہ تم سب سے پہلے اپنے بچوں کو اللہ اللہ کہنا سکھاؤ، جب گھر میں اصلاح کرو گے تو پھر باہر بھی اصلاح کر سکو گے۔ پہلے دین کے مسائل سیکھو پھر لوگوں کو ہدایت کرو۔ اگر روزانہ ایک مسئلہ بھی سیکھو تو چند روز میں عالم بن جاؤ گے۔ بارش کے ایک ایک قطرے سے دریا اور تالاب بھر جاتے ہیں۔ بڑی عمر ہو جانے سے نہ شرماؤ، بڑا وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا متقی اور پرہیز گار ہے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔ (۱)

یہاں عمل کی پوچھ ہے ذات کی پوچھ نہیں۔ دل کو درست کرو، دل بادشاہ ہے جب یہ سیدھا ہو جائے گا تو ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا سیدھے ہو جائیں گے۔

اَلاَ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃٌ اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلاَ وَھِیَ الْقَلْبُ۔

دل کی درستی اللہ اللہ کرنے سے ہوتی ہے، اسمِ ذات کو اتنا پکارنا چاہئے کہ سوتے ہوئے بھی اللہ اللہ ہوتی رہے، زندہ دل قبر میں بھی اللہ اللہ کرتے ہیں۔

چودل زندہ شود ہرگز نہ میرد چوزندہ گشت خوابش ہم نہ گیرد

اللہ اللہ کرنے کے تین طریقے ہیں۔ ۱۔ مراقبہ، ۲۔ ہر وقت دل میں اللہ اللہ کا خیال رکھنا، ۳۔ تسبیح پھرانا اور ہر دانے پر اللہ کا خیال جمانا۔ صاحبو! یہ بڑا آسان اور پر اثر وظیفہ ہے ۔

باجھ فقیراں کہیں نہ پایا جذبۂ عشق دی لذت نوں

باخدا باش ہر کجا باشی تا باعزاز جا بجا باشی

۱۔ سورۂ الحجرات، آیت ۱۳

صفائی معاملہ کا بیان اور فراستِ مومن کا ذکر:

ایک مرتبہ بستی گیرے میں نزولِ اجلال فرما کر یہ دُرافشانی فرمائی:

مسلمانو! غیر کا حق کھانے سے عبادت جنابِ الٰہی میں منظور نہیں ہوتی۔ ایک دفعہ حضرت ابراہیم بن ادھم نے بھول کر ایک دکان دار کی کھجور کھالی تھی، چالیس روز تک عبادت منظور نہ ہوئی، حکم ہوا کہ بیت المقدس پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں التجا کرو، وہاں اس کا سبب معلوم ہوگا۔ چالیس روز کی مسافت طے کر کے وہاں پہنچے اور دعا کر کے سوگئے، کیا دیکھتے ہیں کہ چار آدمی نورانی شکل کے آئے اور ان میں سے ایک نے کہا یہاں کوئی آدمی ہے؟ دوسرے نے جواب دیا ابراہیم بن ادھم ہے۔ تیسرا بولا، وہی جس کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ چوتھے نے کہا ہاں اس نے فلاں دوکاندار کی دوکان سے ایک دانہ کھجور کا کھالیا تھا۔ ابراہیم یہ مکالمہ سن کر ہوشیار ہوئے اور دانہ بخشوانے کے لئے اس طرف روانہ ہوگئے، وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ دکاندار مرگیا ہے مگر اس کے بیوی بچے موجود ہیں، اُن کے پاس گئے اور معاف کرایا، تب عبادت قبول ہوئی۔ آج تو یہ حال ہے کہ پرائے مال کو اپنا سمجھ کر ہضم کر جاتے ہیں، حقوق الناس کا خیال ہی نہیں کرتے۔

ہمارے ایک فقیر نے کھیت میں سے لوبیے وغیرہ کی پھلی توڑ کر کھالی اور اپنے ساتھی کو بھی کھلائی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ پھلی توڑنے والے کو سپاہی باندھ رہے ہیں اور دوسرے سے کہہ رہے ہیں کہ تو بھی چور سے کم نہیں ہے۔ مجھ سے یہ خواب بیان کیا تو میں نے کہا کہ تم نے پرایا مال کھایا ہے۔ صاحبو! یہ احساس بھی نیکوں ہی کو ہوتا ہے، سفید چیز پر داغ لگا کرتا ہے، سیاہ کپڑے پر داغ کیا لگے گا۔ مسلمانو! شریعت کی پابندی کرو، دل کی صفائی، ذکر کی کثرت اور شریعت کی پابندی سے حاصل ہوتی ہے، صحابہؓ جیسی صورتیں بناؤ، ہندوؤں جیسی شکلیں نہ بناؤ، صفائی باطن عجیب چیز ہے، اسرارِ الٰہی کا خزانہ انہی لوگوں پر کھلتا ہے جو باطن کو پاک صاف اور ظاہر کو شریعت سے آراستہ پیراستہ کر لیتے ہیں۔

حکایت: ایک دفعہ خواجہ خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص دو تربوز لے کر چلا راستے میں خیال آیا ایک ہی کافی ہے دوسرا جھاڑی میں چھپا دیا جب وہ خواجہ صاحب کے پاس پہنچا تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میاں میں تو بڑی دیر سے گیدڑ ہانک رہا ہوں

جلدی جا کر تربوز اٹھالو۔

ایک شخص مکہ شریف میں میرے ایک رفیق سے ملا اور کہنے لگا کہ تو قریشی صاحب کا مرید ہے، جن کا حلیہ مبارک ایسا ایسا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں میں انہی کا غلام ہوں، مگر کیا آپ نے ان کو دیکھا ہے؟ فرمایا کہ نہیں، میں تو لڑکپن سے یہیں رہتا ہوں۔ ظاہر بیں اس کو کیا سمجھیں۔ چھت پر بڑے آدمی کا ہاتھ پہنچتا ہے لڑکے کا نہیں پہنچتا۔ اب اگر بڑے آدمی کو چھت کی خبر دینے پر جھوٹا سمجھے تو اس کا اپنا قصور ہے نہ کہ چھت پر پہنچنے والے کا، بھلا بھیڑ چرانے والا ہاتھی کو کیا جانے۔

حکایت: حضرت کلیم اللہ جہان آبادی جن کا مزار شریف دہلی کی جامع مسجد کے قریب بڑے دروازے کے سامنے ہے۔ ایک روز بیٹھے تھے اور ایک مولوی بھی خدمت میں حاضر تھا ایک طوائف آئی اور کہنے لگی کہ آج کل مندہ ہے اور کام نہیں چلتا کوئی تعویذ کر دو آپ نے تعویذ کر دیا۔ کچھ روز کے بعد پھر آئی اور کہنے لگی کہ اب میں نے ایک لڑکی رکھی ہے دل سے ایسا تعویذ کر دو کہ کام خوب چلے، فرمایا اچھا اگر اب کے تیرا کام نہ چلے تو گلہ کرنا۔ وہ تعویذ لے کر چلی گئی۔ مولوی صاحب سے نہ رہا گیا اور اعتراض کر بیٹھا۔ حضرت نے دو روپے اپنی جیب سے دیئے اور فرمایا کہ اس لڑکی کے پاس آج رات کو چلا جا۔ اس نے دو روپے تو لے لئے مگر وہ مسجد میں جا کر تمام رات عبادت کرتا رہا، صبح کو حضرت کی خدمت میں آیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ حضرت نے فرمایا کہ مولوی تو نے ہمارے روپے بھی ضائع کر دیئے آج رات کو ضرور جانا اور سخت تاکید فرمائی۔ بیچارہ مولوی شرما شرمی پہنچا دیکھا تو نوجوان لڑکی شرمیلی بیٹھی ہوئی ہے، وہ اسے دیکھ کر رونے لگی۔ اس نے رونے کا سبب دریافت کیا لڑکی نے کہا کہ میں فلاں فلاں جگہ کی رہنے والی ہوں، میرے باپ نے فلاں مرد کے ساتھ نکاح کر دیا تھا، گردش زمانہ سے وہ جدا ہو گیا اور عرصہ دراز تک اس کا پتہ نہ چلا، میرے ماں باپ مر گئے اور میں تن پیٹ کی مصیبت میں گھر سے نکلی، دھکے کھاتی ہوئی اس کنجری کے ہاتھ آ گئی اس نے پیشہ کمانے کے لئے مجھ کو اس جگہ بٹھا دیا۔ اب تک میں نے نامحرم کی صورت نہیں دیکھی، تو آیا ہے اب عصمت دری کے خیال سے رو رہی ہوں۔

مولوی صاحب نے جو قصہ سنا تو وہ سارا اسی کا تھا۔ اس نے عورت پر اپنے آپ کو

ظاہر کر دیا اور اس کو اپنے ساتھ لے کر صبح کے وقت حضرت کی خدمت میں پہنچ گیا۔

کارِ اولیاء ورائے طورِ عقل است

توبہ اور تقویٰ کی ترغیب:

موضع انٹر میں یہ وعظ فرمایا:

لوگو! ابھی وقت ہے گناہوں سے توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کرو، توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے، پہلے زمانے میں توبہ کے لئے قتل کئے جاتے تھے، آج تو ترکِ معصیت کا نام توبہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گوء سالہ پرستوں کی توبہ قبول ہونے کے لئے اُن کو قتل کرنے کا حکم فرمایا تھا جس سے ایک وقت میں ستر ہزار بنی اسرائیل قتل کئے گئے۔ نبی الرحمۃ ﷺ کی برکت سے یہ تمام مشقتیں دور ہوگئیں، اگر آج بھی کوئی توبہ نہ کرے تو وہ بڑا بدقسمت انسان ہے، یارو! جہان فانی ہے، ہر ایک اپنی منزل کی طرف جا رہا ہے، عمر کی قدر کرو، وقت ضائع نہ کرو، دین سے ناواقفیت نے مسلمانوں کو بڑا خراب کر رکھا ہے۔

حکایت: ایک جاہل کو لاحول ولا قوۃ کا وظیفہ بتایا۔ کچھ عرصے کے بعد جو پوچھا تو وہ لاحول ولا قوۃ کہتا تھا۔ (۱) ایک اور گنوار کو یا قاضی الحاجات بتایا تو وہ یا کاجی کی حاجات پڑھتا تھا۔

مسلمانو! دین سیکھو اور مسائل سے واقفیت پیدا کرو اگر ایک مسئلہ روز سیکھو تو کچھ عرصے میں عالم بن جاؤ، حق بات کے ماننے میں شرم نہیں کرنی چاہیے۔ باوجود اس جلالتِ شان کے، امام ابوحنیفہؒ جب کبھی حق صاحبین کی طرف دیکھتے تو اپنے فتویٰ سے فوراً رجوع فرما لیتے، ایک دفعہ قاضی قمرالدین صاحب نے ایک غلط فتویٰ دیدیا، مگر جب اپنی غلطی معلوم ہوئی تو دوسرا فتویٰ دیدیا، لَوْلَا الصّٰلِحُوْنَ لَهَلَکَ الطَّالِحُوْنَ۔

اس زمانے میں حق گو علما کی بہت کمی ہے، عالم بھی طامع اور پیر بھی طامع، حق کہے تو کون کہے، نام آوری اور بڑی بڑی تنخواہوں کو دیکھا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو طمع اور باہمی نااتفاقیوں نے خراب کر رکھا ہے۔ میاں عبدالرشید عجیب نیک مرد تھا، ذکر پوچھتے ہی سرکاری نوکری

۱۔ حیاتِ فضلیہ میں اسی طرح ہے مگر ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ مرتب

چھوڑ دی اور پھر بازار کی سب چیزیں کھانی ترک کر دی تھیں، پیر کے کہنے پر چلنا ہی سعادت ہے۔

حکایت: میں نے شاہ سعید صاحب کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے پیر حضرت خواجہ محمد عثمان صاحبؒ کے آگے باادب سر جھکائے دوزانو بیٹھے رہا کرتے تھے، جس کی وجہ سے گردن کی ہڈی باہر کی طرف نکل آئی تھی، ایک دفعہ حج بیت اللہ کا شوق ہوا، شیخ سے اجازت چاہی۔ حضرت نے فرمایا کہ صرف بیت اللہ شریف کی زیارت کرنا مدینہ طیبہ نہ جانا۔ وہ اجازت لے کر چلا گیا، مگر بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہو کر مدینہ طیبہ کی حاضری کا شوق ہوا اور پیر کی ہدایت کے خلاف وہاں حاضر ہو گیا لیکن دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حاضری پر ناراض ہیں، وہ نہایت رنجیدہ اور غمگین شیخ کی خدمت میں واپس ہوا، مگر اب شیخ بھی خفا تھے، عذر معذرت کی، اس پر شیخ نے فرمایا کہ میں نے وہاں کی حاضری سے اس لئے منع کیا تھا کہ تم ابھی اس دربار عالیہ کی حاضری کے لائق نہ تھے۔ کچھ عرصے پیر کی خدمت میں رہ کر ریاضت کی اور پھر حج کی اجازت مانگی۔ حضرت نے رخصت فرمایا اور دونوں جگہ حاضری کی ہدایت کی چنانچہ وہ دربارِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش اور متوجہ پایا۔

اے فقیرو! شریعت سے باہر قدم نہ رکھو، تقویٰ اختیار کرو، فضول مباحات سے بچو، فضیلت اور اولیت پر عمل کرو۔ خبردار لاولد کا ترکہ، یتیم کا مال، لڑکی پر رقم لینا، دن بدن مفلس کرتا ہے۔ خیرات کا مال نہ کھایا کرو، پہلے لوگ مولیٰ کے سچے طالب ہوتے تھے۔ رضائے الٰہی کے مقابلے میں دنیائے دنی کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

حکایت: ہارون رشید کا ایک لڑکا تارک الدنیا ہو گیا، باپ نے بہت کچھ سمجھایا مگر اس نے ایک نہ سنی اور گھر بار چھوڑ کر سفر اختیار کیا جب وہ جانے لگا تو اس کی والدہ نے ایک لعل اس کی پگڑی میں سی دیا، اتفاق سے ایک روز ہارون رشید شکار کے لئے باہر نکلا، جنگل میں ایک جگہ بیٹے کو دیکھا کہ گدڑی پہنے ہوئے ہے، یہ دیکھ کر رنجیدہ ہوا اور بادشاہی کا لالچ دیا، اس نے کہا اچھا یہ پرندوں کا غول ہے اس کو بلاؤ اس نے بلایا لیکن کوئی نہ آیا، پھر لڑکے نے آواز دی، سب کے سب اس کی آواز پر جمع ہو گئے۔ فرمایا آپ کی بادشاہی اچھی ہے یا میری؟ بادشاہ یہ سن کر نادم ہوا اور کہنے لگا کہ کوئی ضرورت ہو تو میں پوری کروں؟ اس نے کہا ہاں یہ ایک لعل ہے جو میری والدہ نے چلتے وقت میری پگڑی میں سی دیا تھا اس کی امانت اسی کو دیدینا۔

حکایت: ایک روز حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ یہ وعظ فرما رہے تھے کہ اللہ کی ذات سب پر غالب ہے اور انسان سب سے زیادہ کمزور اور ضعیف ہے، تو ایسے کمزور کو ایسے زبردست قوی کا مقابلہ اور اس کی نافرمانی نہ کرنی چاہئے۔ اتفاق سے ایک وزیر بھی مجلس میں موجود تھا، اس کے دل پر چوٹ لگی اور حضرت کے قدموں میں آکر عرض کرنے لگا کہ مجھے بھی سلامتی کا راستہ ہدایت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ نجات کے دو راستے ہیں ایک شریعت کا کہ جو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر احکام الٰہیہ کی پابندی کا نام ہے اور دوسرا طریقے باطن کا ہے اور وہ یہ ہے کہ جمیع تعلقات کو توڑ کر ایک اللہ سبحانہ کی طرف رجوع ہو اور ماسوی اللہ کی جانب نظر اٹھا کر نہ دیکھے اور کل کی نفی کر دے۔ وزیر نے دوسرے طریقے کو پسند کیا اور سب سے بے تعلق ہو کر جنگل میں جا بیٹھا اور یاد الٰہی میں مصروف ہو گیا۔ جب وہ مرنے لگا تو غیب سے آواز آئی کہ لوگو! ایک ولی اللہ فوت ہو گیا ہے، اس کی تجہیز و تکفین کا سامان کرو، اس کے جنازے میں شرکت کرو۔ جوق در جوق لوگ جمع ہو گئے اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ سچ ہے جس کو وہ اپنا بنائے اسے کون بیگانہ کرے۔

حکایت: ایک فقیر کے پاس ایک سپاہی گیا۔ فقیر نے پوچھا کہ تو کیا کام کرتا ہے سپاہی نے کہا کہ میں بادشاہ کا خاص ملازم ہوں، اس کو کھلاتا پلاتا ہوں، جب وہ سوتا ہے تو اس کا بدن دباتا ہوں۔ فقیر نے کہا کہ جب تجھ سے قصور ہو جائے تو وہ تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے، سپاہی نے کہا کہ وہ مجھے سزا دیتا ہے۔ فقیر نے فرمایا کہ پھر تیرے بادشاہ سے تو میرا بادشاہ اچھا ہے جو مجھے کھلاتا ہے مگر آپ نہیں کھاتا، میں سوتا ہوں تو وہ حفاظت کرتا ہے اور جب مجھ سے کوئی قصور ہو جائے اور میں معافی مانگوں تو وہ معاف بھی کر دیتا ہے، سپاہی نے کہا کہ بس تو آج سے میں تیرے ہی بادشاہ کی نوکری کروں گا۔ درحقیقت ہر کام خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لئے ہی کرنا چاہئے۔

سوال کی مذمت اور کسبِ حلال کی تعریف:

مسلمانو! گداگری کے ٹکڑے کو سستی اور غفلت لازم ہے، حلال اور محنت کی کمائی کھانے سے قوت حاصل ہوتی ہے لیکن آج لوگوں نے کمانے کے لئے طرح طرح کے فریب اور ڈھنگ نکال رکھے ہیں۔

حکایت: ایک فقیر اپنے خلیفہ کو ساتھ لے کر ایک عورت کے پاس بھیک مانگنے گیا، اس نے مٹھی بھر دانے دے دیئے۔ فقیر نے اپنا کاسہ پیش کر دیا کہ اس کو بھر دے۔ جب عورت نے انکار کیا تو خلیفہ کو اشارہ کر دیا اس نے بچہ کو دبر میں جو ایک پنگھوڑے میں سویا ہوا تھا۔ ایک کانٹا سا لگا دیا کہ جس سے بچہ چیخے اور چلائے اور کسی طرح چپ نہ ہو۔ عورتوں نے کہا کہ تو نے فقیر کو ناراض کر دیا تھا اس لئے یہ مصیبت آ گئی اس کو راضی کر۔ چنانچہ تلاش کر کے فقیر کو لائے اور اس کو خوش کیا۔ فقیر نے کانٹا نکال لیا اور بچہ چپ ہو گیا۔ پھر تو فقیر کی بن آئی، خوب عزت ہوئی اور سارا گھر مرید ہو گیا۔

حکایت: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک غریب سوالی آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے گھر میں کوئی شے ہے؟ اس نے عرض کیا کہ ایک پیالہ اور پرانی چادر ہے۔ فرمایا کہ لے آؤ۔ وہ لے کر حاضر ہو گیا۔ آپ نے اس کو نیلام کر دیا اور فرمایا کہ جا آدھے پیسے اپنے اہل وعیال پر خرچ کر اور آدھے پیسوں کی کلہاڑی خرید لے اور لکڑیاں کاٹ کر بیچا کر اس نے ایسا ہی کیا، چنانچہ چند دن میں وہ فارغ البال ہو گیا۔

فقیر و محنت اور ہمت کرو، حلال کی روزی کماؤ، خود کھاؤ اور دوسروں کو کھلاؤ، بھیک کے لئے دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ، بزرگوں کی خدمت میں رہو اور ان کے اٹھنے بیٹھنے کے طریقے سیکھو، دین اسی طرح حاصل کیا جاتا ہے۔ اس زمانے میں ادھورے ملا اور رسمی پیروں نے لوگوں کو بہت خراب کر رکھا ہے ان کی صحبت سم قاتل ہے، دل پاک کرنے اور شریعت پر چلانے کا نسخہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں ہی کو بتایا ہے۔

حکایت: ایک شخص ملا مسور نامی بہت کھانے والا تھا اچھی طرح پیٹ بھر لینے کے بعد تین سیر انگور کھا جاتا تھا، مگر باوجود اس کے عشا کی نماز پڑھ کر بیٹھتا اور صبح کی نماز اسی وضو سے پڑھتا۔ اس نے حضرت خواجہ حاجی دوست محمد صاحب قندھاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہی کی خدمت میں رہنے لگا۔ شیخ کی کچھ ایسی نظر پڑی کہ شروع میں تین روٹی سے زیادہ نہ کھا سکا اور پھر رفتہ رفتہ تین چار تولے پر آ گیا۔ یارو! جب نمک مرچ میں اثر ہے تو اولیاء اللہ کی نظر میں اثر نہ ہوگا جو ہدایت کا سبب ہیں۔

حکایت: ابوالنجیب سہروردی بڑے پائے کے بزرگ تھے، امام رازی نے ان کے

ہاتھ پر بیعت کی، مگر سلوک حاصل نہ کر سکے۔ جب علامہ پر نزع کا وقت آیا تو شیطان نے مناظرہ شروع کر دیا۔ ہستیٔ باری تعالیٰ پر تین سو دلیلیں امام کو آتی تھیں، لیکن شیطان نے تمام دلیلیں توڑ دیں، اللہ تعالیٰ نے شیخ کو اس حالت سے مطلع کر دیا۔ باوجود یہ کہ شیخ بہت دور بیٹھے تھے مگر امداد فرمائی اور توجہ غائبانہ سے تلقین کی کہ کہدے بلا دلیل خدا کو وحدہٗ لاشریک جانتا ہوں۔ امام کی زبان سے یہ الفاظ نکلے اور شیطان بھاگ گیا۔ امام صاحب اس جہان سے ایمان کے ساتھ رخصت ہوئے۔ اہلِ دل کی چندروزہ خدمت ایسی ہی مفید چیز ہے۔

حکایت: ایک مولوی صاحب کو ذکر کرنے کے باوجود ترقی نہ ہوتی تھی، شیخ نے معلوم کیا کہ اس کو کتابوں کی ورق گردانی ترقی سے مانع ہے۔ انہوں نے ہدایت کی کہ پہلے کتابیں دریا میں بہادے، پھر اللہ اللہ کر۔ جب ایسا کیا تو چند دن میں اس نے سلوک کی منزلیں طے کرلیں اور باخدا بن گیا۔

شیطان اور نفس کی شرارت سے بچنے کا بیان:

مسکین پور شریف میں سالانہ اجتماع کے وقت رسالہ اوراد واشغال کی ضرورت ظاہر کرتے ہوئے جس میں دن رات کی ادعیہ ماثورہ کا ذکر ہے یوں گوہرافشانی فرمائی۔

مسلمانو! بموجب ارشادِ خداوندی:

وَشَارِ كْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ۔ (۱)

شیطان بڑا دھوکہ باز ہے اور آدم کی اولاد کو ہر کام میں دھوکہ دیتا ہے آگے پیچھے اوپر نیچے سب طرف سے آتا ہے اور وسوسہ ڈالتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دھوکہ اور فریب سے بچنے کے لئے موقع بموقع ہر کام کی دعائیں اور آداب سکھائے ہیں، تاکہ بنی آدم اس کے حملہ سے محفوظ رہیں۔

میری مدت سے آرزو تھی کہ اسمِ ذات جیسے زبردست ہتھیار کے ساتھ فقراء اور اہلِ سلوک ادعیۂ ماثورہ کا حربہ بھی رکھیں جس طرح حدیث شریف میں ہر موقعہ ومحل کی دعائیں منقول ہیں، ان کو یاد کر کے اسی جگہ پڑھا کریں تاکہ میری جماعت شیطان کے حملے سے محفوظ رہے۔

ا۔ سورۃ الاسراء، آیت ۶۴،

الحمدللہ مدت کی یہ آرزو پوری ہوئی۔ اس کام کی تکمیل کے لئے مولانا عبدالغفور (۱) سے بھی کہا گیا مگر ازل سے یہ سعادت مولوی محمد مسلمؒ کی قسمت میں تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے شیطان کی چالوں اور نفس کی شرارتوں کو کچھ اولیا ہی سمجھتے ہیں۔

ایک دفعہ میرے گھر کے اندر عورتوں میں کچھ جھگڑا ہوگیا۔ میں نے کہا کیوں خبیث جھگڑا اور فساد کرانے کیلئے میرا گھر ہی تجھے ملا تھا چلا جا۔ یہ کہنا تھا کہ بالکل امن اور سکون ہوگیا۔

یارو! شیطان کے مکر اور فریب بڑے زبردست ہیں، اولیاء اللہ کی خدمت میں رہنے کے بعد اس کے مکر و فریب کا پتہ چلتا ہے، ورنہ اس کے حملہ سے ہر شخص محفوظ نہیں رہ سکتا۔ پیر کامل کی ہدایت پر چلنے سے یہ کٹھن منزل آسان ہو جاتی ہے اور ان کے ارشاد پر قائم نہ رہنے سے نقصان ہی نقصان ہے۔

حکایت: تین شخص ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب رخصت ہونے لگے تو بزرگ نے فرمایا کہ ہاتھی کا گوشت نہ کھانا وہ یہ سن کر رخصت ہوگئے۔ اتفاق سے راستہ بھول کر ایک بَن میں جانکلے اسی سرگردانی میں زادِ راہ بھی ختم ہوگیا۔ جب بھوک سے مرنے لگے تو ایک ہاتھی کا بچہ آ گیا، اس کو ذبح کر کے کھانے لگے۔ ان میں سے ایک آدمی نے ان کو اس کام سے روکا اور بزرگ کی ہدایت یاد دلائی۔ انہوں نے کہا کہ یہ گوشت اسی وقت تک حرام تھا جب تک اضطرار کی حالت پیدا نہیں ہوئی تھی، اب تو ہم مر رہے ہیں ہمارے لئے یہ گوشت حلال ہے۔ تیسرے نے انکار کیا اور بھوکا ہی سوگیا۔ کچھ دیر کے بعد ہتھنی آئی اور تین آدمیوں کو سوتے ہوئے دیکھ کر قریب گئی اور ہر ایک کا منہ سونگھنے لگی۔ جن کے منہ سے بچے کے گوشت کی بو آئی ان کی ٹانگیں پکڑ کر چیر ڈالیں اور جس نے نہ کھایا تھا اس کو اپنی پشت پر ڈال کر سیدھے راستے پر ڈال گئی۔

کہ سالک بے خبر نہ بود زراہِ و رسمِ منزلہا

اللہ کا ذکر اور پابندیٔ شریعت شیطان کو زیر کرنے کے لئے ایک زبردست ہتھیار ہے۔ اس لئے اللہ اللہ زیادہ کیا کرو اور غفلت کو پاس نہ آنے دو، شیطان کے بعد انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا نفس ہے۔ یہ سبز باغ دکھا کر خراب کرتا ہے یہ ایسا لقمہ ہے جو چکھنے میں تو

۱۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مرحوم نے بھی ایک کتاب ''دعوتِ فضلیہ'' کے نام سے مرتب فرما کر شائع فرمائی جو متعدد بار چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ مرتب

شیریں ہے مگر معدے میں پہنچ کر زہر بن جاتا ہے۔ اس کو ذلیل وخوار کرنے اور ہر کام میں اس کی مخالفت کرنے میں ہی ہماری کامیابی کا راز ہے۔ مولوی اور پیروں میں بڑائی بہت آ گئی ہے، نفس کے ہاتھوں بکے ہوئے ہیں جو کام کرو خدا کے لئے کرو، نفس کے لئے ایک کام بھی نہ کرو۔

حکایت: حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک کافر کو پچھاڑ کر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے، پیش قبض نکال کر اس کو مارنا چاہتے تھے کہ نیچے سے کافر نے روئے انور پر تھوک دیا، حضرت علیؓ فوراً اتر پڑے اور علیحدہ کھڑے ہو گئے۔ کافر نے متعجب ہو کر اس کا سبب دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے زمین پر گرایا تھا۔ جب تو نے میرے منہ پر تھوکا تو مجھے غصہ آیا۔ میں نے سوچا کہ اب اگر اس کو ماروں گا تو یہ فعل نفس کو خوش کرنے کے لئے ہوگا، خدا تعالیٰ کے واسطے نہ ہوگا اس لئے میں نے چھوڑ دیا۔ کافر یہ سن کر فوراً مسلمان ہو گیا۔ (۱)

ایک دفعہ حضرت مخدوم العالم قدس سرہٗ راجن پور تشریف لے گئے اور محمد کبیر کمپاؤنڈر جو حضرت خلیفہ محمد بخش صاحب کا مرید تھا اور نالہ قطب واہ کے پل پر حضرت قبلۂ عالم کے قدومِ میمنت لزوم کا منتظر تھا اس نے حضرتؒ کے گلوئے مبارک میں پھولوں کے ہار ڈالے اور ایک مولوی صاحب نے جس کو وہ اپنے ہمراہ لایا تھا ایک ہندی غزل بڑے خوش لہجہ اور ترنم کے ساتھ پڑھنی شروع کی۔ سبحان اللہ اس احقر کمترین پر ایک ایسی حالت طاری ہو گئی کہ ؂

بورطۂ محبت دلم اشک ریز نہ یارائے گفتن نہ یارائے گریز

اس وقت کیا دیکھتا ہوں کہ تجلیات وانوارِ الٰہیہ حضرت شیخ کے چہرہ منور پر متجلی ومنجلی ہونے لگے ہیں، یہ احقر از خود نکل کر مست ہو گیا اور غلبہ محبت سے مدہوش ہو کر حضرتؒ کے چوگرد طواف کرنا شروع کر دیا اور خلیفہ محمد بخش صاحب کو بالجبر گھوڑے سے اتار دیا اور زبان سے بے اختیار یہ نکلنے لگا کہ "اب سجدہ نہ کریں تو کیا کریں" لیکن حضرت خلیفہ صاحب کہ جن کی تمام عمر مستی میں گزری تھی اس وقت اُن کو بڑا سکون تھا۔ اور یوں فرماتے تھے، "شرع شریف بہت نازک ہے اور اس کا لحاظ بڑا ضروری ہے۔" غرض کہ راجن پور کے بازار میں اللہ اللہ کے نعرے مارتے ہوئے محمد کبیر مذکور کے بالاخانے میں قیام پذیر اور آرام فرما ہوئے، سبحان اللہ مخلوق کا اتنا اژدہام تھا کہ بازار اور گلی کوچے بند ہو گئے تھے، لوگ سیڑھیوں اور مکانات کے اوپر چڑھ کر

۱۔ حیاتِ فضلیہ

زیارت سے مستفیض ہوتے تھے۔آپ بالا خانے میں رونق افروز ہوئے اور بوجہ انبوہِ مخلوق اور جمِ غفیر اپنی جماعت کو نیچے مکان میں رہنے کا حکم فرمایا۔آپ نے حسبِ عادتِ مبارک بہت پرتاثیر وعظ اور نصائح بیان فرمائے ،لوگ سن کر آب دیدہ ہوگئے اور تائب ہونے لگے، بہت سے لوگوں کے کانوں سے مرکیاں (کانوں کے چھلے جو ہندو اور جاہل مسلمان پہنتے ہیں) اور ہاتھوں سے چھلے اتارے گئے اور بہت سے لوگوں کی لبیں کتروائی گئیں۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا آج کل پیر عورتوں سے ٹانگیں دبواتے ہیں، مونچھیں بڑھاتے اور ڈاڑھی منڈاتے ہیں اور لوگوں کو ضلالت کی طرف کھینچتے ہیں، عام طور پر لوگوں کو کامل اور ناقص پیر کی بالکل تمیز نہیں رہی بس ظاہری شان وشوکت کو دیکھتے ہیں دِل کو نہیں دیکھتے۔ پیر کے معنی بال سفید ہونے کے نہیں ہیں بلکہ دل سفید ہونا چاہئے۔پیر کامل وہ ہے جس پر یہ مقولہ صادق آتا ہے۔من له المولٰى فله الكل اور وہ مولیٰ کے در کا دربان ہو۔

چوں شوی دُور از حضورِ اولیا　　درحقیقت دور گشتی از خدا

اور حضرت محبوبِ کبریا علیہ افضل الصلوات والتسلیمات فرماتے ہیں:

اللّٰهُم ارزقنی حبک و حب من یحبک۔

حضرت قبلۂ عالم" نے جلسۂ سالانہ کے بعد حسب التماس عام وخاص، استخارہ کر کے سفر کا قصد فرمایا۔علاقہ ڈیرہ غازی خاں وجام پور کو سرفراز فرما کر حاجی پور تشریف فرما ہوئے اور بندہ اور مولوی لعل محمد کو بذریعہ مکتوب شریف حاجی پور میعادِ مجوزہ پر بلا بھیجا، کیونکہ بندہ شدتِ گرمی کے سبب سستی کر کے پیچھے رہ گیا تھا۔حضرت قبلہ کے مکتوب شریف کی نقل درج ذیل ہے۔

بخدمت جناب مولوی صاحب از طرف مسکین لاشئ محمد فضل علی اگر آپ مع لعل خاں حاجی پور میں آ جائیں تو بہتر ہے، پتن میرے والہ سیت پور، سلطان پور، گبرین آرائیں میرے والہ، پتی جمعہ ارائیں، حاجی پور یہ راستہ ہے۔

بندہ یہاں سے بصحابت نام بردہ وغلام حسین بلوچ وعبدالرحمٰن کلہا وعبدالرحیم کلہا حاجی پور میں پہنچا، لیکن حضرت قبلۂ عالم بکھر پور میں جو کہ حاجی پور سے بفاصلہ چار میل دُور ہے۔

جناب جندوڈا شاہ صاحب کے پاس رونق آرا ہوئے تھے جو کہ وہاں کا بڑا رئیس اور معزز آدمی تھا۔ اور حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کا نہایت معتقد اور مخلص تھا۔ بندے نے اپنے رفیقوں سے سنا ہے کہ مخدوم جندوڈا صاحب حضرت غریب نواز قدس سرہٗ کی نعتیں سن کر اشک ریزی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آج میں نے روئے زمین پر ولی کا چہرہ دیکھا اور اپنے تمام شہر کو بیعت کرا دیا۔

ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت کا منکر گویا تمام سنتوں کا منکر تصور کیا جائے گا جیسا کہ ایک آیتِ کلام اللہ کا منکر تمام قرآن کا منکر سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا اس عقیدے کے متعلق اللہ تعالیٰ کی جانب سے نص قطعی نازل ہو چکی ہے جیسا کہ فرمایا:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۔ (۱)

نیز آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص ایک عالم کو پکڑے گا اور کہے گا اِدھر آ، تیرے اوپر میرا دعویٰ ہے، وہ کہے گا کس طرح؟ یہ کہے گا جب میں نے تیرے سامنے گناہ کیا تھا تو تو نے مجھ کو منع کیوں نہ کیا، کیونکہ میں تو بے علم و بے خبر تھا اور تو باعلم و باخبر تھا۔ آپ نے فرمایا مُرکیاں اور چھلے اتارنے سے بعض لوگ انکار کرتے ہیں اور جاہل تو یہاں تک کہتے ہیں کہ زیورات اصل میں مردوں کے لئے ہیں، یہ نہیں جانتے کہ عورتیں جو مردوں کے لئے ہیں تو ان کے زیورات بھی مردوں کے لئے ہوئے کیونکہ زمین میں جو کھیتی مثمر ہو کر پکتی ہے وہ سب مزارع کے لئے ہوتی ہے۔ دیکھو! بیچاری عورتیں کانوں اور ناک کو سوزن (سوئی) سے سوراخ کراتی ہیں یہ سب دُکھ اور تکلیف مردوں کو راضی وخوش کرنے کے ارادہ سے کرتی ہیں، دراصل زیورات کا کانوں میں پہننا اور گلے میں لٹکانا مرد کی خوشنودی کے لئے ہوتا ہے پھر جاہل لوگ کیوں کہتے ہیں کہ زیور مردوں کے لئے ہیں اور بلا وجہ مرکیاں، چھلے، کنگن اور تختیاں اتارنے سے انکار کرتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ عورتوں کا زیور پہننا ہمارے ہی لئے ہے۔ ہاں اگر اُنہیں ایسا ہی منظور ہے تو پھر عورتوں کا لباس پہننا بھی اختیار کریں، گھگھرا، سرخ و زرد دوپٹہ اور ان کے ملبوسات زیبِ تن فرمائیں تاکہ پوری طرح تشبہ اور تطابق ہو۔ (۲) (علاوہ ازیں اور بھی بہت سی نصیحتیں فرمائیں)

۱۔ سورۂ بقرہ، آیت ۲۸۵،   ۲۔ ایک بیاض

اسمائے گرامی خلفاء حضرات

حیاتِ فضلیہ میں حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے خلفاء کی فہرست میں ان حضرات کے اسمائے گرامی بھی درج ہو گئے ہیں جو دراصل حضرت موصوفؒ کے خلفاء کے خلفاء ہیں اس لئے اب اس کتاب میں ان حضرات کے نام درج نہیں کئے گئے بلکہ صرف ان حضرات کے نام درج کئے گئے ہیں جو حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ سے ہی بلا واسطہ مرید ہو کر صاحبِ اجازت ہوئے ہیں اور یہ عین ممکن ہے کہ حضرت موصوفؒ کے بعض خلفاء حضرات کے نام حیاتِ فضلیہ میں درج نہ ہو سکے ہوں اور اب ہمارے پاس بھی ان کے متعلق معلومات کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اس لئے حضرت قدس سرہ کے خلفاء حضرات و مریدین سے درخواست ہے کہ اگر ان کے علم میں ایسے حضرات کے متعلق صحیح معلومات ہوں تو خانقاہ شریف مسکین پور میں حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں ارسال کر دیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اضافہ ہو سکے، نیز مندرجہ ذیل ناموں میں اگر کوئی غلطی ہو یا یہ کہ کسی خلیفہ کے خلیفہ کا نام درج ہو گیا ہو تو نشاندہی فرما کر شکریہ کا موقع دیں، انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اس کی بھی اصلاح کر دی جائے گی۔ (مرتب)

۱۔ حضرت مولانا خواجہ حافظ قاری کریم بخش صاحب مرحوم ساکن بھاولپور گھلوان

۲۔ حضرت مولانا عبد اللہ بہلوی مرحوم　اسلام آباد شجاع آباد

۳۔ حضرت مولانا حافظ محمد موسیٰ صاحب مرحوم　جلال پور پیروالہ

۴۔ حضرت مولانا نور بخش صاحب مرحوم　پھلّن ضلع مظفر گڑھ

۵۔ حضرت مولانا حاجی کریم بخش صاحب جنڈ مرحوم　فضل پور

۶۔ حضرت مولانا عبد المالک صاحب صدیقی مرحوم　احمد پور شرقیہ، بھاولپور،

۷۔ حضرت مولانا محمد عبد الغفار صاحب مرحوم　لاڑکانہ (سندھ)

۸۔ حضرت مولانا محمد سعید قریشی مرحوم　احمد پور شرقیہ، بھاولپور

نمبر	نام	مقام
۹۔	حضرت مولانا خواجہ محمد عبدالغفور صاحب عباسی جودبائی مرحوم	مدینہ طیبہ، باب مجیدی
۱۰۔	حضرت مولانا محمد معصوم صاحب مرحوم	چغرزئی جودبائی
۱۱۔	حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب مرحوم	چغرزئی جودبائی
۱۲۔	حضرت مولانا عبدالرشید صاحب مرحوم	مکے خیل چغرزئی
۱۳۔	حضرت مولانا اللہ دتہ صاحب مرحوم	پٹ واہی پرگنہ، جلالپور
۱۴۔	حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب مرحوم	حیدرواہن، ڈیرہ غازی خاں
۱۵۔	حضرت مولانا حافظ اللہ بچایا صاحب مرحوم	عبداللہ پور، بھاولپور
۱۶۔	حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم	چنی گوٹھ
۱۷۔	حضرت مولانا عتیق اللہ صاحب مرحوم	الئی علاقہ بنیر، سرحد
۱۸۔	حضرت مولانا محمد مسلم صاحب مرحوم	دیو بندثم لائکپور
۱۹۔	حضرت مولانا بخش شاہ صاحب مرحوم	خان بہلہ، بھاولپور
۲۰۔	حضرت مولانا فقیر محمد بخش صاحب مرحوم	حاجی پور، ڈیرہ غازی خاں
۲۱۔	حضرت مولانا نور محمد صاحب مرحوم	ناچک پرگنہ، جلالپور پیروالہ
۲۲۔	حضرت مولانا بشیر احمد صاحب مرحوم	احمد پور شرقیہ
۲۳۔	حضرت مولانا علی محمد صاحب مرحوم	پہاڑی
۲۴۔	حضرت مولانا ظہیر الدین صاحب مرحوم	ٹوبہ ٹیک سنگھ
۲۵۔	حضرت مولانا کمال محمد صاحب مرحوم	جلال پور پیروالہ
۲۶۔	حضرت مولانا لطف اللہ شاہ صاحب مرحوم	ڈیرہ غازی خاں
۲۷۔	حضرت مولانا غلام محمد شاہ صاحب مرحوم	ترنڈہ، بھاولپور
۲۸۔	حضرت مولانا عبدالواحد صاحب مرحوم	باگاپٹہ، سندھ
۲۹۔	حضرت مولانا سید حسن علی شاہ صاحب مرحوم	مسکین پور شریف
۳۰۔	حضرت مولانا احمد صاحب اخوندزانہ مرحوم	لنگرسرائے، علاقہ سرحد آزاد
۳۱۔	حضرت مولانا سید کرم حسین شاہ صاحب بخاری مرحوم	لٹوری، تحصیل شجاع آباد

۳۲۔	حضرت مولانا خواجہ خدا بخش صاحب لیل مرحوم	ساکن بیٹ پرگنہ، جلالپور پیروالہ
۳۳۔	حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم	حویلی لانگ
۳۴۔	حضرت مولانا نوراحمد صاحب مرحوم	سنہاری، مظفرگڑھ
۳۵۔	حضرت مولانا احمد دین صاحب مرحوم	اوچ شریف، بھاولپور
۳۶۔	حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مرحوم	احمد پور شرقیہ
۳۷۔	حضرت مولانا حاجی واحد بخش صاحب مرحوم	ٹانوری
۳۸۔	حضرت مولانا عبدالستار صاحب مرحوم	لنگر پرگنہ، جلالپور پیروالہ
۳۹۔	حضرت مولانا اللہ دتہ صاحب مرحوم	عمرپور پرگنہ جلالپور پیروالہ
۴۰۔	حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مرحوم	جلال پور کھاکھی
۴۱۔	حضرت مولانا حافظ غلام حیدر صاحب مرحوم	احمد پور شرقیہ
۴۲۔	حضرت مولانا نورالحسن صاحب مرحوم	چنی گوٹھ، بھاولپور
۴۳۔	حضرت مولانا مستجاب خاں صاحب مرحوم	چترال، ایون
۴۴۔	حضرت مولانا علی مرتضٰی صاحب مرحوم	ڈیرہ غازی خاں (گدائی)
۴۵۔	حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم	مدیجی، علاقہ سندھ
۴۶۔	حضرت مولانا اختر محمد شاہ صاحب مرحوم	مدیجی، علاقہ سندھ
۴۷۔	حضرت مولانا سید غلام دستگیر صاحب مرحوم	ہلانی، علاقہ سندھ
۴۸۔	حضرت مولانا حاجی نور محمد صاحب مرحوم	خیرپور ڈاھا، بھاولپور
۴۹۔	حضرت مولانا عبدالمالک صاحب مرحوم	مظفرگڑھ
۵۰۔	حضرت مولانا نبی بخش صاحب مرحوم	باگڑچی ضلع سکھر
۵۱۔	حضرت مولانا سعداللہ صاحب مرحوم	قنبر، لاڑکانہ
۵۲۔	حضرت مولانا محمد صالح صاحب مرحوم	گجرات
۵۳۔	حضرت مولانا محمد یار صاحب مرحوم	راناواہن پرگنہ، لودھراں
۵۴۔	حضرت مولانا محمد منیر صاحب مرحوم	احمد پور شرقیہ
۵۵۔	حضرت مولانا خواجہ غلام حسین صاحب مرحوم	بنیلی، ضلع ڈیرہ غازی خاں

۵۶۔	حضرت مولانا محمد رمضان صاحب مرحوم	کوٹ چھٹا ڈیرہ غازی خاں
۵۷۔	حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب مرحوم	ڈیرہ غازی خاں
۵۸۔	حضرت مولانا حسن بخش صاحب جھگی والے مرحوم	ضلع مظفر گڑھ
۵۹۔	حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب المعروف بہ خان ملا مرحوم	بنیری، حال مقیم کراچی
۶۰۔	حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب مرحوم	رنگ پور
۶۱۔	حضرت مولانا فیروز شاہ صاحب مرحوم	جہلم
۶۲۔	حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب مرحوم	رام پور، ضلعِ نینی تال
۶۳۔	حضرت مولانا حاجی خدا بخش صاحب مرحوم	سندھ
۶۴۔	حضرت مولانا علی محمد صاحب مرحوم	نمرو، قلات
۶۵۔	حضرت مولانا علی محمد صاحب مرحوم	بیٹ والا
۶۶۔	حضرت مولانا محمد یونس صاحب مرحوم	مرادآباد

نوٹ: ان بزرگوں میں سے بعض حضرات قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ حیات ہی میں وصال فرما گئے تھے اور بعض بعد از رحلت حضرت غریب نواز قدس سرہ العزیز انتقال فرما گئے اس وقت بھی بہت سے حضرات بفضلہٖ تعالیٰ بقید حیات ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کے انفاسِ طیبہ سے مخلوقِ خدا کو ہدایت نصیب کرے اور ان کو خوش و خرم رکھے اور ان حضرات کا سایہ ہمارے سروں پر بعافیت و سلامت تادیر قائم رکھے۔ ان بزرگانِ عظام سے راقم الحروف کی باادب و بالتجائے تمام درخواست ہے کہ بارگاہ حق سبحانہ و تعالیٰ میں اس مسکین عاجز مرتب و جناب مولانا کلیم اللہ شاہ صاحب اور دیگر معاونین کے لئے قربِ خداوندی و معرفتِ الٰہی کے حصول اور استقامت کی دعا فرمائیں اور اس نالائق کو اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں۔

بر کریماں　کارہا　دشوار　نیست

اب چند مشہور خلفاء کا مختصر تعاف درج کیا جاتا ہے:

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے بعض خلفاء کے حالات

حضرت مولانا حافظ کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بستی بھاولپور گھلواں کے باشندے تھے، جو ضلع بھاولپور میں واقع ہے۔ پہلے سلسلۂ چشتیہ میں حضرت حافظ فتح محمد جلالپوری سے بیعت تھے، ان کی وفات کے بعد تلاشِ شیخ میں رہے اور حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ سے بستی مدوانی میں بیعت ہوکر بعد تکمیل سلوک صاحبِ اجازت ہوئے۔ آپ عالم، حافظ اور قاری تھے۔ وضع قطع، نشست و برخاست، گفتگو و آواز وغیرہ میں اشبہ بالشیخ تھے، اپنی بستی میں درسِ قرآن دیا کرتے تھے، آج بھی آپ کے شاگرد کثیر تعداد میں موجود ہیں، حتیٰ کہ حضرت غریب نواز قدس سرہ کے بعض خلفاء بھی حضرت موصوف کے شاگرد ہیں، علوم ظاہری اور باطنی کی بہت خدمت کی ہے۔ اکثر اوقات مسجد میں گزارتے اور کبھی معتکف بھی ہو جاتے، نوافل کثرت سے پڑھتے۔ آپ اقوامِ خواجگان سے تعلق رکھتے ہیں، وفات پا چکے ہیں اور تین صاحبزادے تھے۔ تینوں حافظ ہوئے، بڑے صاحبزادے کا آپ کی حیات ہی میں انتقال ہوگیا تھا۔ اس سے چھوٹے کا آپ کے بعد انتقال ہوا۔ سب سے چھوٹے صاحبزادے حافظ نور محمد صاحب اس وقت جانشین ہیں۔ (۱) اور مدرسہ تعلیم القرآن میں بدستور تعلیم دے رہے ہیں، بہت ہی منکسر المزاج اور بافیض انسان ہیں۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ العالی ساکن بھیلی ضلع ملتان:

آپ بہت بڑے عالم، مفسر قرآن اور تصوف میں پورے محقق ہیں، آپ نے دو مقامات پر یعنی بھیلی و شجاع آباد میں دینی مدرسے قائم کئے ہوئے ہیں اور مستقل طور پر علماء کو ترجمۂ قرآن سے مستفیض کرتے رہتے ہیں، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تبلیغ میں بھی پوری طرح سرگرم

۱۔ از مولانا کلیم اللہ شاہ صاحب

ہیں، کافی تعداد میں آپ کے خلفاء موجود ہیں، جو مختلف علاقوں میں خدمتِ دین اور تبلیغ سلسلے کا کام انجام دے رہے ہیں، آپ کے تین صاحبزادے ہیں جو دینی خدمات میں مشغول ہیں۔ (۱)

حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

ساکن جلال پور پیروالہ ضلع ملتان، آپ رنگریزی (کپڑوں کی رنگائی و چھپائی کا کام) کرتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہ کسی سفر میں تھے صاحبِ موصوف کپڑا بیچتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں حضرت شیخ تشریف فرما تھے، جنانچہ آپ نے حضرتِ شیخ سے شرفِ بیعت حاصل کیا اور اسی دن سے ذکر وفکر میں مشغول ہوگئے، شیخ کے ساتھ پوری عقیدت رکھتے تھے، حسب الارشاد اسباقِ سلوک شروع کئے اور بعد تکمیل اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ خوشنویس بھی تھے۔ حضرت شیخ ان سے خلفاء کی اسناد ودیگر چیزوں کی کتابت کراتے تھے، آپ نے سلسلۂ عالیہ کی بہت خدمت کی ہے، آپ کی جماعت کثیر تعداد میں ہے اور آپ کے خلفاء بھی موجود ہیں، آپ نے تعلیم القرآن کے دو دینی مدرسے جاری کئے۔ ایک جلال پور پیروالا میں. اور دوسرا ملتان میں ہے، آپ رحلت فرما چکے ہیں، اور جلال پور پیروالا میں مدفون ہیں، آپ کے دو صاحبزادے قاری محمد اسماعیل صاحب اور قاری محمد یعقوب صاحب آپ کے جانشین ہیں اور دونوں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ (۲)

حضرت مولانا نور بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن بستی پھلن ضلع مظفرگڑھ:

آپ نہایت سادہ وضع اور درویش صفت عالم دین تھے، حکمت کا کام بھی کرتے تھے اور حضرت شیخ کا علاج معالجہ بھی کرتے تھے، مسکین پور کا قرب ہونے کی وجہ سے آپ کی زیادہ آمدورفت تھی، آپ نے خدمتِ دین بہت کی ہے، دامانی اور سندھ کے علاقوں میں آپ کے ارادت مند کثیر تعداد میں موجود ہیں، آپ کے دو صاحبزادے ہیں ان میں سے مولانا عبدالرشید صاحب آپ کے جانشین ہیں، جنہوں نے حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی قدس سرہ کی صحبت میں اکثر اسباق حاصل کئے ہیں اور سلسلۂ عالیہ کی خدمت انجام دے رہے ہیں اور ایک دینی مدرسہ بھی جاری کیا ہے۔ (۳)

۱۔ ازمولانا کلیم اللہ شاہ صاحب، ۲۔ ایضاً، ۳۔ ایضاً

حضرت مولانا حاجی کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بستی فضل پور ضلع بھاولپور کے رہنے والے ہیں، آپ حضرت شیخ قدس سرہ کے خاص خدام میں سے تھے، لنگر کی دیکھ بھال بہت کیا کرتے تھے، اکثر اوقات حضرتؒ کے ہم سفر رہتے تھے، آپ کی توجہ میں بڑا اثر تھا۔ آپ کے حلقۂ ارادت میں بہت سے فاسق تائب ہوئے، آپ کے دو خلفاء ہیں، اور ایک صاحبزادے مولوی حبیب اللہ صاحب ہیں جو اس وقت آپ کے جانشین ہیں۔ (۱)

حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صاحب مدظلہ العالی:

آپ احمد پور شرقیہ کے رہنے والے ہیں اور اب خانیوال میں آپ کی رہائش گاہ ہے۔ آپ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں، آپ عالم دین بھی ہیں اور سلوک میں بھی کامل ہیں، اکثر حضرت شیخ کے ہم سفر رہے ہیں، بالخصوص دہلی، دیوبند و دیگر مقاماتِ ہندوستان کے سفر میں آپ کا بہت ساتھ رہا ہے، اور آپ کی زیادہ عمر دہلی و ہندوستان کے اکثر مقامات اور پنجاب و سرحد کے تبلیغی سفروں میں گزری ہے، آپ کی تبلیغی کوششوں سے مخلوقِ خدا کو بہت فائدہ پہنچا ہے، آپ کی جماعت پشاور، لاہور، کراچی اور کوئٹہ میں کثرت سے موجود ہے، آپ کے کافی خلفاء سلسلہ عالیہ کی خدمت کر رہے ہیں، آپ کے حالات کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے ''تجلیات'' کا مطالعہ فرمائیں جو آپ کے زیرِ نگرانی حال ہی میں کراچی میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے۔ (۲)

حضرت مولانا عبدالغفار صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بستی لنگر کے باشندے تھے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز ہونے کے بعد بستی عاشق آباد نزد چنی گوٹ میں مقیم ہو کر سلسلۂ عالیہ کی خدمت شروع کی، آپ نے اپنی دختر نیک اختر حضرت شیخ کے نکاح میں دیدی، آپ اپنے شیخ کے بہت عاشق تھے، حضرت کی محبت میں بہت سے اشعار نظم کر کے پڑھا کرتے تھے، سندھ کے بہت لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں

۱۔ از مولانا کلیم اللہ شاہ صاحب، ۲۔ ایضاً

داخل ہوئے، اسی وجہ سے عقیدت مندوں نے لاڑکانہ شہر کے نزدیک بستی رحمت پور میں قیام پذیر ہونے پر اصرار کیا، چنانچہ آپ بستی عاشق آباد کو چھوڑ کر رحمت پور میں مقیم ہوگئے۔ آپ ہر مہینے کی گیارہ تاریخ کو اجتماع گیارہویں کے نام سے کیا کرتے تھے، کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوتے تھے۔ آپ کے خلفاء کافی تعداد میں ہیں، جو مختلف علاقوں میں سلسلۂ عالیہ کی خدمت انجام دے رہے ہیں، آپ نے لاڑکانہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے مولانا خلیل الرحمٰن صاحب جو مسند نشین ہیں وہ اپنے والدِ محترم کی طرح تبلیغِ سلسلہ کا کام انجام دے رہے ہیں۔(۱)

حضرت مولانا خواجہ محمد سعید صاحب قریشی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ احمد پور شرقیہ کے رہنے والے تھے، صحیح النسب نجیب الطرفین قریشی ہاشمی ہیں، صاحبِ اجازت ہوکر حسبِ ارشادِ پیر و مرشد تبلیغِ سلسلۂ کے لئے دہلی تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کا سلسلہ جاری ہوگیا اور پھیلتے پھیلتے دہلی، گوہانہ، پانی پت، کیتھل، تھانسیر، انبالہ، کاندھلہ اور کیرانہ وغیرہ میں آپ سے بکثرت لوگوں نے ظاہری و باطنی فیوض حاصل کئے، آپ تاحیات سال میں دو مرتبہ ان مقامات کا سفر فرماتے اور تبلیغی خدمات انجام دیتے رہے، آخری مرتبہ جب تبلیغی سفر پر کرنال تشریف لے گئے تو وہاں سخت بیمار ہوگئے، جب وہاں آرام نہ آیا تو بغرضِ علاج پانی پت لے جایا گیا، آخر وہیں ۱۹ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ، مطابق ۱۴/اپریل ۱۹۴۴ء بروز جمعۃ المبارک اس دارفانی سے رحلت فرماگئے اور حضرت مولانا قاری محمد عبدالرحمٰن صاحب محدث پانی پتی قدس سرہ کے مزارِ مبارک کے قریب مدفون ہیں۔ آپ کے کئی خلفاء تبلیغ کے کام میں کافی حصہ لیتے رہتے ہیں، آپ کے دو صاحبزادے حضرت مولانا محمد صادق صاحب اور حضرت مولانا محمد شریف صاحب ہیں۔ دونوں بفضلہ تعالیٰ فارغ التحصیل عالم باعمل و صاحبِ اجازت تھیں، آپ کے چھوٹے بھائی صاحب حضرت مولانا عزیز محمد صاحب قریشی مدظلہ العالی بھی صاحبِ اجازت ہیں اور مسکین پور شریف کی خانقاہ کی خدمت میں بہت سرگرم رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرما کر مزید خدمتِ تبلیغ سرانجام

۱۔ از مولانا کلیم اللہ شاہ صاحب،

کرائے۔آمین، آپ کے تفصیلی حالات ''حیاتِ سعیدیہ'' میں ملاحظہ ہوں۔(۱)

حضرت مولانا محمد عبدالغفور صاحب العباسی المدنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ جود باچغرزہ علاقہ سرحد کے رہنے والے تھے، ابتدائی تعلیم کے بعد دہلی تشریف لائے اور مدرسہ اسلامیہ امینیہ دہلی سے فارغ التحصیل ہوکر اسی مدرسے میں بڑی کتابوں کا درس دیتے رہے۔ حضرت مفتی کفایت اللہؒ آپ سے بہت متاثر تھے۔ جب آپ دہلی سے ارادۂ بیعت فقیر پور شریف روانہ ہوئے تو احمد پور شرقیہ سے حضرت خواجہ محمد سعید صاحب قریشی نور اللہ مرقدہ کو ساتھ لیا۔ یہ بڑے بافیض اور مجمع الکمالات بزرگ تھے، صحیح مکشوفات کے حامل تھے۔ اثنائے سفر میں آپ کو کشف ہوا اور مولانا عبدالغفور صاحبؒ سے فرمایا کہ:

> مولانا! مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابھی تو آپ مرید ہونے کے لئے جارہے ہیں، لیکن کچھ دنوں کے بعد آپ مراد بن جائیں گے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود۔ تھوڑے ہی عرصے میں وہ مقام نصیب ہوا جو اس شعر کا مصداق ہے

کانک شمس و الملوک کواکب
اذاظھر الشمس لم یبد منھم کوکب

> گویا آپ آسمان کا سورج ہیں اور باقی سلاطین آسمان کے تارے ہیں، جب سورج نکلتا ہے تو تارے غائب یعنی اُن کا نور مدھم ہو جاتا ہے۔

تو حضرت غریب نواز کے سارے خلفاء رشد و ہدایت چمکتے ہوئے ستارے تھے لیکن حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شان ممتاز تھی، آپ کے متعلق حضرت غریب نواز قدس سرہ فرماتے تھے:

> مجھے بتایا گیا ہے کہ اے قریشی! تیرے سلسلے کی اشاعت تمام عالم اسلام میں تیرے خلیفہ عبدالغفورؒ کے وجود سے ہوگی، جو کہ مدینۂ منورہ میں قیام پذیر ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دہلی کے دورانِ قیام کئی سال تک سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کرتے رہے اور اس زمانے میں بھی آپ سے بہت مخلوق فیضیاب ہوئی، پھر جب آپ مدینہ منورہ تشریف

۱۔مرتب

لے گئے تو خفیہ طور پر خدمتِ سلسلہ کرتے رہے۔ ۱۹۴۵ء میں اپنا مکان خریدا پہلی رات اس میں خواب دیکھا کہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم دروازہ پر تشریف لائے اور انگشتِ شہادت کے اشارہ سے محرابِ دروازہ پر یہ کلمات تحریر فرمائے۔

مَنْزِلُ اَصْحَابِ طَرِيْقَةِ النَّقْشْبَنْدِيَّةِ مَوْرِدُ اَنْوَارِ الْمُحَمَّدِيَّةِ۔

اور یہ حروف نور کی شکل میں چمکتے ہیں۔ خواب کے بعد حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کھلم کھلا ختمات و مراقبات اور بیعت کا سلسلہ شروع کر دیا اور فرماتے تھے کہ کوئی طاقت اس بورڈ کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اس کے باوجود احتیاط کو بھی ملحوظ رکھتے تھے، آپ کا فیض عام تمام اطرافِ عالم میں پھیلا اور آپ شیخ العرب والعجم کہلائے، آپ کے حالات رسالہ خدام الدین لاہور میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ امید ہے کہ کوئی صاحب آپ سوانح حیات کتابی صورت میں شائع کریں گے۔ یکم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں آپ کا مزار مبارک ہے، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون آپ کی نرینہ اولاد چار ہیں، سب سے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالحق صاحب عباسی ہیں جو حضرتِ مرحوم کے سجادہ نشین ہیں اور بحمد للہ اسی طرح ختمات و مراقبات اور بیعت کا سلسلہ جاری ہے، اللہ تعالیٰ تا قیامِ قیامت اس خانقاہ کو آباد رکھے۔ آمین۔ (۱)

حضرت مولانا محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ برادرِ کلاں حضرت مولانا مدنی مرحوم:

آپ نہایت حسین متواضع اور مہمان نواز تھے، اپنے ملک میں بہت مقبول تھے، آپ نے پٹھانوں میں قتل و غارت جنگ وجدال ختم کرادیا تھا، پرانی عداوتیں ختم کرادی تھیں، اصلاحِ قوم میں لگے رہتے تھے، شرعی اصلاحات کے نفاذ کی وجہ سے تزکیہ نفوس کے لئے وقت کم ملتا تھا جس کی وجہ سے سلسلہ عالیہ کی خدمت کا کام کم ہوسکا۔ پانچ اولادِ نرینہ آپ کی یادگار ہیں جو بفضلہٖ تعالیٰ عالم باعمل ہیں، فجزاہ اللہ تعالیٰ عنا خیر الجزاء۔ (۲)

حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی ہیں، علم معقول و منقول میں بے نظیر

۱۔ از مولانا سید عبداللہ صاحب، ۲۔ ایضاً

تھے، خصوصاً فنِ حدیث میں یکتا۔ بوقتِ درس آپ کے دونوں برادرانِ کلاں دیگر تلامذہ کے ساتھ بیٹھ کر درس سنتے تھے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے احترام کی وجہ سے سلسلہ بیعت میں ہاتھ نہیں بڑھایا اور عالم شباب ہی میں موت کو لبیک کہتے ہوئے خالقِ حقیقی سے جا ملے، ایک فرزند ارجمند مولانا لطف اللہ صاحب آپ کی یادگار ہے جس کی تربیت مدینہ منورہ میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے کی، علومِ مروجہ جامع سعودیہ عربیہ مدینہ منورہ میں حاصل کئے اور اسباق سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ غفوریہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کر کے سندِ خلافت سے سرفراز ہیں۔ (۱)

حضرت مولانا عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

یہ وہ مبارک ہستی ہے جس کے جبینِ مبارک سے انوار ٹپکتے تھے اور دیکھنے سے اللہ یاد آتا تھا، حضرت مولانا عبدالغفور مدنی قدس سرہ سے قرابت رکھتے تھے۔ آپ پہلے قادریہ سلسلہ میں کسی بزرگ سے بیعت تھے اُن کی وفات کے ایک عرصہ بعد آپ بھی حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ سے بیعت ہو گئے اور سلوک طے کرنے کے بعد صاحبِ اجازت ہو کر تبلیغ سلسلہ میں مشغول ہو گئے، بہت لوگ آپ سے مستفیض ہوئے۔ شہر دہلی میں شاہی عیدگاہ کے قریب تکیہ والی مسجد محلّہ قصاب پورہ میں امام تھے اور قریب ہی ایک مکان میں رہتے تھے اسی لئے حضرت صاحب موصوف آپ کو تکیہ مولوی صاحب کے نام سے یاد فرماتے تھے، آپ صحیح معنی میں مسکین تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ مجھے اس سنت پر قائم رکھیو کہ میں دنیا سے مسکین ہی اٹھایا جاؤں اور ایسا ہی ہوا۔ آپ نے علاقہ بنیر پشاور اور مردان میں کافی مریدین چھوڑے۔ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہؒ کو آپ سے بہت محبت وعقیدت تھی، جب آپ کی وفات ہوئی تو بوقتِ غسل بنفسِ نفیس موجود رہے اور اپنے دستِ مبارک سے کفن پہنایا، عیدگاہ و تکیہ والی مسجد کے قریب میدان میں نمازِ جنازہ پڑھائی اور مسجد تکیہ والی کے متصل قبرستان میں دفن کئے گئے۔ دو فرزند آپ کی یادگار ہیں۔ افسوس یہ بچے آپ کی وفات کے وقت بہت چھوٹے تھے اور کوئی سرپرست نہیں تھا اس لئے علم ظاہری و باطنی دونوں سے محروم رہے آج کل کراچی میں مقیم ہیں۔ (۲)

۱۔ از مولانا سید عبداللہ صاحب، ۲۔ از مولانا سید عبداللہ صاحب و مرتب

حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

ساکن حیدر وہنٹر ضلع ڈیرہ غازی خاں، آپ نے اپنے علاقے میں بے مثال دینی کام انجام دیئے ہیں، کثیر تعداد میں آپ کے عقیدت مند موجود ہیں، آپ کے چند خلفاء بھی اس وقت کام کررہے ہیں۔ بالخصوص حافظ اللہ بخش صاحب اچھا کام انجام دے رہے ہیں۔ (۱)

حضرت مولانا حافظ اللہ بچایا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن مطیع پور ضلع بھاولپور:

آپ بڑے صاحب وجد اور مستانہ مزاج کے درویش تھے۔ ضلع جالندھر کی طرف آپ نے بہت کام کیا آپ کے چند خلفاء ہیں جو اس وقت بھی اچھا خاصا کام کررہے ہیں۔ (۲)

حضرت مولانا حاجی محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن چنی گوٹھ:

آپ ایک مسکین طبع انسان تھے اور نہایت اعلیٰ درجہ کے صوفی تھے، لنگر کا کھانا پکانا اور تقسیم کرنا آپ کے ذمہ ہوتا تھا، آپ نے دین کی کافی خدمت کی ہے، آپ کے عقیدت مند بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ آپ کے صاحبزادے مولوی محمد ابوبکر صاحب آپ کے جانشین ہیں اور سلسلۂ عالیہ کی خدمت بدستور کررہے ہیں۔ (۳)

حضرت مولانا خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکن بستی لیل ضلع ملتان:

آپ عالم فاضل تھے، لنگر کے خاص خدام میں سے تھے، اکثر اوقات حضرت شیخؒ کے ساتھ سفر میں رہتے نہایت جری، بہادر اور دینی خدمات میں ہمیشہ کوشاں رہتے تھے، آپ کی تبلیغ سے بہت لوگوں کو فائدہ ہوا۔ (۴)

حضرت مولانا نذیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن احمد پور شرقیہ بھاولپور:

آپ بڑے عالم فاضل تھے، آپ نے ظاہری علوم کی بہت خدمت کی ہے، سلسلۂ عالیہ میں بھی اچھا خاصا کام کرتے رہے۔ آپ نہایت سادہ وضع کے عالم تھے۔ حضرت شیخؒ کے

۱۔ از مولانا کلیم اللہ شاہ صاحب، ۲۔ ایضاً، ۳۔ ایضاً، ۴۔ ایضاً

بعد خانقاہ کی دیکھ بھال پورے اخلاص سے کرتے رہے۔آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔(۱)

حضرت مولانا علی مرتضٰی صاحب مدظلہ العالی ساکن گدائی ضلع ڈیرہ غازی خاں:

آپ عالمِ محقق اور صوفی اکمل ہیں۔ آپ اپنے علاقے میں سلسلۂ عالیہ کی بہت خدمت انجام دے رہے ہیں آپ کی جماعت بھی کثیر تعداد میں موجود ہے۔ (۲)

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب مدظلہ العالی مظفر گڑھ:

آپ دوسرے عبدالمالک صاحب ہیں جو ضلع مظفر گڑھ کی ایک بستی کے رہنے والے ہیں اور حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی خدمت میں بہت عرصہ رہ کر فیضیاب ہوئے اور صاحبِ اجازت ہو کر سلسلۂ عالیہ کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ حضرت غریب نواز قدسرہ کی مجلسِ مبارک میں وعظ بھی کیا کرتے تھے اور اب بھی حضرت موصوف کے حالات وغیرہ کی تفصیل بہت بیان کرتے رہتے ہیں، کاش آپ ان حالات کو تحریر فرما دیں تاکہ ’مقاماتِ فضلیہ‘‘ کی آئندہ اشاعت میں شامل کئے جاسکیں۔آپ کا وعظ بہت مؤثر و مدلل وآسان اور واضح ہوتا ہے۔مسکین پور شریف کے جلسے میں آپ کی وجہ سے بہت نظم و نسق اور کامیابی رہتی ہے۔سندھ و پنجاب کے اکثر مقامات کا سفر فرماتے اور تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ تنظیم اہل سنت و جماعت کے سرگرم مبلغ حضرت مولانا دوست محمد قریشی مدظلہ آپ کے خلیفہ ہیں اور بھی بہت مخلوق آپ سے فیضیاب ہے۔ پہلے سندھ میں بمقام کنزی بھی آپ کا قیام رہا، آج کل ضلع مظفر گڑھ میں کسی جگہ قیام ہے، اللہ تعالیٰ ان کی عمر کو دراز فرمائے اور ان کے ذریعہ فیوضاتِ باطنی سے مخلوقِ خدا کو سیراب فرمائے۔آمین!(۳)

حضرت مولانا سید غلام دستگیر صاحب مدظلہ العالی ساکن ہالانی سندھ:

آپ کے فیض سے ہالانی اور اس کے گردونواح کی بہت مخلوق فیضیاب ہو رہی ہے۔بہت ہمت کے ساتھ تبلیغِ دین و ترویج سلسلہ میں مشغول اور بدعات و رسوماتِ باطلہ کا قلع قمع کرنے میں مصروف رہتے ہیں، نیز ایک مدرسہ برائے تعلیم دینیات بھی چلاتے ہیں۔جس کی وجہ سے علاقے

۱۔از مولانا کلیم اللہ شاہ صاحب، ۲۔ایضاً، ۳۔مرتب

کے بچے دین سے واقف ہوتے جاتے ہیں، نہایت غنی النفس اور بلا طمع ہستی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے وجود سے مخلوق کو مستفیض فرماتا رہے تا کہ اکابرین سلسلہ کا نام صفحۂ ہستی پر ثبت رہے۔(۱)

حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن خیر پور ڈھا ضلع بھاولپور:

آپ نیک سیرت عالم، متواضع مزاج درویش اور خوش اخلاق، صابر و شاکر بزرگ تھے، ظاہری علوم کی بھی خدمت کرتے تھے اور باطنی علوم میں بھی کافی لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ آپ کی یادگار ایک مدرسہ تعلیم القرآن بدستور جاری ہے۔ آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہیں، آپ کے صاحبزادے حافظ منظور احمد صاحب مدرسے کی خدمت کر رہے ہیں۔(۲)

حضرت مولانا صوفی محمد یار صاحب مدظلہ العالی ساکن رانا وہنر ضلع ملتان:

آپ عالم فاضل اور نہایت متواضع بزرگ ہیں۔ عمر بھر شادی نہیں کی، مسجد کے حجرے میں دینی خدمات انجام دیتے ہیں، آپ کی توجہ اور دعا میں خصوصی اثر ہے، آپ کے عقیدت مند بکثرت ہیں۔(۳)

حضرت مولانا حافظ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

ساکن چرٹہ ضلع ڈیرہ غازی خاں، آپ خوش بیان واعظ تھے، قرآن مجید کی تفسیر کا وعظ بہت کیا کرتے تھے، حضرت شیخ آپ کو وعظ کے لئے اجتماع میں بلایا کرتے تھے، آپ بڑے ذوق سے وعظ بیان فرماتے، آپ نے بھی سلسلۂ عالیہ کی بہت خدمت کی ہے۔(۴)

حضرت مولانا نور الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن چنی گوٹھ ضلع بھاولپور:

آپ عالم فاضل، شیریں کلام اور خوش بیان تھے، اکثر اوقات اجتماعات کو مواقع پر بہت طویل وعظ فرما کر رات کا اکثر حصہ گزارتے۔ حضرت شیخ آپ کے وعظ سے بہت خوش ہوتے تھے اور آپ بھی حضرت پر جاں نثار تھے، آپ نے سلسلۂ عالیہ کی بہت خدمت کی ہے اور

۱۔ از مولانا کلیم اللہ شاہ صاحب، ۲۔ ایضاً، ۳۔ ایضاً، ۴۔ ایضاً

اپنے ہاں ایک دینی مدرسہ قائم کیا ہے۔ آپ کے صاجزادے مولوی منظور احمد صاحب اس مدرسہ کی خدمت کررہے ہیں۔(۱)

حضرت مولانا مستجاب خاں صاحب مدظلہ العالی ساکن چترال:

آپ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی وفات کے وقت مسکین پور شریف میں موجود تھے۔علوم نقلیہ وعقلیہ کے حامل، کم گو، بڑے پائے کے عابد وزاہد اور نہایت حسین بزرگ ہیں، سلسلۂ عالیہ کی خدمت علاقہ چترال میں بہت کی، اور کررہے ہیں، کثیر تعداد میں مریدین موجود ہیں۔ چترال اور روس کی سرحد پر تشریف لے جاتے ہیں اور تبلیغ دین کرتے رہتے ہیں۔ بہت سے کافروں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا ہے۔ اور اندرونِ ملک بہت سے شیعوں کو اہل سنت وجماعت بنادیا ہے۔حق سبحانہ وتعالیٰ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے، خدمت دین اور سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کے لئے مزید توفیق عنایت فرمائے۔ آمین (۲)

۱۔ از مولانا کلیم اللہ شاہ صاحب، ۲۔ ایضاً،

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رحمہم اللہ تعالیٰ

کے اسباق کی تشریح

﴿ماخوذ از عمدۃ السلوک ملخصاً﴾

اب شیخ المشائخ حضرت خواجہ فضل علی شاہ قریشی عباسی مجددی قدس سرہ کے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق کی تفصیل درج کی جاتی ہے، اس سے یہ مقصد نہیں ہے کہ لوگ بلا تعلیم شیخ ان اسباق کی ترکیب و اثرات پڑھ کر خود ان پر عمل کرتے جائیں اور اپنی رائے سے ان کی تکمیل تجویز کرتے جائیں، بلکہ طالبِ حق کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی مجازِ سلسلۂ شیخ کے ہاتھ پر بیعت کر کے طریقہ اخذ کرے اور جس طرح اس کا شیخ اس کو سلسلۂ عالیہ کے اسباق کی تعلیم دیتا رہے اس کے مطابق عمل کرتا رہے اور اپنے احوال اپنے شیخ کی خدمت میں پیش کرتا رہے تا کہ شرِ نفس و شرِ شیطان سے محفوظ رہے۔ اسباق کی اس تشریح سے یہ مقصد ہے کہ شیخ جب کسی مرید کو جس سبق کی تعلیم دے وہ اس کی نیت و طریقہ وغیرہ اس سے سمجھ سکے اور صرف اپنے متعلقہ اسباق کے اثرات کو اس میں پڑھ کر اطمینان کر سکے کہ اس کے عمل کے اثرات صحیح انداز پر مرتب ہو رہے ہیں یا نہیں، اور اگر اثرات محسوس نہ ہوں تو عمل میں جس قسم کی کوتاہی ہو رہی ہو اس کا تدارک کر سکے اور اپنے شیخ سے رجوع کر کے اس کی دعا و توجہات و تعلیمات سے مستفیض ہو سکے، اگر اپنے نفس کے تابع ہو کر اپنی مرضی سے ان اسباق کو کرے گا تو بجائے فائدے کے نقصان کا خطرہ ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔ (مؤلف)

مشائخ کرامؒ نے صفائی باطن کے لئے تین طریقے مقرر کئے ہیں، پہلا طریقہ ذکر ہے، خواہ اسم ذات کا ذکر ہو یا نفی اثبات کا، دوسرا طریقہ مراقبہ ہے اور تیسرا طریقہ رابطہ شیخ ہے، جس قدر ان امور میں نقصان ہوگا اسی قدر اس راستے کے طے کرنے میں دیر لگے گی۔ ان تینوں طریقوں کی تفصیل یہ ہے کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں سب سے پہلے اسم ذات کا ذکر تلقین کرتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے۔

سبقِ اوّل، لطیفۂ قلب:

انسان کے جسم میں دل کا مقام بائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر مائل بہ پہلو ہے، سالک جب دنیاوی کاموں سے فرصت پائے باوضو تنہائی میں قبلہ رو بیٹھ کر زبان تالو سے لگائے اور دل کو تمام پریشان خیالات وخطرات سے خالی کر کے پوری توجہ اور نہایت ادب کے ساتھ خیال کرے کہ میرا دل اللہ اللہ کہہ رہا ہے اور میں سن رہا ہوں، یعنی اپنے خیال کی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللہ کی طرف رکھے۔ ذکر کرتے وقت خواہ دوزانو بیٹھے یا مربع یعنی چوکڑی مار کر بیٹھ جائے، آنکھیں بند کرلے ناک سے سانس حسب معمول آتا جاتا رہے۔ کچھ دیر تسبیح کے ساتھ ذکر کرے اس طرح پر کہ تسبیح کا دانہ ہاتھ سے جلدی جلدی چلاتا جائے اور دل پر اللہ اللہ کا خیال گزارتا جائے، زبان یا حلق وغیرہ سے نہ کہے بلکہ زبان تالو سے لگی ہوئی ہو، اگر برداشت ہو سکے تو سر اور منہ پر رومال وغیرہ بھی ڈال لے تاکہ خیالات منتشر ہونے سے امن رہے، اس طرح کم از کم دس تسبیح یعنی ایک ہزار مرتبہ اسم ذات کا ذکر کرے، پھر تسبیح رکھ کر اندازاً اتنی دیر تک بغیر تسبیح کے ذکر کرے۔ نیز ذکر کی حالت میں یہ بھی خیال کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ وہ پاک ذات ہے جو تمام صفاتِ کاملہ سے موصوف اور ہر قسم کے نقائص وعیوب سے پاک ہے اور فیضانِ الٰہی کا نور میرے دل میں آرہا ہے اور دل کے زنگ وظلمات وکدورات اس نور کی برکت سے دور ہو رہے ہیں اور دل اس کے شکریے میں اللہ اللہ کہتا ہے۔ اس خیال میں مستغرق ہوکر ذکرِ اسم ذات میں مشغول رہے اور فراغت کے بعد دعا مانگے۔ روزانہ ایک مخصوص وقت میں اس وظیفے پر عمل کرتا رہے۔

نیز چلتے پھرتے سوتے لیٹتے اٹھتے بیٹھتے یعنی ہر وقت بھی دل میں ذکر کا خیال رکھے تاکہ ''ہاتھ کار میں دل یار میں'' کا مصداق ہو جائے اور دل ذکر کے ساتھ جاری ہو جائے۔ اور

دل کے جاری ہونے کی کیفیت اکثر لوگوں کو نبض کی حرکت یا گھڑی کی ٹِک ٹِک وغیرہ کی مانند ہوتی ہے۔ مشائخ کرام اس حرکت پر اسمِ ذات کا تصور کرنے کی تلقین فرماتے ہیں تا کہ حدیث اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ کا مصداق ہو جائے۔ دل کے جاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ خیال کے کان سے صاف طور پر سنا جائے، محض لطیفے کی حرکت مراد نہیں ہے۔ ہدایۃ الطالبین میں ہے کہ ''حرکتِ ذکر از دل بسمعِ خیال برسد''

نیز طالب کو چاہئے کہ حسب فرصت دن رات میں کسی وقت ایک سو مرتبہ درود شریف اور ایک سو مرتبہ استغفار ایک نشست میں یا متفرق طور پر پڑھ لیا کرے، اور ذکر مذکور پر اس قدر ہمیشگی کرے کہ لطیفۂ مذکور اپنے مضغہ سے نکل کر اپنی اصل میں پہنچ جائے۔ لطیفۂ قلب کے اپنی اصل میں پہنچنے کی علامت یہ ہے کہ اس کی توجہ بلندی کی طرف مائل ہو جائے اور تمام جہات کی طرف سے بھول جائے اور دل کی حرکت سے لفظِ مبارک ''اللہ'' خیال کے کان سے صاف طور پر سنا جائے اور ذکر کے وقت اس کو ماسوا سے غفلت اور ذاتِ حق کے ساتھ محویت ہو جائے اگرچہ تھوڑی دیر ہی کے لئے ہو۔ نیز ہر کام کے کرتے وقت شریعت کی پابندی کا خیال رہے، اس کی حالت میں دن بدن عملی اصلاح، شریعت کی محبت؛ حالات میں تبدیلی ہوتی رہے اور غفلت دور ہو کر ہر کام شریعت کے مطابق کرنے کا ہر وقت خیال رہے۔ شہوت جو اس لطیفے سے تعلق رکھتی ہے اور سالک کو اپنی طرف کھینچ کر محبوب حقیقی سے غافل کرتی ہے، اس کی اصلاح ہو کر محبوب حقیقی کی محبت اور اس کی رضا جوئی کی طرف رغبت بڑھنے لگتی ہے۔

سبق دوم، لطیفۂ روح:

لطیفۂ روح کی جگہ دائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر مائل بہ پہلو ہے، اس جگہ پر ذکر اسم ذات ''اللہ'' اسی طرح کرے جس طرح لطیفۂ قلب میں مذکور ہے، اس لطیفے کے اپنی اصل میں پہنچنے کی علامت یہ ہے کہ یہ لطیفۂ بھی اسی طرح ذکر سے جاری ہو جائے اور جو کیفیات ذکر قلبی میں حاصل ہوئی ہیں اُن میں زیادتی ہو جائے اور غصہ اور غضب جو پہلے سے طبیعت میں ہے اس کی اصلاح ہو کر وہ شریعت کے تابع ہو جائے۔

سبق سوم، لطیفۂ سرّ:

لطیفۂ سرّ کی جگہ بائیں پستان کے برابر دو انگشت کے فاصلے پر مائل بہ وسطِ سینہ ہے، اس میں بھی لطیفۂ قلب و روح کی طرح ذکر کرے، اس کے حصول کی علامت یہ ہے کہ اس میں بھی ہر دو سابقہ لطیفوں کی طرح ذکر جاری ہو جاتا اور کیفیات میں مزید ترقی ہو جاتی ہے، یہ مقام مشاہدے اور دیدار کا ہے اور اس کے ذکر میں عجیب و غریب کیفیات ظہور میں آتی ہیں، اور اس میں حرص کی اصلاح ہو کر شریعت کے کاموں میں خرچ کرنے اور نیکیوں کے حاصل کرنے کی حرص پیدا ہو جاتی ہے۔

سبق چہارم، لطیفۂ خفی:

اس کا مقام دائیں پستان کے برابر دو انگشت کے فاصلے پر وسط سینہ کی طرف مائل ہے اس کے ذکر میں یَالَطِیْفُ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخَفِی کا پڑھنا مفید ہے۔ اس کے حصول کی علامت یہ ہے کہ اس لطیفے میں بھی ذکر جاری ہو جاتا ہے اور صفات رزیلہ حسد و بخل کی اصلاح ہو کر اس لطیفے کے عجیب و غریب احوال ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

سبق پنجم، لطیفۂ اخفی:

اس کا مقام وسطِ سینہ ہے، اس کی سیر اعلیٰ اور یہ ولایتِ محمدیہ خاصہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا مقام ہے، اس کے حصول کی علامت یہ ہے کہ اس میں بھی سابقہ لطائف کی طرح ذکر جاری ہو جاتا ہے اور تکبر و فخر وغیرہ رزائل کی اصلاح ہو کر قرب و حضور و جمعیت حاصل ہو جاتی ہے۔ ویسے تو ہر لطیفے کے ذکر میں قرب و حضور اور جمعیت حاصل ہو جاتی ہے لیکن لطیفۂ اخفی کا مقام تمام مقامات سے عالی ہے۔

سبق ششم، لطیفۂ نفس:

اس کے مقام میں صوفیائے کرام نے اختلاف کیا ہے بعض کے نزدیک ناف سے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر ہے لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے نزدیک اس کا مقام وسط پیشانی ہے، محققین نے اس میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ پیشانی پر اس کا سر اور

زیر ناف اس کا دھڑ ہے۔ اگرچہ اس کی حرکت چنداں محسوس نہیں ہوتی پھر بھی جذب وشوق سے خالی نہیں رہتا، اس کی اصلاح کی علامت یہ ہے کہ سرکشی کی بجائے ذکر کی لذت سے سرشار ہو جاتا اور ذکر میں ذوق وشوق ومحویت بڑھ جاتی ہے۔

سبق ہفتم، لطیفۂ قالبیہ:

اس کو سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں اس کا مقام ومحل تمام بدن ہے، حتیٰ کہ بال بال کی جڑ سے ذکر ظاہر ہو جائے۔ کبھی سلطان الاذکار کی جگہ سر کے وسط میں مقرر کرتے ہیں اس سے بھی بفضلہٖ تعالیٰ تمام بدن میں ذِکر جاری ہو جاتا ہے اس کے حصول کی علامت یہ ہے کہ سالک کے جسم کا گوشت پھڑکنے لگتا ہے کبھی بازو میں کبھی ٹانگ میں اور کبھی جسم کے کسی حصے میں اور کبھی کسی حصے میں۔ حتی کہ کبھی کبھی تمام جسم ذکر کے ساتھ حرکت کرنے لگتا ہے اور سالک ایک عجیب کیفیت و ذوق محسوس کرتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

سبق ہشتم، ذکر نفی اثبات:

اوپر لطائف سبعہ کا بیان ہوا، ان لطائف میں ذکر حاصل ہونے کے بعد نفی اثبات (لا الہ الا اللہ) حبسِ دم کے ساتھ (یعنی سانس روک کر) کرتے ہیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنے سانس کو ناف کے نیچے بند کرے یعنی اندر کی طرف خوب سانس کھینچ کر ناف کی جگہ پر سانس روک لے اور خیال کی زبان سے کلمۂ لا کو ناف سے نکال کر اپنے دماغ تک پہنچائے پھر لفظ الہ کو دائیں کندھے پر لے جائے۔ لفظ الا اللّٰہ کو پانچوں لطائفِ عالم امر میں سے گزار کر دل پر قوتِ خیال سے اس طرح شد و مد کے ساتھ ضرب کرے کہ ذکر کا اثر تمام لطائف میں پہنچے اور اس طرح ایک دفعہ کے سانس روکنے کی حالت میں چند بار ذکر کرے پھر سانس چھوڑتے وقت محمد رسول اللہ ﷺ خیال کی زبان سے کہے۔ ذکر کرتے وقت اس کے معنی کا خیال رکھے کہ سوائے ذاتِ حق کے کوئی مقصود نہیں ہے اور لا کے وقت اپنی ہستی اور تمام موجودات کی نفی کرے اور الا اللّٰہ کہتے وقت ذاتِ حق کا اثبات کرے، ایک سانس میں طاق عدد ذکر کرنے کی رعایت کرے یعنی ابتدا میں تین بار پھر پانچ بار کرے اور مشق بڑھاتا جائے حتیٰ کہ ایک سانس میں اکیس بار تک پہنچائے۔

اس طاق عدد کی رعایت کو موقوفِ عددی کہتے ہیں اگر ہو سکے تو مفید ہے شرط نہیں ہے۔ اگر اکیس بار تک پہنچایا اور کوئی فائدہ نہ ہوا تو پھر سے شروع کرے۔ چند بار ذکر کرنے کے بعد نہایت عاجزی و انکساری سے یہ التجا کرے، ''یا الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور میں تیری ہی رضا کا طالب ہوں اپنی محبت و معرفت مجھے عنایت فرما'' اس کو بازگشت کہتے ہیں۔ نیز اپنی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ ذاتِ الٰہی کی طرف رکھے، اس کو وقوفِ قلبی کہتے ہیں، جو نہایت ضروری ہے اور اس کے بغیر نسبت کا حاصل ہونا محال ہے، دل کو وساوس و خطرات سے بچائے اس کو نگہداشت کہتے ہیں۔
اس ذکر کے اثرات یہ ہیں کہ اس سے حرارتِ قلب، ذوق وشوق، رقتِ قلبی، نفی خواطر، زیادتی محبت حاصل ہوتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ کشف کے حاصل ہونے کا سبب ہو جائے لیکن یہ ذکر سردیوں میں کیا جائے اور طبیعت کے مطابق کمی بیشی کر سکتے ہیں، تا کہ کسی نقصان کا باعث نہ ہو جائے، اور اس زمانے میں حسبِ مزاج مرغن غذا کا استعمال رکھا جائے۔ اگر کسی کو سانس روک کر ذکر کرنا تکلیف دے تو بغیر سانس روکے کریں، اور گرمیوں میں حبسِ دم سے یہ ذکر نہ کریں بلکہ اگر کرنا چاہیں تو بغیر حبس دم کے اور بلا رعایت وقوف عددی کے ویسے ہی سادہ طریقے سے کریں باقی طریقہ وہی ہوگا جو اوپر ذکر ہوا۔ نیز اس ذکر میں اعضا کو اور جوارح کو حرکت نہ دیں محض خیال کریں۔

سبقِ نہم، ذکر تہلیل لسانی:

اس ذکر کا طریقہ بھی وہی ہے جو اوپر نفی اثبات کا بیان ہوا، مگر اس میں سانس نہیں روکا جاتا اور شرائط مذکورہ کے ساتھ زبان سے ذکر کیا جاتا ہے خیال سے نہیں، اس کی ادنیٰ تعداد گیارہ سو مرتبہ ہے اور اعلیٰ تعداد پانچ ہزار مرتبہ ہے، اگر ایک وقت میں نہ ہو سکے تو متفرق وقتوں میں دن رات میں پورا کر لے اس سے بھی زیادہ کرے تو زیادہ فائدہ دیکھے۔ اس ذکر کو چلتے پھرتے بیٹھے لیٹے وضو سے ہو یا بے وضو ہر وقت کر سکتا ہے۔ البتہ وضو سے ہونا افضل ہے اور معنی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس کے اثرات بھی حسبِ سابق ہیں اور ہر دو طریقہ کے ذکر نفی اثبات میں خطرات کی نفی، حضور قلب، لطائف کی اپنے مقامات سے فوق الفوق کی طرف کشش اور دل پر فوق یا کسی اور جانب سے واردات کا نزول ہوتا ہے حتیٰ کہ واردات کا اتصال ہو کر سالک پر فنا کا غلبہ ہو جاتا ہے۔

نیّاتِ مراقبات

سبق دہم، مراقبۂ احدیت:

صفائی باطن کا دوسرا طریقہ مراقبہ ہے، دل کو وساوس وخطرات سے خالی کر کے فیض خداوندی اور رحمتِ الٰہی کا انتظار کرنا مراقبہ کہلاتا ہے، اب سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے مراقبات کی نیات وکیفیات درج کی جاتی ہیں۔

مراقبۂ احدیت کی نیت اس طرح ہے:

میرے لطیفۂ قلب پر اُس ذاتِ والا صفات سے فیض آ رہا ہے جو تمام کمالات اور خوبیوں کا جامع ہے اور جملہ عیوب ونقائص سے پاک ہے۔

زبانِ خیال کے ساتھ یہ نیت کر کے فیضانِ الٰہی کے انتظار میں بیٹھا رہے، اس مراقبے میں جمعیت اور حضورِ قلب کی نسبت حاصل ہونے کی طرف توجہ رکھنی چاہئے اور تنزیہ و تقدیس ذاتِ حق کا پوری طرح خیال رکھنا چاہئے۔

اثرات: خطراتِ قلبی کے بالکلیہ زائل ہونے یا کم ہونے کو جمعیت کہتے ہیں، قلب کی توجہ حق تعالیٰ کی طرف پیدا ہونے کو حضور کہتے ہیں۔ مراقبۂ احدیث میں سالک کو حق تعالیٰ کے ساتھ حضور اور اس کے سوا سے غفلت حاصل ہو جاتی ہے حتی کہ کم از کم دو تین ساعت تک بلا خطرے کے یہ حضور حاصل ہو جائے تو سمجھنا چاہئے کہ اس مراقبے کے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

مراقبہ احدیث کے بعد مراقبات مشارب کی تعلیم دی جاتی ہے، مشارب جمع مشرب کی ہے بمعنی راہ وگھاٹ، ان مراقبات کے ذریعے سالک مقام فنا تک پہنچتا ہے اس لئے ان کو مشاربات کہتے ہیں۔ واضح رہے کہ جب تک ہر مراقبے کا اثر سالک کے لطیفے پر محسوس نہ ہو ہرگز دوسرے مراقبے کی طرف متوجہ نہ ہو ورنہ ماسوا کا خیال کبھی دل سے دور نہ ہوگا اور اس کو مقام فنا تک جو کہ ولایت کا پہلا قدم ہے رسائی نصیب نہ ہوگی۔

سبق یازدہم، مراقبہ لطیفۂ قلب:

نیت: اپنے لطیفۂ قلب کو آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ قلب مبارک کے بالمقابل تصور کر کے خیال کی زبان سے جناب الٰہی میں التجا کرے کہ "الٰہی! تجلیات افعالیہ کا وہ فیض جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ قلب سے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لطیفۂ قلب میں القا فرمایا ہے پیران کبار کی برکت سے میرے لطیفۂ قلب میں القا فرمادے"۔

اثرات: سالک اس لطیفے کے مراقبے میں اپنے افعال اور تمام مخلوق کے افعال کو حق سبحانہ وتعالیٰ کے افعال کا اثر و پرتو دیکھتا ہے۔ جب اس دید کا غلبہ ہو جائے تو سالک کائنات کی ذات وصفات کو حق تعالیٰ کی ذات وصفات کا مظہر دیکھتا ہے اور ماسوائی کو اس قدر بھول جاتا ہے کہ بہ تکلف یاد کرنے پر بھی نہیں آتا اور دنیا کے غم وخوشی سے قلب متاثر نہیں ہوتا اس کی نظر سے اپنے اور تمام مخلوق کے افعال غائب ہو جاتے ہیں اور سوائے فاعل حقیقی (خدا) کے اور کسی کا فعل اس کی نظر میں نہیں رہتا اس کو فنائے لطیفۂ قلب کہتے ہیں۔

سبق دوازدہم، مراقبہ لطیفۂ روح:

نیت: اپنے لطیفۂ روح کو آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ روح کے مقابل تصور کر کے زبان خیال سے بارگاہ الٰہی میں التجا کرے "یا الٰہی! تجلیاتِ صفات ثبوتیہ کا جو فیض آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ روح سے حضرت نوح وحضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے لطیفۂ روح میں پہنچایا ہے پیران کبار کی برکت سے میرے وظیفہ روح میں بھی پہنچادے"۔

اثرات: صفات ثبوتیہ، حیات، علم، قدرت سمع، بصر، ارادہ وغیرہ ہیں، لطیفۂ روح کی فنا اس وقت حاصل ہوتی ہے جب سالک کی نظر سے اپنی اور تمام مخلوقات کی صفات غائب ہو جائیں اور تمام صفات حق تعالیٰ ہی کے لئے سمجھنے لگے۔

سبق سیزدہم، مراقبہ لطیفۂ سرّ:

نیت: اپنے لطیفۂ سر کو آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ سر کے بالمقابل تصور

کر کے زبان خیال سے یہ التجا کرے ''یا الٰہی! تجلیات شئون ذاتیہ کا جو فیض آپ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ سر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لطیفۂ سر میں القا فرمایا ہے پیران عظام کے وسیلے سے میرے لطیفۂ سر میں القا فرمادے''۔ شئون جمع ہے شان کی، اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ شان ذاتیہ ہے کہ جس سے وہ صفات ثبوتیہ کے ساتھ موصوف ہے قولہ تعالیٰ کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَاۡنٍ ہر روز اللہ تعالیٰ ایک شان میں ہے۔

اثرات: فنائے سر یہ ہے کہ سالک اس مقام میں اپنی ذات کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات وصفات الٰہی میں فنا ہو جاتا ہے تو طعن وملامت کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی کسی تعرف وتوصیف کا خواہشمند رہتا ہے صرف ذات حق میں مستغرق رہتا ہے۔

سبق چہارم دہم، لطیفۂ خفی:

نیت: اپنے لطیفۂ خفی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ خفی کے بالمقابل تصور کر کے زبان خیال سے عرض کرے: ''یا الٰہی! تجلیات صفات سلبیہ کا جو فیض آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ خفی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لطیفۂ خفی میں القا فرمایا ہے پیران کبار کے طفیل میرے لطیفۂ خفی میں القا فرمادے۔ صفات سلبیہ کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے وہ جسم وجسمانی عرض وجوہر، مکانی وزمانی، حال ومحال، محدود متناہی ہونے سے پاک ہے بے جہت وبے کیف وبے نسبت وبے مثل ہے، اس کی ضد وند، ہمسر ومثل ہونا اس کی بارگاہ سے مسلوب ومفقود ہے، ماں باپ، زن واولاد سے پاک ہے کیونکہ یہ سب حدوث کے نشانات ہیں اور ان سے نقص لازم آتا ہے۔

اثرات: اس لطیفۂ کی فنا یہ ہے کہ سالک اس مقام میں حق وسبحانہ، وتعالیٰ کو تمام عالم سے ممتاز منفرد پاتا ہے اور جمیع مظاہر سے مجرد ویگانہ دیکھتا ہے۔

سبق پانزدہم، لطیفۂ اخفی:

نیت: اپنے لطیفۂ اخفیٰ کو سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ اخفیٰ کے بالمقابل رکھ کر زبان خیال سے یہ التجا کرے ''یا الٰہی! تجلیات شان جامع کا جو فیض آپ نے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ اخفیٰ میں القا فرمایا ہے پیران کبار کے طفیل میرے لطیفۂ اخفیٰ میں القا فرمادے''۔ صفات وشئونات کی اصل کو شان جامع کہتے ہیں۔

اثرات: لطیفۂ اخفیٰ کی فنا یہ ہے کہ سالک کو اخلاق حضرت حق وسبحانہ تعالیٰ واخلاق نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے ساتھ تخلیق واتصاف وآراستگی حاصل ہوجاتی ہے اور یہی اثرات آئندہ مقامات پختہ ہوتے رہتے ہیں، اس مقام میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا پوری طرح اتباع کرنا مفید ہوتا ہے۔

تنبیہ: جاننا چاہئے کہ ان پانچوں مراقبات مشارب میں ہر مراقبے کی نیت کر کے جب فیض لطیفۂ کے انتظار میں بیٹھے تو اپنے ہر لطیفے کو جس میں مراقبہ کر رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنے سلسلے کے تمام بزرگوں کے اس لطیفے کے سامنے ان شیشوں کی مانند جو آپس میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں فرض کر کے خیال کرے کہ اس لطیفے کا خاص فیض جناب باری تعالیٰ سے آں سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لطیفے میں آرہا ہے پھر سلسلہ کے تمام بزرگوں کے لطیفے کے آئینوں میں سے منعکس ہوکر میرے اس لطیفے میں آرہا ہے تاکہ حدیث قدسی اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِیْ بِیْ کے بموجب اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائے۔ وما ذلک علی اللّٰہ بعزیز، نیز جاننا چاہئے کہ عالم امر کے ان پانچوں لطائف کی فنا حاصل ہونے کے بعد دائرۂ امکان کی سیر ختم ہوجاتی ہے اس میں جمعیت، حضور جذب لطائف بسوئے اصول خود اور حالات وواردات (جو فوق سے سالک پر وارد ہوتے ہیں اور سالک ان کی برداشت سے عاجز ہوجاتا ہے) کا حاصل ہونا ضروری ہے۔

سبق شانزدہم، مراقبۂ معیت:

نیت: آیۂ کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ (یعنی وہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے) کے معنی کا خیال کر کے خلوص دل کے ساتھ زبان خیال سے یہ تصور کرے کہ ''اس ذات پاک سے میرے لطیفۂ قلب پر فیض آرہا ہے جو میرے ساتھ اور کائنات کے ہر ذرہ کے ساتھ ہے اس کی صحیح کیفیت وہی جانتا ہے فیض کا منشا ومبدأ ولایت صغریٰ کا دائرہ ہے جو کہ اولیائے عظام کی ولایت اور اسماء وصفات مقدسہ کا ظل ہے''۔

اثرات: اس مرتبے میں فنائے قلبی حاصل ہوتی ہے اور دائرۂ امکان کے باقی اثرات کی تکمیل ہوا کرتی ہے اور توجہ فوق سے ہٹ کر شش جہات کا احاطہ کرتی ہے۔ پس جب لوح دل سے ماسوا کا خیال مٹ جائے اور توجہ الی اللہ میں اسقدر محویت اور استغراق ہوجائے کہ تکلف سے بھی غیر کا خیال پیدا کرنا دشوار ہوجائے اور تمام دنیاوی تعلقات کا رشتہ دل سے ٹوٹ جائے تو فنائے قلبی حاصل ہوجاتی ہے جو کہ ولایت کا پہلا قدم ہے اور باقی کمالات کا حاصل ہونا اس پر موقوف ہے۔ پیر طریقت کو چاہئے کہ جب تک خود یا سالک کے وجدان سے اس کے حالات میں تغیر وتبدل، جذب تام اور کمال جمعیت وحضور کو ملاحظہ نہ فرمائے ان مقامات کی نسبت کے حاصل ہونے کی ہرگز بشارت نہ دے کیونکہ اس سے طریقۂ عالیہ کی بدنامی ہے۔ واضح رہے کہ خدا تعالیٰ کی یاد کے سوا سب چیزوں کو بھولنا لطیفۂ قلب کی فنا ہے اور دوام حضور یعنی اس یاد میں دائمی طور پر ثابت قدم رہنا کہ کسی وقت بھی غافل نہ ہو لطیفۂ قلب کی بقاء کہلاتی ہے۔ اور حصول بقا کے بعد سالک حقیقت میں داخل ہوجاتا ہے اس کو دائرہ ولایت صغریٰ کہتے ہیں۔

ولایت کبریٰ

مگر کمال فنا ولایت کبریٰ میں حاصل ہوتا ہے۔ ولایت کبریٰ سے مراد فنائے نفسی اور ذائل سے اس کا تزکیہ اور انانیت اور سرکشی کا زائل ہوجانا ہے اور اس کو دائرہ اسماء وصفات وشؤنات بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں تجلیات خمسہ (افعالیہ، ثبوتیہ، شؤن ذاتیہ، سلبیہ، شان جامع) کے اصول میں سیر واقع ہوتی ہے اور یہ تین دائروں اور ایک قول پر مشتمل ہے۔

سبق ہفدہم، دائرۂ اولیٰ ولایتِ کبریٰ:

نیت: آیۂ کریمہ: نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡد۔ (۱)

''ہم تمہاری رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں'' کے مضمون کو دل میں ملحوظ رکھ کر یہ خیال کرے کہ ''اس ذات سے جو میری جان کی رگ سے بھی زیادہ میرے قریب ہے اور اس

۱۔ سورۂ ق، آیت ۱۶،

قرب کی مراد حق تعالیٰ ہی جانتا ہے میرے لطیفۂ نفس اور عالمِ امر کے پانچوں لطائف پر فیض آ رہا ہے۔ فیض کا منشاو مبدا دائرہ اولیٰ ولایتِ کبریٰ ہے جو کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت ہے اور دائرۂ ولایتِ صغریٰ کی اصل ہے"۔

سبق ہژدہم، دائرہ ثانیہ:

نیت: آیۂ کریمہ: يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ۔ اللہ تعالیٰ اُن کو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔ کے مضمون کو دل میں ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ "اس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفۂ نفس پر فیض آ رہا ہے، منشاء فیض ولایتِ کبریٰ کا دائرہ ثانیہ ہے جو انبیاء عظام علیہم السلام کی ولایت اور دائرہ اولیٰ کی اصل ہے"۔

سبق نوزدہم، دائرۂ ثالثہ:

نیت: اس میں بھی آیۂ کریمہ: يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ کے مضمون کو دل میں ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ "اس ذات سے جو مجھ کو دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفۂ نفس پر فیض آ رہا ہے، منشاء فیض ولایتِ کبریٰ کا دائرہ ثالثہ ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی ولایت ہے اور دائرۂ ثانیہ کی اصل ہے"۔

سبق بستم، قوس:

نیت: اس میں بھی آیۂ کریمہ یحبھم و یحبونہ کے مضمون کو دل میں ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ "اس ذات سے جو مجھ کو دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفۂ نفس پر فیض آ رہا ہے، فیض کا منشاء ولایتِ کبریٰ کی قوس ہے جو کہ تیسرے دائرے کی اصل ہے"۔

ہر سہ دائرہ وقوس کے اثرات:

ولایت کبریٰ میں سالک کے نفس میں استہلاک و اضمحلال پیدا ہوتا ہے۔ نفس میں استہلاک و اضمحلال پیدا ہوتا ہے نفس کی انانیت اور سرکشی ٹوٹ جاتی ہے صفات رزیلہ حسد، بخل، حرص، کینہ، تکبر، بڑائی، زہد و شرح صدر وغیرہ سے اس کا تزکیہ ہو جاتا ہے، صفات حمیدہ صبر و شکر،

رضا بر حکم قضا، ورع، تقویٰ، زہد و شرح صدر وغیرہ پیدا ہو جاتی ہیں، اپنے وجود کو حق جل مجدہ کے وجود کا پر تو اور اپنے وجود کے توابع کو حق جل مجدہ کے وجود کے پر تو کے توابع جانتا ہے۔ حسب استعداد شرح صدر یعنی سینے میں اس قدر وسعت پیدا ہو جاتی ہے کہ بیان سے باہر ہے، مواعید الٰہی پر یقین کامل اور جملہ تکلیفات شرعیہ اس کی نظر میں بدیہی ہو جاتی ہیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی، احکام الٰہی کے ادا کرنے میں بلا چون و چرا مشغول ہو جاتا ہے اور قضا و قدر میں چون و چرا کی گنجائش نہیں رہتی، احکام الٰہی نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے اور توحید شہودی جلوہ گر ہو کر حقیقی اسلام سے مشرف ہو جاتا ہے، تمام احوال میں راضی برضا رہتا ہے اور اپنی نیتوں کو قصور وار اور اپنے عملوں کو ناقص جانتا ہے، حق تعالیٰ کی عظمت و کبریائی مشہود ہوتی اور باطن پر ہیبت الٰہی کا غلبہ ہوتا ہے۔ ولایت صغریٰ میں اسماء وصفات الٰہی کے ظلال ہیں (جو کہ انبیاء کرام و ملائکہ عظا علیہم السلام کے سوا باقی تمام مخلوق کے مبادی تعینات ہیں) سیر ہوتی ہے اور اس میں توحید وجودی و ذوق وشوق دوام حضور ونسیان ماسوا وغیرہ فنا کی صورت حاصل ہو جاتی ہے جس کو فنائے قلب کہتے ہیں اور ولایت کبریٰ میں فنا کی حقیقت حاصل ہوتی ہے جس کو فنائے نفس کہتے ہیں، ان دونوں ولایتوں (ولایت صغریٰ و کبریٰ) کی سیر اسم الظاہر میں ہوتی ہے اسی لئے اس کو اسم الظاہر کا سلوک کہتے ہیں اور یہ مراقبہ اسم الظاہر پر ختم ہوتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے۔

سبق بست و یکم، مراقبہ اسم الظاہر:

نیت: اس ذات سے جو اسم الظاہر کا مسمّٰی ہے میرے لطیفۂ نفس اور عالم امر کے پانچوں لطیفوں پر فیض آ رہا ہے'' اس مراقبے میں زیادہ فیض لطیفۂ نفس پر وارد ہوتا ہے، ایک قسم کی خنکی و آرام اور استغراق کامل کے ساتھ اسرار و مظاہر ہویدا ہوتے ہیں، اس میں ولایت کبریٰ کی نسبت باطن میں فراخی اور قوت پیدا ہوتی ہے اسی طرح ہر اوپر کے دائرے میں نیچے والے دائرے کی یہ نسبت تقویت و تکمیل ہوتی رہتی ہے۔ نیز جاننا چاہئے کہ ولایت کبریٰ کے محاذات اور مقابل میں دائرہ سیف قاطع ہے جب سالک اس دائرے میں قدم رکھتا ہے تو وہ اپنی ہستی کو کاٹنے والی تلوار کی مانند کاٹ ڈالتا ہے اور اس کا نام ونشان نہیں چھوڑتا۔

تنبیہ: ولایت کبریٰ کے دائروں اور مراقبہ اسم الظاہر میں تہلیل لسانی معنی کا خیال

رکھتے ہوئے بطریق مذکورہ کرنا بہت فائدہ دیتا ہے۔

ولایت کبریٰ کی تکمیل یعنی مراقبۂ اسم الظاہر کے بعد ملائکہ عظام کے مبادی تعینات کی سیر واقع ہوتی ہے ولایت ملائکہ کو ولایت علیا کہتے ہیں اور اس سیر کو اسم الباطن کی سیر کہتے ہیں اس کے مراقبے کا طریقہ یہ ہے:

سبق بست و دوم، مراقبہ اسم الباطن:

نیت: اس ذات سے جو اسم الباطن کا مسمّٰی ہے میرے عناصر ثلاثہ سوائے عنصر خاک یعنی آگ، پانی، ہوا پر فیض آتا ہے۔ فیض کا منشاء دائرہ ولایت علیا ہے جو ملائکہ عظام کی ولایت ہے"۔

اثرات: اس مراقبہ میں باطن کے اندر عجیب وسعت اور ملاء اعلیٰ (فرشتوں کی دنیا) کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ فرشتے ظاہر ہونے لگیں، اس مقام میں ذکر تہلیل لسانی اور نفل طویل قرأت کے ساتھ بکثرت ترقی بخشتا ہے۔

مراقبۂ اسم الباطن کے بعد ہر سہ کمالات (نبوت و رسالت و اوالعزم) میں سیر واقع ہوتی ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

سبقِ بست و سوم، مراقبۂ کمالاتِ نبوت:

نیت: اُس ذاتِ محض سے جو منشاء کمالاتِ نبوت ہے میرے لطیفۂ عنصر خاک پر فیض آ رہا ہے،

اثرات: اس مراقبے میں بے پردہ اسماء و صفات تجلیٔ ذاتی، دائمی کا فیض اخذ کیا جاتا ہے، اس مقام پر پہلے والے معارف سب مفقود ہو جاتے ہیں اور تمام سابقہ حالات بیکار اور برے معلوم ہونے لگتے ہیں، باطن میں بے رنگی اور بے کیفی حاصل ہوتی ہے اور ایمانیات وعقائد حقہ میں یقین قوی ہو جاتا ہے، اس مقام کے معارف انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں ہیں اور اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اسرار مقطعاتِ قرآنی حاصل ہوتے ہیں اور باطن میں اس قدر وسعت ہو جاتی ہے کہ ولایتِ صغریٰ و کبریٰ اس کے ایک کنارے میں مثل لاشئے کے معلوم ہوتی ہیں اور نسبتِ باطن سے بے علمی اور نارساوی اور وصل عریاں حاصل ہوتا ہے، اس جگہ وصول ہے حصول نہیں ہے، یہ انبیاء

علیہم السلام کا مقام ہے اور تابعین کو تبعیت و وراثت سے حاصل ہوتا ہے، صفائی وقت حقیقتِ اطمینان اور اتباع آں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ، نسبت باطن میں کمال وسعت د بے کیفی و یاس و حرمان حاصل ہوتا ہے رویت کی تشبیہ حاصل ہوتی ہے اگر چہ رویت کا وعدہ آخرت میں ہے احکامِ شرعیہ، اخبار غیب، وجودِ حق وفاتِ حق، معاملۂ قبر وحشر ونشر و مافیہا د بہشت و دوزخ وغیرہ اس مقام میں بدیہی اور عین الیقین کے درجہ پر حاصل ہو جاتے ہیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی، غرض کہ اس مراقبے کی جو حقیقت سالک پر ظاہر ہوتی ہے تحریر وتقریر میں نہیں آسکتی، اس مقام میں آداب و تیرتیل کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت اور نماز نوافل کی کثرت اور حدیث شریف کے پڑھنے و پڑھانے کا شغل اور اتباع سنت بہت فائدہ وترقی بخشتے ہیں، اور آئندہ کے اسباق میں بھی یہی چیزیں فائدہ وترقی بخشتی ہیں۔

سبقِ بست و چہارم، مراقبۂ کمالاتِ رسالت:

نیت: اس ذات محض سے جو کمالات خاص رسالت کا منشا ہے میری ہئیت وحدانی پر فیض آرہا ہے"۔ میری ہئیت وحدانی سے مراد مجموعۂ لطائف عالم امر وخالق ہے سالک کو حصول فنا وتصفیہ وتزکیۂ لطائف عشرہ کے بعد عالم امر وخلق کے دسوں لطیفوں میں جو اعتدال پیدا ہوتا ہے اس ہئیت کو ہئیت وحدانی کہتے ہیں، اس میں اور بعد کے مراقبات میں عروج ونزول وانجذاب تمام بدن کا حصہ ہے۔

اثرات: اس مراقبہ میں بھی تجلی ذاتی دائمی کا فیض اخذ کیا جاتا ہے اور اس میں بھی وہی کیفیات مراقبۂ کمالات نبوت بے رنگیاں و بے کیفیاں ولطافتیں وغیرہ پیش آتی ہیں۔

سبق بست و پنجم، مراقبۂ کمالات اولوالعزم:

نیت: اس ذات بحت سے جو کمالات اولوالعزم کا منشاء ہے میری ہئیت وحدانی پر فیض آتا ہے"۔

اثرات: اس مراقبے میں ہر دو کمالات سابقہ کی مثل فیض کے اثرات مرتب ہوتے ہیں، پس ان ہر سہ کمالات میں تجلی ذاتی دائمی کا فیض بے پردہ اسماء وصفات حاصل ہوتا ہے نفس

کے اندر کمال درجہ کا اضمحلال، وسعت باطن، وصل عریاں، حضور بے جہت، اتباع شریعت ومعارف وحقائق کا فیضان ہوتا ہے اور ہر مقام میں پہلے سے زیادہ وسعت و بے رنگی پیدا ہو جاتی ہے اور اسرار مقطعات قرآنی ومتشابہت فرقانی کا انکشاف ہوتا ہے جو کسی طرح بیان وتحریر میں نہیں آسکتے، عاشق ومعشوق کے رموز کہ جن کے کہنے اور سننے کی مجال نہیں اس مقام میں حاصل ہوتے ہیں، تلاوت قرآن مجید، خاص کر نماز نوافل میں تلاوت کرنا اس مقام میں ترقی بخشتا ہے۔

تنبیہ: اس دائرے سے دائرہ منصب نکلتا ہے، اس منصب قیومیت سے خاص انبیاء علیہم الصلوۃ السلام اور امت میں خاص خاص اولیاء مشرف ہوئے ہیں اس بندہ خاص پر اسم یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کا فیضان نازل ہوتا ہے۔ یہ دائرہ داخل سلوک نہیں ہے، مراقبۂ کمالات اولوا العزم کے بعد دو راستے ہو جاتے ہیں، ایک راستہ حقائق الٰہیہ کا ہے اور یہ تین دائرے ہیں: حقیقت کعبۂ ربانی، حقیقت قرآن مجید، حقیقت صلوۃ، اور دوسرا راستہ حقائق انبیاء کا ہے یہ چار دائرے ہیں: حقیقت ابراہیمی، حقیقت موسوی، حقیقت محمدی، حقیقت احمدی، اور ان دونوں کو ملا کر حقائق سبعہ کہتے ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے:

سبق بست وششم، مراقبۂ حقیقت کعبہ ربانی:

نیت: اس ذات واجب الوجود سے جس کو تمام ممکنات سجدہ کرتی ہیں اور جو حقیقت کعبۂ ربانی کا منشا ہے، میری ہیئت وحدانی پر فیض آرہا ہے۔

اثرات: اس مقام میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی مشہود ہوتی ہے، سالک اپنے آپ کو اس شان سے متصف پاتا ہے اور ممکنات کی توجہ اپنی جانب جانتا ہے۔

سبق بست وہفتم، مراقبۂ حقیقتِ قرآن مجید:

نیت: اس بے مثل وکمال وسعت والی بے چون ذات سے جو منشاء حقیقتِ قرآن مجید ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے۔

اثرات: اس مقام میں شرح صدر ہو جاتا ہے، وسعت و بے چونی میں احوال ظاہر ہونے لگتے ہیں، کلامِ الٰہی کے بطون واسرار کا انکشاف ہوتا ہے اور کلام اللہ کے ہر حرف میں

معانی کا ایک بے پایاں دریا نظر آتا ہے، پند و نصائح و قصص و حکایات و اوامر و نواہی وغیرہ کی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے، قرآن پاک کی تلاوت کے وقت قاری کی زبان شجرۂ موسوی کا حکم رکھتی ہے اور عارف کے باطن پر قرآن مجید کے انوار ظاہر ہونے سے ایک ثقل (بوجھ) وارد ہوتا ہے۔

تنبیہ: اس دائرے کے محاذات میں دائرہ حقیقت صوم واقع ہے اس کے انوار و اسرار بھی اسی کے متعلق ہیں اور یہ دائرہ بھی داخلِ سلوک نہیں ہے۔

سبق بست و ہشتم، مراقبۂ حقیقتِ صلوٰۃ:

نیت: اس بے مثل و کمال وسعت والی بے چون ذات سے جو حقیقتِ صلوٰۃ کا منشا ہے میری ہئیتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے۔

اثرات: اس مراقبے میں حضرتِ ذات بیچون کی کمال درجہ کی وسعت ظاہر ہوتی ہے اور نماز کی حقیقت آشکار ہو کر،

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ نماز مؤمنوں کی معراج ہے

اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ ط۔

بندہ نماز میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ نزدیک ہو جاتا ہے۔

کا راز ظاہر ہو جاتا ہے، یہ مقام نہایت اعلیٰ وارفع ہے اور اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ (ان ہر سہ حقائق الٰہیہ میں اضمحلال تمام وجود میں سرایت کر جاتا ہے اور وسعت باطن بتدریج اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے۔)

سبق بست و نہم، مراقبۂ معبودیتِ صرفہ:

نیت: اس ذاتِ محض سے جو معبودیت صرفہ کا منشا ہے میری ہئیت وحدانی پر فیض آرہا ہے۔

اثرات: یہ مقام معبودیتِ صرفہ ہے اس کو لاتعین بھی کہتے ہیں اس جگہ عابدیت اور معبودیت میں فرق ظاہر ہوتا ہے اور اس بات کا یقین کامل حاصل ہو جاتا ہے کہ معبودِ حقیقی کے سوا اور کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے گویا کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ کی اصل حقیقت اس جگہ منکشف ہوتی ہے، اس مقامِ مقدسہ میں عبادتِ نماز پر ترقی منحصر ہے، اور اس مقام کی سیر نظری ہے، سیر قدمی کو اس میں گنجائش نہیں۔

فائدہ: حقائق الٰہیہ کی سیر یہیں تک ہے اب حقائقِ انبیاء بیان ہوتے ہیں، یہ حقائق انبیاء جو کہ تعین حُبّی میں واقع ہیں، اصل میں ولایتِ کبریٰ میں داخل ہیں چونکہ آخر میں منکشف ہوئے ہیں اس لئے سیر وسلوک میں آخر میں ہیں، ان حقائق میں ترقی سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر موقوف ہے، ان مراقبات کی تفصیل یہ ہے۔

سبق سی ام، مراقبۂ حقیقتِ ابراہیمی:

نیت: اس ذات سے جو حقیقتِ ابراہیمی کا منشا ہے میری ہئیت وحدانی پر فیض آ رہا ہے۔

اثرات: اس بلند مقام میں سالک کو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص انسیت و خلوت و بے خودی ومحبوبیت ظاہر ہو کر کمالاتِ صفاتی اور محبوبیتِ اسمائی کا ظہور ہوتا ہے، مقام خلّت اسی سے کنایہ ہے، تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام اس مقام میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے تابع ہیں اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملتِ ابراہیم حنیف کے اتباع پر مامور فرمایا اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے درود کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درود سے تشبیہ فرمائی، جیسا کہ نماز میں پڑھتے ہیں، اس مقام میں سالک سوائے ذاتِ حق کے کسی طرف متوجہ نہیں ہوتا، اگرچہ وہ اسماء وظلال ہوں، نیز اس مقام میں سالک کو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ خصوصیت معلوم ہوتی ہے لیکن سوائے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور خصوصیت کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی طفیل ہے اس مقام میں درود ابراہیمی (جو نماز میں پڑھتے ہیں) کا بکثرت پڑھنا خیر وبرکت اور ترقی کا باعث ہے۔

سبقِ ویکم، مراقبۂ حقیقت موسوی:

نیت: اس ذات سے جو حقیقت موسوی کا منشا ہے میری ہئیت وحدانی پر فیض آ رہا ہے۔

اثرات: اس مقام میں محبتِ ذاتی کا ظہور استغنا اور بے نیازی کے ساتھ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض طبیعتوں میں بعض وقت بیساختہ:

رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ۔ (ا)

ا۔ سورۂ الاعراف، آیت ۱۴۳،

اے میرے رب مجھے اپنی ذات کا جلوہ دکھا تا کہ میں تیری طرف دیکھوں۔

نکلنے لگتا ہے۔اس مقام میں درود شریف:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدَنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی کَلِیْمِکَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

کا بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔

سبقِ سی و دوم، مراقبہ حقیقتِ محمدی ﷺ:

نیت: اس ذات سے جو کہ خود اپنا ہی محبّ اور اپنا ہی محبوب ہے اور حقیقتِ محمدی ﷺ کا منشا ہے، میری ہئیت وحدانی پر فیض آرہا ہے۔

اثرات: اس مقام کو حقیقت الحقائق اور تعین اول بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ دوسرے حقائق انبیاء وملائکہ کی اصل اور دوسروں کے حقائق اس کے ظل کی مانند ہیں، اس مقامِ مقدس میں فنا وبقا خاص طرز پر حاصل ہوتی ہے اور آں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خاص قسم کا اتحاد میسر ہو جاتا ہے۔ رفعِ توسط ہو کر تابع مطبوع کے رنگ میں ایسی مشابہت پیدا کر لیتا ہے کہ گویا تبعیت کا نام ہی درمیان سے اُٹھ جاتا ہے گویا کہ ہر دو ایک ہی چشمے سے پانی پیتے ہیں اور دونوں ہم آغوش وہم کنار ہیں اور دونوں ایک بستر سے ہیں اور دونوں شیر وشکر کی مانند ہیں۔

یہ مقام حقائق انبیاء اور کتبِ سماوی کے اسرار کا جامع ہے سالک اس مقام میں تمام جزوی وکلی دینی ودنیوی امور وحرکات میں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مناسبت و مشابہت ہونے کو دوست رکھتا ہے اس مقام کے اسرار بے حد ہیں، جو بیان نہیں ہو سکتے، اور ظاہری علوم والوں کے لئے ان میں سے کوئی حصہ نہیں ہے، اس مقام میں علمِ حدیث کی تعلیم کا شوق اور رغبتِ کلی حاصل ہو جاتی ہے اور یہ درود شریف بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدَنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ

وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ط۔

سبق سی وسوم، مراقبۂ حقیقتِ احمدی ﷺ :

نیت: اس ذات سے جو حقیقتِ احمدی ﷺ کا منشا ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض آ رہا ہے۔

اثرات: یہ مقام محبوبیت ذاتی سے پیدا ہوتا ہے اسی لئے اس مقام میں استغنا اور بے نیازی کی شان زیادہ کامل ہوتی ہے اور اس مراقبے میں نسبتِ سابقہ غلبۂ انوار کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے اور عجیب وغریب کیفیت حاصل ہوتی ہے کہ بیان وتحریر میں نہیں آ سکتی۔ بعض سالک اس مقام میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے دیکھتے ہیں، اس مقام میں سالک ذاتِ حق سبحانہ کو بلالحاظِ صفات دوست رکھتا ہے، غرضکہ حقائق انبیاء میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اور خصوصاً سردارِ دوجہاں فخرِ انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل طور پر الفت وانسیت ہو جاتی ہے اور اس مقام میں درود شریف مذکورۂ حقیقتِ محمدی ﷺ بکثرت پڑھنا مفید ہے۔

سبق سی وچہارم، مراقبۂ حُبِّ صرف:

نیت: اس ذات سے حُبِّ صرفہ کا منشا ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض آ رہا ہے۔

اثرات: اس مقام میں نسبت باطن میں کمال بلندی وبے رنگی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مرتبہ حضرت ذات مطلق ولاتعین کے بہت قریب ہے اس لئے کہ جو چیز سب سے پہلے ظہور میں آئی وہ حب ہے جو منشاءِ ظہو ومبدأ خلق ہے اور اصل میں حقیقتِ محمدی ﷺ یہی ہے اور جو پہلے بیان ہوئی وہ اس کا ظل ہے اور یہ مقام حضرت سید المرسلین ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے حقائق اس مقام میں نہیں پائے جاتے اور اس میں سیر قومی نہیں بلکہ سیر نظری ہے اور نظر بھی عاجز ودرماندہ اور سرگرداں ہے اس مقام میں بھی درود شریف مذکورۂ حقیقتِ محمدی ﷺ کا وِرد مفید ہے۔

سبق سی وپنجم، مراقبۂ لاتعیّن:

نیت: اس ذاتِ بحت سے جو دائرہ لاتعین کے فیض کا منشا ہے میری ہیئت وحدانی پر

فیض آرہا ہے۔

اثرات: اس مقام میں حضرت ذاتِ مطلق کا مرتبہ ہے اور تعین اوّل یعنی تعین جبی سے پہلے ہے اسی لئے اس کو لاتعین کہتے ہیں، یہاں اس ذات سے فیض کرنے کا مراقبہ کیا جاتا ہے جو تعینات سے پاک ومبرا ہے یہ مقام بھی حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور یہاں بھی سیر نظری ہے وہ عجز ودرماندگی کی حالت میں ہے۔

خلاصۂ اسباقِ نقشبندیہ مجددیہ:

اس تمام بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ اول استغراق وجذبات قلب میں حاصل ہوتے ہیں اس کو ولایتِ صغریٰ کہتے ہیں اس کے بعد استہلاک واضمحلال نفس میں پیدا ہوتا ہے اور توحیدِ وجودی حاصل ہوتی ہے۔ اس کو ولایت کبریٰ کہتے ہیں، پھر کمالِ استہلاک واضمحلال اور فنائے انانیت حاصل ہوتی ہے۔ اس کو کمالاتِ انبیاء کہتے ہیں، اس کے بعد تمام وجود میں اضمحلال حاصل ہوتا ہے اور بتدریج وسعتِ باطن وکمالِ وسعت حاصل ہوتا ہے، اس کو حقائق الٰہیہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے ساتھ انس ومحبت والفت خصوصاً سردارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔ اور ایمانیات وعقائدِ حقہ میں قوت حاصل ہوتی ہے، اس کو حقائق انبیاء کہتے ہیں جو شخص ان مقاماتِ عالیہ کے مراقبات میں کثرت کرتا ہے وہ ان مقامات کی ترقی وبے رنگی میں فرق کرسکتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ اس طریق کا ہر شخص ان مقامات کو نہیں پہنچتا، بلکہ جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے قرب کے اس درجے تک امتیاز حاصل کرتا ہے، نیز ان مقاماتِ قرب کا ہر دائرہ بے نہایت ہے اور دائرے کا پورا ہونا اس اعتبار سے ہے کہ سالک کا جو کچھ حصہ اس وقت اس میں مقدر تھا، وہ دائرہ پورا ہونے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، ورنہ قرب کے مقامات کے دائرہ کا پورا ہونا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا، کیونکہ ہر دائرہ قرب بے نہایت ہے۔

تصفیۂ باطن کا تیسرا طریقہ رابطۂ شیخ ہے۔ پس طالبِ صادق کو چاہئے کہ جب شیخ کی صحبت میں رہے تو اپنی ذات کو شیخ کی محبت کے سوا ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کردے، اس کی طرف سے فیض کا منتظر رہے، دل کی جمعیت سے اس فیض کی حفاظت کرے، آدابِ صحبت شیخ

کی پوری پوری رعایت کرے، شیخ کی رضا جوئی کا طالب رہے۔ شیخ کامل کی صحبت میں اس کی توجہ اور اخلاص کی برکت سے دل کی غفلت دُور ہو جاتی ہے اور اس کی محبت کے اثرات سے مشاہدۂ الٰہی کے انوار سے دل روشن ہو جاتا ہے اور جب شیخ کی صحبت سے دُور ہو تو اس کی صورت کو اپنے خیال میں محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کر کے استفادہ کیا کرے اس کو رابطۂ شیخ کہتے ہیں۔ اس سے دل کے وساوس و خطرات و خیالات دُور ہو جاتے ہیں، لیکن اس میں افراط سے بچنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ صورت پرستی تک نوبت پہنچے اور شریعت محمدیہ کی مخالفت ہو جائے، صرف اس قدر کافی ہے کہ یہ خیال کرے جس طرح ذکر سیکھتے وقت شیخ کی صحبت میں بیٹھا تھا، اب بھی تصور میں گویا کہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہے اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں جو فیضانِ الٰہی شیخ کے قلب میں آ رہا ہے اس کے قلب سے میرے قلب میں آ رہا ہے، نیز اس عدمِ صحبت کے زمانے میں بھی اس کے آداب کی رعایت رکھے، اس کی رضا جوئی کا طالب رہے، اس کی محبت سے دل کو سرشار رکھے اور گاہے باہے خط و کتابت کے ذریعے تعلق کو تازہ کرتا رہے ؂

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

ختم جمیع خواجگان نقشبندیہ

قدس اللہ اسرارہم

یہ ختم شریف قضائے حاجات کے لئے دوسرے سلاسل میں بھی معمول ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ اوّل ہاتھ اُٹھا کر سورۂ فاتحہ شریف ایک مرتبہ پڑھ کر دعا مانگے کہ یا اللہ اس ختمِ خواجگان کو قبول فرمالے اور جن بزرگوں کی طرف یہ ختم منسوب ہے ان کو اس کا ثواب پہنچادے، اس کے بعد سورۂ فاتحہ مبارکہ مع بسم اللہ ہفت بار، درود شریف ایک صد (۱۰۰) بار، سورۂ الم نشرح مع بسم اللہ ہفتا دونہ (۷۹) بار، سورۂ اخلاص مع بسم اللہ ایک ہزار بار، سورۂ فاتحہ مبارکہ مع بسم اللہ ہفت (۷) بار، درود شریف یک صد بار (۱۰۰)، یَا کَافِیَ الْمُھِمَّاتِ ایک سو بار، یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ ایک سو بار، یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ ایک سو بار، یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ ایک سو بار، یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ ایک سو بار، یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ایک سو بار، ہر اسم شریف کے اوّل میں صرف ایک دفعہ اَللّٰھُمَّ ملائے، اور یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ سے پہلے ایک مرتبہ بِرَحْمَتِکَ ملادے اور کہے یا اللہ اس ختم شریف کا ثواب اپنے فضل وکرم سے ان بزرگوں کو جن کی طرف یہ منسوب ہے اور ان کے پیرانِ طریقت کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ان کے خلفاء و خدام کو خصوصاً جمیع حضراتِ نقشبندیہ کی ارواحِ مبارکہ کو پہنچادے۔

بعض بزرگانِ سلسلۂ نقشبندیہ کے ختم شریف

۱۔ ختم حضرت خواجہ محمد فضل علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ (۱)

۱۔ سورۂ جمعہ، آیت ۴،

پانچ سو مرتبہ، اول و آخر درود شریف سو مرتبہ،

۲۔ ختم حضرت خواجہ سراج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

پانچ سو مرتبہ اول و آخر درود شریف سو مرتبہ

۳۔ ختم حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ

سُبْحَانَ للّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ

پانچ سو مرتبہ اول و آخر درود شریف سو سو مرتبہ۔

۴۔ ختم حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔

رَبِّ لَاتَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنط۔ (۱)

پانچ سو مرتبہ اول و آخر درود شریف سو سو مرتبہ۔

۵۔ ختم حضرت خواجہ شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

يَارَحِيْمَ كُلِّ صَرِيْخٍ وَّ مَكْرُوْبٍ وَّ غِيَاثَهٗ وَمَعَاذَهٗ يَارَحِيْم

پانچ سو مرتبہ اول و آخر درود شریف سو سو مرتبہ۔

۶۔ ختم حضرت شاہ عبداللہ غلام علی صاحب مجدد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔

پانچ سو مرتبہ اول و آخر درود شریف سو سو مرتبہ۔

۷۔ ختم حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ،

يَا حَيُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔

پانچ سو مرتبہ اول و آخر درود شریف سو سو مرتبہ۔ اور ہر سینکڑے کے بعد ایک مرتبہ اَصْلِحْ لِىْ شَانِىْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِىْ اِلٰى نَفْسِىْ طَرْفَةَ عَيْنٍ پڑھے۔

۱۔ سورۃ الانبیاء، آیت ۸۹،

۸۔ ختم حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی رحمۃ اللہ علیہ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ط (۱)

پانچ سو مرتبہ اول و آخر درود شریف سو سو مرتبہ، اور ہر سینکڑے کے بعد ایک مرتبہ:

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ط وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ پڑھے۔(۲)

۹۔ ختم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

پانچ سو مرتبہ اول و آخر درود شریف سو سو مرتبہ۔

۱۰۔ ختم حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔

یَا بَاقِیْ اَنْتَ الْبَاقِیْ۔

پانچ سو مرتبہ اول و آخر درود شریف سو سو مرتبہ۔ اور ہر سینکڑے کے بعد ایک مرتبہ!

کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرام پڑھے۔(۳)

۱۱۔ ختم حضرت خواجہ شاہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

یَاخَفِیَّ اللُّطْفِ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخَفِیْ۔

پانچ سو مرتبہ اول و آخر درود شریف سو سو مرتبہ۔

۱۲۔ ختم حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل - (۴)

پانچ سو مرتبہ اول و آخر درود شریف سو سو مرتبہ اور ہر سینکڑے کے بعد

! نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ پڑھے۔(۵)

۱۳ ختم خیر الخلق سید الاولین والآخرین سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین سو تیرا بار۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّیْنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ

۱۔سورۂ الانبیاء، آیت ۸۷، ۲۔سورۂ الانبیاء، آیت ۸۸، ۳۔سورۂ الرحمٰن، آیت ۲۶، ۲۷، ۴۔سورۂ آل عمران، آیت ۱۷۳، ۵۔سورۂ الانفال، آیت ۴۰،

جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

نوٹ: ان میں سے ہر ختم شریف کو پڑھتے وقت اول ہاتھ اُٹھا کر سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھ کر کہے کہ یہ ختم فلاں بزرگ کا ہے یا اللہ اس کو قبول فرمالے اور اس کا ثواب ان بزرگ کو پہنچا دے۔ پھر ختم شریف پڑھے اس کے بعد ہاتھ اُٹھا کر سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھ کر ایصال ثواب کرے کہ اس ختم کا ثواب اپنے فضل وکرم سے فلاں بزرگ کو اوران کے پیرانِ طریقت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اوران کے خلفاء وخدام کو پہنچادے اس کے بعد ان بزرگ کے وسیلے سے جو دعا چاہے مانگے۔

فائدہ: ان سب ختموں کے پڑھتے وقت تھوڑا سا پانی کسی برتن میں رکھ لیا جائے اور بعد ختم کے تمام شرکاء ختم اس پر دم کریں۔ یہ پانی شفائے امراض کے لئے عجیب چیز ہے۔

نعت شریف

یہ نعت حضرت خواجہ غریب نواز محمد فضل علی قریشی عباسی نقشبندی مجددی مسکین پوری طاب اللہ ثراہ کی ہے۔ جو تبرکاً یہاں درج کی جاتی ہے۔ ناظرین شاعرانہ حیثیت اور زبان کے لحاظ کو نظرانداز کرتے ہوئے جذبات اور محبت کے خیال سے پڑھیں اور برکت حاصل کریں۔ (مرتب)

یا محمد ﷺ مصطفیٰ قربان تیرے نام پر
پاک سچا دین تیرا، ہوں فدا اسلام پر

بہت شرین و لذیذ و پاک تیرا نام ہے
جو ادب سے نام لیوے لائقِ انعام ہے

کوئی پیدا نہ ہوا تجھ سا نہ ہووے گا کبھی
جو نبی پیدا ہوئے خادم ہوئے تیرے سبھی

تو ہے محبوبِ خدا رب چاہتا ہے تیری رضا
نفس و شیطاں سے بچالو، ہے یہ میرا مدعا

بہت ہی مظلوم عاجز غرق ہے تقصیر میں
جاویگا ملکِ عرب میں ہے اگر تقدیر میں

کشش اپنی دوزیادہ دم بدم پاوے کمال
پاس بلواؤ دکھاؤ یا رسول اللہ ﷺ جمال

کب ہووے مقبول دل کی اس جنابِ پاک میں
آرزو دیدار کی آگے نہ جاؤں خاک میں

عربی و مکی و مدنی نازنینِ کبریا
کشش ہووے تیز چہ حاجتِ مقناطیس و کہربا

وطن تیرا پاک دیکھوں خوب عیداں جا کروں
جب تلک روضہ نہ دیکھوں آگے ہرگز نہ مروں

یہ قریشی خاک تیرے قدموں کی ہے شوق مند
جا کے تیرے قوموں میں پاوے وہاں قدرِ بلند

ایک اور نظم ہمارے حضرت خواجہ غریب نواز فیاضِ عالم قطب الارشاد مولانا مولوی محمد فضل علی شاہ قریشی عباسی قدس سرہ العزیز کی درج ذیل ہے، ناظرین پڑھیں اور برکت حاصل کریں۔ (مرتب)

نصیحت

عزیزو! دوستو! یارو! یہ دنیا دارِفانی ہے
دل اپنا مت لگاؤ تم لحد میں جا بنانی ہے

تم آئے بندگی کرنے پھنسے لذاتِ دنیا میں
ہوئی اندھی عقل تری تیری کیسی جوانی ہے

گناہوں میں نہ کر برباد عمر اپنی تو کر توبہ
کہاں ہیں باپ دادا سب کہ تو جن کی نشانی ہے

نہ کر بل اپنی دولت پر نہ طاقت پر نہ حشمت پر
کہ اس دنیا کی ہر اک چیز تجھ کو چھوڑ جانی ہے

تو کر نیکی نمازیں پڑھ خدا کو یاد کر ہر دم
کہ آخر میں تری ہر نیکی تیرے کام آنی ہے

نہ ہو شیطان کے تابع نہ بے فرمان رب کا ہو
نبیؐ کے در کا خادم بن مراد اچھی جو پانی ہے

شریعت کی غلامی کر گناہوں سے تو بچ یارا
بری حالت ہو ظالم چور کی جو مرد زانی ہے

تو روزی کھا حلال اپنی سراپا نورِ تقویٰ بن
کہ تقویٰ میں ترقی ہے یہ نعمت جاودانی ہے

پکڑ لے پیر کامل کو کہ بیعت بھی ضروری ہے
بجز مرشد کے اچھی بات کس جا تجھ کو پانی ہے

خدا یاد آئے جس کو دیکھ کر وہ پیر کامل ہے
سوا مرشد کے دنیا کی محبت کس مٹانی ہے

شریعت کا غلام ہووے عجب اخلاق ہوں اسمیں
دل اس کا مثلِ آئینہ ہو یہ اس کی نشانی ہے

اگر تو طالبِ مولیٰ ہے اور اصلاح کا جویا
تو جلدی کر پکڑ مرشد نصیحت یہ ایمانی ہے

قطعہ تاریخِ وصال

چوں قریشی نژاد فضل علیؒ
بست رختِ سفر بخلدِ بریں

گفت ہاتف بسالِ تاریخش
آہ فضلِ علیؒ سراجِ دیں

۴ ۵ ۳ ۱ ھ

(از مرتب)

شجرۂ مبارکہ پنجابی منظوم

از خواجہ غریب نواز محمد فضل علی شاہ قریشی عباسی نقشبندی مجددی قدس سرہ

اول فضل تیرا میں منگاں یارب سچا سائیں
برکت نال نبیؐ صاحب دے منزل عشق پہنچائیں

برکت نال صدیق اکبرؓ دے پہلا یار پیارا
بخش محبت اپنی مینوں بھل ونجم جگ سارا

حضرت دا اصحاب پیارا حضرت سلمانؓ نامی
خاطر اس دی کریں ہدایت بخش گناہ تمامی

برکت حضرت قاسمؒ دے جو پوتا یار اول دا
رات دِہاں میں ہاں سوالی بخش نصیب فضل د

برکت نال امام جعفرؒ جو صادق سید سڈیوے
کریں عنایت تا کہ میرا غلبہ نفس نے تھیوے

حضرت بایزیدؒ اویسی بوالحسنؒ خرقانی
طفیل انہاندے کریں عنایت چھٹن کم شیطانی

برکت نال ابوالقاسم گرگانی بو علیؒ دے
مرضوں قرضوں چار چھڑاویں برکت اوس ولی دے

برکت نال ابویوسفؒ اتے حضرت غجدؒوانی
کریں زبان میری توں ذاکر دل کریں نورانی

برکت نال محمد عارفؒ بھی محمودؒ پیارے
مطلب میرے دو جہانی حل کریں توں سارے

برکت علی عزیزانؒ صاحب بھی محمدؒ سائیں
جو میں منگاں دیویں مینوں کریں قبول دعائیں

برکت سید امیر محمد بہاء الدین بخاریؒ
ہر دم نام مبارک تیرا دل وچ ہودم جاری

برکت نال علاؤ الدین یعقوبؒ خدا دا پیارا
فضل کریں جو باجھوں فضلائیں ہاں بہوں بیکارا

برکت نال عبیداللہؒ دے بھی محمد زاہدؒ
عشق محبت تیری مینوں دم دم ہووے زائد

بھی درویش محمدؒ صاحب امکنگی دی خاطر
وِچ عبادت اپنی دے توں مینوں رکھیں شاطر

برکت نال محمد باقی بھی مجددؒ صاحب
بخش ایمان مکمل رہاہاں گناہوں تائب

بھی خواجہ معصوم طفیلوں سیف الدین حضوری
روا کریں حاجات مطالب جو جو ہین ضروری

برکت حافظ محسنؒ دے اتے نور محمدؒ عالی
عشق محبت اپنی کرلوں رکھ نہ مینوں خالی

برکت شمس الدین منور بھی غلام علی دے
وصفاں بخش حمیدہ مینوں جو اخلاق ولی دے

خاطر ابوسعید مبارک شاہ قریشی
بخش رضا لقاء الٰہی ایہہ سوال ہمیشی

برکت حاجی دوست محمدؒ حضرت عثمانؒ نالے
تیرا فضل ہمیشہ رہا میرے غم سب ٹالے

برکت خواجہ حضرت صاحب لعل شاہ ہمدانی — غالب ہووے ذکر فکر بھی عشق سدا صمدانی

برکت نال سراج الدین محمد پیرِ ولایت — قطع محبت غیر خدا دی مینوں کریں عنایت

فضل علی مسکین قریشی شجرہ ایہہ بنایا — منگیاں جو دعائیں عاجز کو مقبول خدایا

فضل علی مسکین قریشی لکھیا شجرہ سارا — پڑھنے والا اس عاجز کو کرے نہ مول وِسارا

جو پڑھے ایہہ شجرہ پاکاں ویلے شام سحر دے — روا حاجات مطالب ہووے پیر توجہ کردے

برکت نیکاں توں چابخشیں اس عاجز دے تائیں
توں ہیں لائق فضل کرم دے تیڈیاں ہون رضائیں

شجرۂ مبارکہ اردو منظوم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ؕ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّ بَارِکۡ وَسَلِّمۡ بِعَدَدِ کُلِّ شَیۡءٍ مَّعۡلُوۡمٍ لَّکَ ؕ

حمدِ کُل ہے رب کی ذاتِ کبریا کے واسطے — اور درودو نعت مولیٰ مجتبیٰ کے واسطے

اے خدا تو اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے — فضل کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کے واسطے

حضرتِ صدیق اکبرؓ یارِ غارِ مصطفیٰؐ — صدق دے کامل تو ایسے پُرصفا کے واسطے

حضرتِ سلمانؓ فارس شمس برجِ معرفت — درد اپنا دے مجھے اُس جاں فدا کے واسطے

حضرت قاسم تھے پوتے حضرتِ صدیقؓ کے — عالی ہمت کر مجھے اس ذوالعلا کے واسطے

حضرتِ جعفرؒ امامِ اتقیا و اصفیا — مطمئن مجھ کو بنا اس ذی عطا کے واسطے

قطبِ عالم غوثِ اعظم شیخ اکبر بایزیدؒ — نورِ عرفاں دے مجھے نورالہدیٰ کے واسطے

خواجہ حضرت ابوالحسن جو ساکنِ خرقان تھے — ذکرِ قلبی دے مجھے اس باصفا کے واسطے

خواجہ ابوالقاسمؒ جو تھے گرگان میں — دُور کر عصیاں مرے اُس پُرحیا کے واسطے

قطبِ عالم خواجہ یوسفؒ جو تھے ہمدان کے — دے مجھے اعمالِ صالح اولیا کے واسطے

غجدوانی خواجہ عبدالخالقؒ شیخِ کامل — نفس ہو مغلوب یرا مقتدا کے واسطے
حضرتِ خواجہ محمد عارفؒ ریوگری — دل منور کر مرا شمس الضحیٰ کے واسطے
ساکنِ انجیرفغنہ یعنی محمودِؒ ولی — اپنا عارف کر مجھے اُس پیشوا کے واسطے
حضرت خواجہ عزیزانِ علیؒ رامیتنی — دے مجھے توفیق حق اُس بے بہا کے واسطے
خواجۂ بابا سماسیؒ عاشقِ ذاتِ خدا — نام تیرا ہو عزیز اُس بے ریا کے واسطے
میر میراں حضرتِ شاہِ کلالؒ متقی — عشقِ صادق دے ہمیں اس باصفا کے واسطے
حضرتِ خواجہ بہاء الدینؒ جو تھے نقشبند — کر روا سب حاجتیں اس پرسخا کے واسطے
حضرتِ خواجہ علاء الدینؒ جو عطار تھے — کر منقش دل مرا نور الہدیٰ کے واسطے
حضرتِ یعقوبؒ چرخی بیکسوں کے دستگیر — دل معطر کر مرا اس خوش لقا کے واسطے
حضرتِ خواجہ عبیداللہؒ جو احرار تھے — میری غفلت دُور کر اُس باعطا کے واسطے
حضرتِ خواجہ محمد زاہدؒ کمال — دمبدم ہو عشق زائد دلربا کے واسطے
خواجہ درویشِ محمدؒ میرِ درویشاں ہوئے — مجھ کو زاہد کردے اس شاہِ ولا کے واسطے
خواجگی خواجہ محمدؒ واقفِ اسرارِ حق — خاص درویشوں سے کر اس حق نما کے واسطے
حضرتِ خواجہ محمد باقی باللہؒ رازداں — مجھ کو بھی خواجہ بنا مردِ خدا کے واسطے
حضرتِ خواجہ مجدد الفِ ثانی بحرِ علم — رازداں مجھ کو بنا اس دلکشا کے واسطے
عروۃ الوثقیٰ محمد خواجہ معصومؒ اہلِ دل — مجھ کو صبر وشکر دے بدرالدجی کے واسطے
خواجہ سیف الدینؒ صاحب سیف تھے جو دین کے — دل منور کر مرا اس باصفا کے واسطے
حافظِ محسن ولی دہلوی تھے باخدا — سر کٹے حرص و ہوا کا ذی لقا کے واسطے
سید نورِ محمدؒ تھے بدایونی ولی — معرفت دے مجھ کو اُس شمس الہدیٰ کے واسطے
مرزا مظہر جانِ جاناںؒ تھے حبیب اللہ شہید — عشق وعرفاں کر عطا اس پیشوا کے واسطے
خواجہ عبیداللہ شاہ جو تھے مجدد دہلوی — خاص بندوں سے بنا اس رہنما کے واسطے
بوسعید احمدؒ کہ جو غوثِ زماں تھے بیگماں — مجھ کو بھی اسعد بنا اس باوفا کے واسطے
خواجۂ احمد سعیدؒ دہلوی مدنی ہوئے — عشق دے اپنا مجھے اس بے ریا کے واسطے
حاجی دوست محمدؒ ساکنِ قندھار تھے — قلب ذاکر رکھ مرا اُس خوش ادا کے واسطے
خواجۂ عثمانؒ دامانی جو قطبِ وقت تھے — مجھ کو بھی ویسا بنا شیر خدا کے واسطے

شہ سراج الدین شانِ حق سراجِ معرفت قلب روشن کر مرا اُس باصفا کے واسطے
شاہِ تاج الاولیا فضل علی بے عدیل دے سیہ دل کی دوا اس پرضیا کے واسطے
۵ ۳ ۹ ۱ء

کر قبول ان ناموں کی برکت سے ہر جائز دعا یارب اپنی رحمتِ بے انتہا کے واسطے
میرا دل رکھ دائماً ذاکر بذکرِ اسمِ ذات اے خدا جملہ مقدس اصفیا کے واسطے
بحر عصیاں میں الٰہی میں سراپا غرق ہوں فضل تیرا چاہیئے مجھ مبتلا کے واسطے
اے خدا مجھ کو تہی دستی کی کلفت سے بچا اپنے فضل و رحم اور جود وسخا کے واسطے
میرے ہر دشمن کو اپنے فضل سے مغلوب کر اپنی رحمانی رحیمی اور عطا کے واسطے
یا الٰہی شرِ شیطانی سے تو محفوظ رکھ ہر عمل ہو بے ریا تیری رضا کے واسطے
ہو منور قبر میری اور دے مجھ کو نجات
اے خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے

ضروری التماس

کتاب ہذا میں شیخ المشائخ رہنمائے اولیاء غریب نواز مخدوم العالم حضرت خواجہ محمد فضل علی شاہ قریشی عباسی مجددی قدس سرہ کے حالات ومقامات کا عشر عشیر بھی جمع نہیں ہوسکا اور اب بُعدِ زمانہ کے ساتھ ساتھ حالات جمع کرنے کے ذرائع بھی ختم ہوتے جارہے ہیں تاہم حضرت کے خلفاء ومنتسبین حضرات جو ابھی موجود ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ جس صاحب کے پاس حضرت موصوف کے مزید حالات وخطوط ووعظ ونصائح اور ملفوظات عالیہ موجود ہوں، نیز وہ خلفائے باصفا جن کے اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہوں ان کا پورا تعلق وتعارف تحریر فرما کر بخدمت مولنا کلیم اللہ شاہ صاحب خانقاہ شریف مسکین پور براہِ شہر سلطان ضلع مظفر گڑھ ارسال فرمائیں تاکہ جلدی ہی آئندہ اشاعت میں اضافہ ہوکر یہ کتاب زیادہ جامعیت کے ساتھ شائع ہو۔ (مرتب)